

# آخرت ساز واقعات

تالیف

سید علی افضل زیدی مئی

محمد علی بک ڈپو

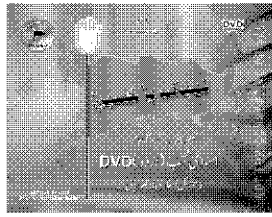
زہرا گارڈن دوکان نمبر ۲، نزد محفل شاہ خراسان،

برینورڈ، سو لجر بازار نمبر ۳، کراچی

Ph: 021-32242991 Cell: 0300-2985928

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں اور کئی

DVD  
Version

# لبیک یا حسینؑ

نذر عباس  
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad  
Sindh, Pakistan.

www.sabeelesakina.page.fl

sabeelesakina@gmail.com

Presented by Ziaraat.Com

NOT FOR COMMERCIAL

﴿جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں﴾

## مشخصات کتاب

نام کتاب: آخرت ساز واقعات

مؤلف: سید علی افضل زیدی قتی

نظر ثانی: زوجہ مؤلف

تصحیح: سید مظہر امام ہندی

کمپوزنگ: زیدی کمپوزنگ سینٹر

سال اشاعت: ۲۰۱۲

ناشر: محمد علی بک ڈپو (کراچی، پاکستان)

Printed By: Jivani Press 0300-2343346



## فہرست مطالب

- ۱۱ ..... عرض مؤلف
- ۱۳ ..... انتساب
- ۱۴ ..... مطالعہ اور حافظہ کی دعا
- ۱۵ ..... ۱۔ ہادی برحق سے ددری کا نتیجہ
- ۱۷ ..... ۲۔ بہلول اور متوکل کا محل
- ۱۷ ..... ۳۔ انسان خوبصورت ہے یا چاند
- ۲۰ ..... ۴۔ خادم حرم کی بے احترامی کی سزا
- ۲۱ ..... ۵۔ قم آؤ تا کہ تمہیں شفا دوں
- ۲۳ ..... ۶۔ زیارت عاشورہ اور غیبی مدد
- ۲۴ ..... ۷۔ دور دشریف کے پڑھنے کا اثر
- ۲۶ ..... ۸۔ علی بن مہزیار اور وقت کے امام علیہ السلام
- ۲۸ ..... ۹۔ نجات کی کشتیاں
- ۳۲ ..... ۱۰۔ دھریہ اور شیخ مفیدؒ
- ۳۳ ..... ۱۱۔ نماز پڑھنے والوں کے چار گروہ
- ۳۶ ..... ۱۲۔ حیوانات کیا تسبیح کرتے ہیں؟
- ۳۹ ..... ۱۳۔ حجاج بن یوسف اور چرواہے کے مابین دلچسپ مکالمہ

- ۱۳۔ نماز شب کے قضا ہونے پر سوگ منانا ..... ۴۲
- ۱۵۔ نماز اور بہشت ..... ۴۲
- ۱۶۔ حدیث کا مذاق اڑانے کا انجام ..... ۴۳
- ۱۷۔ حلم اور غصہ کو پی جانا ..... ۴۵
- ۱۸۔ طاقتور کون؟ ..... ۴۶
- ۱۹۔ امام رضا علیہ السلام کی اول وقت نماز پڑھنا ..... ۴۷
- ۲۰۔ شیطان اور اول وقت نماز ..... ۴۸
- ۲۱۔ مرحوم آخوندکاشی ..... ۴۹
- ۲۲۔ وسعتِ علم ..... ۵۰
- ۲۳۔ فقیروں و مسکینوں کے ساتھ کھانا کھانا ..... ۵۱
- ۲۴۔ حلمِ امام سجاد علیہ السلام ..... ۵۲
- ۲۵۔ مال دار اور فقیروں کے درمیان مساوات ..... ۵۳
- ۲۶۔ کرم ..... ۵۴
- ۲۷۔ جو ہم عطا کرتے دیتے ہیں اسے واپس نہیں لیتے ..... ۵۶
- ۲۸۔ امام باقر علیہ السلام کی اپنے شیعوں کے لیے نصیحت ..... ۵۷
- ۲۹۔ مومن کی علامتیں ..... ۵۸
- ۳۰۔ اچھی گفتگو ..... ۵۹
- ۳۱۔ مومن کو نجات دینے والی چیزیں ..... ۵۹

- ۶۰ ..... حضرت امام رضا علیہ السلام کا عالم ربانی کی قبر میں آنا
- ۶۱ ..... ہزار رکعت نماز
- ۶۲ ..... چھپ کر صدقہ دینا خدا کے غضب کو خاموش کر دیتا ہے
- ۶۳ ..... مخفی طور پر صدقہ دینا
- ۶۴ ..... خلق عظیم
- ۶۵ ..... بھائی نے بھائی کا گلا کاٹ دیا
- ۶۷ ..... اخلاق امام علی علیہ السلام
- ۶۸ ..... علی علیہ السلام قسم النار والجمۃ
- ۶۹ ..... کردار کی بلندی
- ۷۰ ..... سخاوت کا کمال
- ۷۲ ..... ایک بندہ چھ مقام پر
- ۷۵ ..... بہترین خصلت
- ۷۶ ..... پرندے بھی علی علیہ السلام کی معرفت رکھتے ہیں
- ۷۷ ..... رات بھر خود کو اذیت میں مبتلا رکھنا
- ۷۸ ..... کفن چور کا عبرتناک واقعہ
- ۸۰ ..... ایمان داری کی ایک مثال
- ۸۲ ..... اپنی حاجت لکھ کر دو
- ۸۳ ..... حلال نفع

- ۵۰۔ دو فقیروں کے ساتھ مختلف سلوک ..... ۸۴
- ۵۱۔ بے نمازی کے بارے میں نصیحت آمیز نکات ..... ۸۶
- ۵۲۔ ہر روز زمین انسان کو پانچ بار پکارتی ہے ..... ۸۹
- ۵۳۔ نصرانی کے مقابلہ میں عجیب بردباری ..... ۹۳
- ۵۴۔ عظیم الشان حدیث ..... ۹۴
- ۵۵۔ دنیا و آخرت کی بھلائی ..... ۹۶
- ۵۶۔ جنتی شخص ..... ۹۷
- ۵۷۔ امام زمانہ (ع) کی عجیب توجہ ..... ۹۹
- ۵۸۔ بت پرست قصاب ..... ۱۰۵
- ۵۹۔ غربت پر پریشان مت ہو ..... ۱۰۶
- ۶۰۔ بند تالے کا کھلنا ..... ۱۰۷
- ۶۱۔ اُزری کا واقعہ ..... ۱۰۸
- ۶۲۔ زیارتِ امام حسین علیہ السلام دوزخ سے رہائی کا سبب ..... ۱۰۹
- ۶۳۔ اول وقت نماز پڑھنے کا فائدہ (دلچسپ) ..... ۱۱۲
- ۶۴۔ یہ کیسی فاتحہ پڑھ کر مجھے بھیجی ..... ۱۱۳
- ۶۵۔ مجرب عمل ..... ۱۱۴
- ۶۶۔ گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹانے کا ثواب ..... ۱۱۶
- ۶۷۔ آخرت کے لیے بہترین توشہ ..... ۱۱۸

- ۶۸۔ سجدہ شکر ..... ۱۲۰
- ۶۹۔ علم یا دینار ..... ۱۲۱
- ۷۰۔ یا حسین علیہ السلام آپ بھی مجھے تلاش کرنا ..... ۱۲۳
- ۷۱۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام سے توسل کی برکت ..... ۱۲۴
- ۷۲۔ نماز کی اہمیت ..... ۱۲۶
- ۷۳۔ علمی مجلس افضل ہے یا تشیع جنازہ ..... ۱۲۷
- ۷۴۔ کہاں فرار کروں؟ ..... ۱۲۸
- ۷۵۔ شیخ کاشف الغطاء ..... ۱۲۹
- ۷۶۔ آگ میں نہ جلنے کا سبب ..... ۱۳۰
- ۷۷۔ جنت کی چوکھٹ اور حورالعین کی پیشانی ..... ۱۳۲
- ۷۸۔ ماں سے سخت کلامی ..... ۱۳۳
- ۷۹۔ فقر کیا ہے؟ ..... ۱۳۴
- ۸۰۔ جو تم سے جفا کرے اس سے صلہ رجمی کرو ..... ۱۳۴
- ۸۱۔ سفر آخرت کے تحائف و ہدایا (توجہ کریں) ..... ۱۳۵
- ۸۲۔ پانچ لوگوں کی ہم نشینی سے بچو ..... ۱۳۷
- ۸۳۔ ذکر سریع الاجابہ ..... ۱۳۹
- ۸۴۔ شہد کے شیرینی کا راز ..... ۱۴۰
- ۸۵۔ نعلین در بغلین ..... ۱۴۱

- ۸۶۔ آگ کا تازیانہ ..... ۱۳۴
- ۸۷۔ برزخ کا سفر ..... ۱۳۵
- ۸۸۔ بال سے زیادہ باریک ..... ۱۳۹
- ۸۹۔ عدالت اور لطف خدا! ..... ۱۵۰
- ۹۰۔ ابلیس کا تکبر اور اس کی نصیحتیں ..... ۱۵۱
- ۹۱۔ نا اہل دوستوں سے دوری ..... ۱۵۳
- ۹۲۔ خدا اور انسان کا فضل و کرم ..... ۱۵۴
- ۹۳۔ کریم کا ہاتھ ..... ۱۵۶
- ۹۴۔ مکھی کی خلقت کا مقصد ..... ۱۵۶
- ۹۵۔ مردوں کے لیے دعا ..... ۱۵۸
- ۹۶۔ گناہوں کو یکدم چھوڑ دینا ..... ۱۵۹
- ۹۷۔ زیادہ نہ کھائیں ..... ۱۶۰
- ۹۸۔ مومن، مومن کا آئینہ ..... ۱۶۱
- ۹۹۔ تم المقدس کی زیارت مشہد مقدس کی زیارت کے مساوی ہے ..... ۱۶۵
- ۱۰۰۔ کسنی میں عروج فکر ..... ۱۶۸
- منابع و ماخذ ..... ۱۷۰

## عرض مؤلف:

الحمد للہ انسان ساز واقعات کی مقبولیت اور دیگر کتب کی تالیف سے معلوم ہوا کہ زیادہ تر لوگ واقعات و داستان کو ہی پسند کر رہے ہیں کیونکہ واقعات انسان کی زندگی پر بہت جلد اثر انداز ہوتے ہیں اس لیے سچا کہ ایک اور کتاب واقعات پر تحریر کی جائے جو انسان کی دنیاوی و اخروی زندگی کے لیے مفید ثابت ہو کیونکہ پروردگار عالم نے انسان کو احسن تقویم پر خلق کیا ہے ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (۱) اور انسان کو اپنی تمام مخلوقات پر فضیلت بخشی ہے ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ (۲)

لیکن کیا وجہ ہے کہ انسان ﴿أَوْلَيْكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾ (۳) چوپائے جانوروں سے بھی پست تر ہو گیا۔ یقیناً اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان نے اپنی خلقت کے مقصد کو فراموش کر دیا اور آخرت کو بھول گیا انسان یہی سمجھتا ہے کہ یہ دنیا ہی سب کچھ ہے یہ زندگی بہت مختصر ہے اس کو عیش و عشرت سے گزار دے۔ کون منع کرتا ہے کہ انسان اپنی زندگی آرام و آسائش میں نہ گزارے۔ انسان مقصد خلقت اور آخرت کو نظر میں رکھتے ہوئے بہترین انداز، آسائش و آرام میں گزارے کیونکہ

۲۔ سورۃ اسراء، آیت ۷۰۔

۱۔ سورۃ تین، آیت ۴۔

۳۔ سورۃ اعراف، آیت ۱۷۹۔

انسان کو یہ ضرور سوچنا چاہیے ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ (۱) اس کی طرف سے آیا ہوں اور اسی کی طرف جانا ہے۔ جب بچہ اس دنیا میں آتا ہے تو سب یہی کہتے ہیں معصوم ہے۔ جب ہم لوگ دنیا میں معصوم اور گناہوں سے آلودہ نہیں آئیے ہیں تو جاتے وقت بھی ہماری یہی حالت و کیفیت ہونی چاہیے کہ لوگ کہیں کہ یہ بہت متقی و پرہیزگار اور شریف انسان تھا۔

بہر حال کوشش کی گئی ہے کہ اس کتاب میں کہ جس کا نام آخرت ساز واقعات رکھا ہے ایسے واقعات ذکر کیے جائیں جن کو پڑھ کر انسان اپنی زندگی بہتر بنائے تاکہ آخرت میں کامیابی و کامرانی نصیب ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ اس کتاب کے لکھنے کی توفیق شب شہادت امام حسن عسکری علیہ السلام سر زمین مقدس قم میں ہوئی۔ خدا سے دعا گو ہوں کہ بندہ حقیر کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور آئندہ مزید توفیقات میں اضافہ فرمائے تاکہ دین و مذہب و ملت جعفریہ کی خدمت کر سکوں اور آسان و سادہ الفاظ کے ذریعہ علوم آل محمدؐ کی صحیح ترجمانی کر سکوں اور اپنی و اہل و عیال و معاشرہ کی اصلاح کر سکوں۔

آمین یا رب العالمین

العبد

سید علی افضل زیدی

شب شہادت امام حسن عسکریؑ ۱۳۳۴ھ

## انتساب

اپنی اس کاوش کو عصمت و طہارت کی تیر ہویں کڑی امامت و ولایت کی گیارویں کڑی ہادی، زکی خالص سراج، ابن الرضا، امام حسن عسکری علیہ السلام کے نام ہدیہ کرتا ہوں اس سے جتنا بھی ثواب حاصل ہو اس کا اجر و ثواب میری ماں کی روح کو ایصال ہو۔ جن کی شفقتوں، محبتوں، محنتوں کو میں نہیں بھول سکتا۔ ماں کی عظمت کیا ہے، ماں کا رتبہ کیا ہے، ماں کسے کہتے ہیں، ماں کی ممتا کیا ہے؟ یہ تو ان سے پوچھیں جن کی ماں نہ ہو۔ ماں تو اس دنیا سے چلی گئی لیکن ہماری خوشیاں نہ دیکھ سکی، ہم سے خدمت نہ لی، آج اگر زندہ ہوتیں تو یقیناً میرے حق میں دعا کرتیں اور یقیناً ان کی دعاؤں کے ذریعہ میں ترقی کی منزلوں کو طے کرتا لیکن جب موت کا وقت لکھا ہے تو اس رب حقیقی کی دعوت پر لبیک کہنا ہے۔ یقیناً یہ اجر و پاداش میری ماں کی بخشش و مغفرت و بلندی درجات کے لیے مفید و موثر ہوگا۔

## مطالعہ کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اللَّهُمَّ أَخْرِجْنِي مِنْ ظُلُمَاتِ الْوَهْمِ وَ أَكْرِمْنِي بِنُورِ الْفَهْمِ

(اے اللہ مجھے وہم و گمان کی تاریکیوں سے نکال دے اور مجھے سمجھ کے نور سے منور فرما)

اللَّهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَ انْشُرْ عَلَيْنَا خَزَائِنَ عُلُومِكَ

(اے اللہ مجھ پر اپنی رحمت کے دروازوں کو کھول دے اور مجھ پر اپنے علوم کے خزانے کو کھول دے)

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

(اپنی رحمت کے سب سے زیادہ رحم کرنے والے)

حافظ کی دعا: یہ دعا پیغمبر اکرم ﷺ نے امیر المؤمنین کو حافظہ کے لیے تعلیم فرمائی تھی

سُبْحَانَ مَنْ لَا يَعْتَدِي عَالِيْ اَهْلِ مَمْلَكَتِهِ

(پاک و بے نیاز ہے وہ خدا جو اپنے اہل مملکت پر ظلم نہیں کرتا)

سُبْحَانَ مَنْ لَا يَأْخُذُ اَهْلَ الْاَرْضِ بِالْاَوَانِ الْعَذَابِ

(پاک و بے نیاز ہے وہ خدا جو اہل زمین کو گونا گون عذاب میں جس کے مستحق ہیں گرفتار نہیں کرتا)

سُبْحَانَ الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ

(پاک و مہربان ہے خدائے مہربان و رحیم)

اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِيْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَ بَصْرًا وَ فَهْمًا وَ عِلْمًا

(اے خدا! میرے دل میں نور معرفت، بصیرت، فہم و دانش اور علم قرار دے دے)

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔)

## ۱۔ ہادی برحق سے دوری کا نتیجہ

مورخین کا بیان ہے کہ عراق کے ایک عظیم فلسفی اسحاق کندی کو یہ خط سوار ہوا کہ قرآن مجید میں تناقص پایا جاتا ہے یعنی ایک آیت دوسری آیت سے، ایک مضمون دوسرے مضمون سے ٹکراتا ہے۔ اس نے اس مقصد کی تکمیل کے لیے کتاب بنام ”تناقص القرآن“ لکھنا شروع کی اور اس درجہ منہمک ہو گیا کہ لوگوں سے ملنا جلنا، آنا جانا چھوڑ دیا۔ حضرت امام حسن عسکریؑ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اس کے خط کو دور کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ کا خیال تھا کہ اس پر کوئی ایسا اعتراض کر دیا جائے کہ جس کا وہ جواب نہ دے سکے اور مجبوراً اپنے ارادے سے باز آجائے۔

اتفاقاً ایک دن آپ کی خدمت میں اس کا ایک شاگرد حاضر ہوا۔ حضرت نے اس سے فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اسحاق کندی کو ”تناقص القرآن“ لکھنے سے باز رکھ سکے۔ اس نے عرض کی مولا! میں اس کا شاگرد ہوں، بھلا اس کے سامنے کس طرح لب کشائی کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا یہ تو کر سکتے ہو کہ جو میں کہوں وہ اس تک پہنچا دو۔ اس نے کہا یہ کر سکتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ پہلے تو تم اس سے موافقت پیدا کرو جب وہ تم سے مانوس ہو جائے اور تمہاری بات توجہ سے سننے لگے تو اس سے کہنا کہ مجھے ایک شبہ پیدا ہو گیا ہے آپ اس کو دور فرمادیں۔ جب وہ کہے کہ بیان کرو تو کہنا کہ اگر اس کتاب یعنی قرآن کا مالک تمہارے پاس اسے لائے تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اس کلام سے جو مطلب اس کا ہو وہ تمہارے سمجھے ہوئے معانی و مطالب کے خلاف ہو، جب وہ تمہارا یہ اعتراض سنے گا تو فوراً کہے گا کہ بے شک ایسا

ہوسکتا ہے۔ جب وہ یہ کہے تو تم اس سے کہنا کہ پھر کتاب ”تناقض القرآن“ لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیونکہ جو تم اس کے جو معنی سمجھ کر اس پر اعتراض کر رہے ہو، ہوسکتا ہے کہ وہ خدائی مقصود کے خلاف ہو۔ ایسی صورت میں تمہاری محنت ضائع اور برباد ہو جائے گی کیونکہ تناقض اس وقت ہوسکتا ہے جب تمہارا سمجھا ہوا مطلب صحیح اور مقصود خداوندی کے مطابق ہو۔ اور ایسا یقینی طور پر نہیں، تو تناقص کہاں رہا؟ الغرض وہ شاگرد اسحاق کنڈی کے پاس گیا اور اس نے امام کے بتائے ہوئے اصول پر عمل کیا۔ اسحاق کنڈی یہ اعتراض سن کر حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ پھر سے سوال کو دہراؤ، اس نے سوال کو دہرایا۔ اسحاق کنڈی تھوڑی دیر کے لیے محو تفکر ہو گیا اور دل میں کہنے لگا کہ بے شک اس قسم کا احتمال باعتبار لغت اور بلحاظ فکر و تدبر ممکن ہے۔ پھر اپنے شاگرد کی طرف متوجہ ہو کر بولا: میں تجھے قسم دیتا ہوں تم مجھے صحیح بتاؤ کہ یہ اعتراض تمہیں کس نے بتایا۔ اس نے جواب دیا میرے شفیق استاد یہ میرے ذہن کی پیداوار ہے۔ اسحاق نے کہا: ہرگز نہیں، یہ تمہارے جیسے علم والے کے بس کی بات نہیں ہے، تم سچ بتاؤ یہ اعتراض تمہیں کس نے بتایا۔ شاگرد نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ یہ مجھے امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا تھا اور میں نے ان ہی کے بتائے ہوئے اصول پر آپ سے سوال کیا ہے۔ اسحاق کنڈی بولا: اب تم نے سچ کہا ہے ایسے اعتراضات اور ایسی اہم باتیں خاندان رسالت ہی سے برآمد ہوسکتی ہیں۔ پھر اس نے آگ منگائی اور کتاب تناقض القرآن کا سارا مسودہ نذر آتش کر دیا۔ (۱)

## ۲۔ بہلول اور متوکل کا محل

کہتے ہیں: ایک دن بہلول متوکل کے پاس گئے۔ متوکل نے اپنے محل کے اچھے اور برے ہونے متعلق بہلول سے پوچھا۔ بہلول نے کہا: اچھا ہے اگر اس میں دو عیب نہ پائے جاتے ہوں۔ متوکل نے پوچھا: وہ دو عیب کون سے ہیں؟ بہلول نے کہا: اگر حلال مال سے یہ محل تعمیر کروایا ہے تو اسراف کیا ہے: ﴿إِنَّهُ لَا يَحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾ (۱) بے شک خداوند متعال اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور اگر حرام مال سے بنایا ہے تو، تو نے خیانت کی ہے۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَحِبُّ الْخَائِنِينَ﴾ (۲) بے شک پروردگار عالم خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (۳)

## ۳۔ انسان خوبصورت ہے یا چاند

ہارون الرشید چاندنی رات میں اپنی بیوی زبیدہ کے ساتھ محل کی چھت پر ٹہل رہا تھا۔ ہارون چاند کی روشنی کو دیکھ کر کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے چاند کو کتنا حسن عطا کیا ہے اس کے چمکتے ہوئے چہرے کی چمک سے ساری دنیا روشن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں چاند زیادہ حسین و جمیل ہے۔ زبیدہ نے کہا: اے ہارون بے شک! چاند میں حسن کی

۱۔ سورۃ النعام، آیت ۱۴۱۔

۲۔ سورۃ انفال، آیت ۵۸۔

۳۔ ہزارویک حکایت حیرت انگیز۔

فراوانی ہے مگر انسان اس سے کہیں زیادہ حسین و جمیل ہے چاند کو انسان کی خاطر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے نہ کہ انسان کو چاندنی کی خاطر پیدا کیا گیا ہے بھلا چاند کا انسان سے کیا مقابلہ! یہ سن کر ہارون الرشید کو طیش آ گیا اور کہنے لگا تم اپنے آپ کو چاند سے زیادہ حسین سمجھتی ہو۔ زبیدہ نے کہا ہارون حضرت انسان چاند سے کہیں زیادہ حسین و جمیل ہے۔ ہارون نے غصہ میں آ کر کہا کہ اگر تو نے اسے ثابت نہ کیا تو میں تجھے طلاق دے دوں گا یہ کہہ کر ہارون اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

زبیدہ سوچنے لگی کہ اب اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے کہاں سے پیش کیا جائے۔ جب دن چڑھا تو ہارون نے دوسرے دن علمائے اسلام کو بلا کر کہا کہ میں نے رات کو اپنی زوجہ زبیدہ سے کہا ہے کہ اگر تم اپنی بات کو دلائل کے ساتھ ثابت نہ کر سکی تو میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ بتلاؤ اے علمائے کرام انسان خوبصورت ہے یا چاند؟ ادھر علمائے اسلام نے سوچا کہ اگر کہتے ہیں کہ چاند انسان سے لاکھوں گنا زیادہ حسین ہے تو زبیدہ کو طلاق ہوتی ہے جو خود ہارون کے لیے برداشت سے باہر ہے پھر ہمارے مذہب میں حلالہ کے سوا عورت کی طرف رجوع حرام ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ انسان چاند سے خوبصورت ہے تو دلیل و ثبوت درکار ہے جس کا ملنا محال ہے یہ سوچ کر علماء نے ہارون سے کہا کہ آج شام تک ہم قرآن و احادیث سے تلاش کر کے سوچ سمجھ کر فیصلہ دیں گے کہ انسان خوبصورت ہے یا چاند۔ بس سارا دن مولویوں نے علمی گھوڑے دوڑائے مگر مقصود نہ مل سکا آخر شام کو نماز مغرب کے بعد فیصلہ سنانے کا اعلان کر دیا کہ چاند انسان سے خوبصورت ہے اب جو نماز مغرب کا

وقت ہوا تو کہیں سے بہلول جسے دنیا دیوانہ کہتی ہے تشریف لائے اور علماء کا ہجوم دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟

علماء نے بتلایا کہ ہارون الرشید اپنی بیوی زبیدہ کو طلاق دے رہا ہے کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ چاند سے زیادہ انسان خوبصورت ہے اور ہارون کہتا ہے کہ اگر اس کا ثبوت قرآن و احادیث سے نہ ملتا تو زبیدہ کو طلاق دیدوں گا۔ بہلول نے دریافت کیا کہ مفتیان دین کا کیا فیصلہ ہے۔ کہا: ہم نے تو یہی کچھ سمجھا ہے کہ چاند انسان سے کہیں زیادہ خوبصورت ہے لہذا زبیدہ کو طلاق ہوگئی۔ بہلول نے کہا کہ آج مغرب کی نماز میں پڑھاؤں گا۔ علماء کرام نے فرمایا کہ ہمیں کیا انکار ہے ہماری نماز تو ہر فاسق و فاجر کے پیچھے ہو جایا کرتی ہے۔ تم تو علیٰ والے ہو کیا حرج ہے آج تم ہی نماز پڑھا دو۔ پس بسم اللہ کر کے جناب بہلول نے مغرب کی نماز پڑھنا شروع کی تو سورۃ الحمد کے بعد سورۃ والتین شروع کی: ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ☆ وَالْتِیْنِ وَالزَّیْتُونِ ☆ وَطُوْرٍ سَیْنِیْنِ ☆ وَهَذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ☆ لَقَدْ خَلَقْنَا الْقَمَرَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ“ تو پیچھے سے کسی نے لقمہ دیا ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ بہلول نے پھر پڑھا ”لَقَدْ خَلَقْنَا الْقَمَرَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ“ پیچھے سے پھر کسی نے لقمہ دیا، بہلول نے تین مرتبہ اقرار لینے کے بعد منہ پھیر کر فرمایا کہ پھر جھگڑا کس بات کا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چار قسمیں کھا کر انسان کو احسن تقویم فرما رہا ہے تو پھر تم لوگ کیوں چاند کو خوبصورت کہہ رہے ہو۔ اب علماء کو قرآن سے ثبوت مل گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے افضل و اکمل، حسین و جمیل حضرت

انسان کو ہی پیدا کیا ہے۔ اس پر کسی نے پوچھا کہ یہ کون انسان ہے جس نے ہماری رہنمائی کی ہے تو کسی نے کہا کہ یہ علیؑ کا دیوانہ ہے۔ (۱)

### ۴۔ خادم حرم کی بے احترامی کی سزا

معصومہ رقم کے خادم جناب علی عبدی اپنی ڈیوٹی دیتے ہوئے ایک خاتون جو بے پردہ حرم میں بیٹھی ہوئی تھی ان کے نزدیک آئے اور کہا: محترمہ حرم فاطمہ (س) کا احترام کرو۔ فاطمہ معصومہ (س) کے سامنے بے پردگی مناسب نہیں ہے۔ ابھی بات ہو رہی تھی کہ اس کا شوہر وہاں پہنچ گیا۔ اس نے بیوی سے سوال کیا کہ کیا بات ہے؟ بیوی نے بے اعتنائی سے جواب دیا کہ یہ خادم تنگ کر رہا ہے۔ یہ سننا تھا کہ اس کے شوہر نے ایک زوردار طمانچہ مارا۔ خادم نے کچھ نہ کہا اور سیدھے حضرت معصومہ (س) کی ضریح مقدس پر جا کر رونا شروع کر دیا اور اس شخص کی شکایت کرنے لگا کہ ”اے بی بی“ میں تو آپ کے احترام میں اس کو امر بالمعروف کر رہا تھا۔ ابھی اس کی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ اس خاتون کے چیخنے کی آواز بلند ہوئی۔ اسی وقت ایک عنقریب بچھونے اس کو ڈس لیا تھا۔ اس کا شوہر آگے بڑھا، بچھو کو پاؤں سے مسل دیا لیکن بچھو اپنا کام کر چکا تھا۔ حرم کے خادمین اس کو ایک قالین میں لپیٹ کے حرم کے نزدیک ہسپتال لے گئے۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ ایک فوجی کرنل کی زوجہ تھی۔ جب

اس کا شوہر اپنی غلطی کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے حرم معصومہ (س) میں جا کر بی بی سے معافی مانگی پھر اس خادم کے گھر جا کر اس سے معذرت چاہی اور ہر مہینے پندرہ سو تومان دینے کا وعدہ کیا۔ (۱)

### ۵۔ قم آؤ تا کہ تمہیں شفا دوں

ایک شخص بنام ابا الفضل جو مازندران کا رہنے والا تھا، تین سال سے شہر مقدس میں مقیم تھا، اس کی کمر میں سخت درد تھا دونوں پیروں پر فالج تھا اسی وجہ سے ویل چیئر استعمال کرتا تھا۔ ان تین برسوں میں اس نے کئی اسپتالوں میں علاج کرایا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے روضے پر آیا اور کہنے لگا۔ اے مہربان امام میں ہر طرف سے مایوس ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں، حضرت امام حسینؑ کی شب ولادت تھی، پوری رات اس نے جشن میں شرکت کی اور امام رضا علیہ السلام سے توسل کیا لیکن کوئی جواب نہ ملا، جب حرم مطہر سے باہر آیا تو اس نے آقا سے فریاد کی اے امام آپ تو غیر مسلموں کی حاجت روائی کرتے ہیں آخر مجھ پر عنایت کیوں نہیں کی۔ میں تو آپ کا شیعہ ہوں اور آپ کے شہر کا رہنے والا ہوں جب گھر واپس آیا اور ارادہ کیا جب میں دوبارہ امام کی خدمت میں حاضر ہوں گا تو ان کو ان کی بہن حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کو شفیع قرار دوں گا، امام کو ان کی بہن کی قسم دوں گا۔ چار شعبان تھی

میں نے خواب میں دیکھا کہ ”بی بی معصومہ تم میرے گھر تشریف لائی ہیں اور فرماتی ہیں کہ تم آؤ تا کہ تمہیں شفا دوں۔“

میں خواب سے بیدار ہوا تو گھر والوں کو خواب سنایا، چند دن گزرے دوبارہ بی بی کو اس کامل حجاب کے ساتھ دیکھا فرماتی ہیں ”تم کیوں نہیں آئے؟“ میں نے عرض کی، بی بی اس حال میں جب کہ دونوں پیر مفلوج ہیں تم کیسے آؤں؟ مجھے یہیں شفا دے دیں، فرمایا: ”تم آؤ۔“ جیسے ہی نیند سے بیدار ہوا، اس نے تم کے لیے ارادہ کیا۔ اپنے خاندان کے دو افراد کو ساتھ لیا اور تم آ گیا۔

حرم میں داخل ہونے کے بعد مجھے صریح کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ دعا، توسل، گریہ و زاری کے بعد مجھے نیند آگئی، خواب میں میں نے بی بی کو دیکھا تو سرتاپا حجاب میں نورانی ہیں اور ایک پیالی آگے بڑھا کر مجھ سے فرماتی ہیں یہ چائے پی لو اور کھڑے ہو جاؤ۔ تمہیں کوئی بیماری نہیں ہے، خواب سے بیدار ہوا اور مجھے احساس ہوا کہ میرے پیروں میں جان آگئی ہے اور مجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔ خود کو صریح سے پٹنالا اور فریاد کرنے لگا کہ ”مجھے بی بی نے شفا دے دی ہے، مجھے بی بی نے شفا دے دی ہے۔“ (۱)

۱۔ کریم اہل بیت علیہم السلام ص ۷۰۔

## ۶۔ زیارت عاشورہ اور غیبی امداد

مرحوم حجۃ الاسلام سید۔۔۔ جو شہر اصفہان کے ایک مشہور عالم تھے جنہوں نے اپنا نام ظاہر کرنے سے منع کیا تھا، فرماتے ہیں: ایک شب مجھے الہام ہوا کہ اصفہان شہر کے ایک محترم شخص کو پینتالیس ہزار (45,000) تومان دے دو۔ صبح کو میں نے اس حکم کی تعمیل کرنے کا ارادہ کیا مگر ایک تشویش لاحق تھی کہ آیا یہ محض ایک خواب ہے یا اس کی کوئی حقیقت بھی ہے؟ مجھے اپنی جمع رقم کے بارے میں بھی علم نہیں تھا کہ کتنی رقم ہے لہذا جب میں نے اپنی جمع رقم کو گنا تو پورے پینتالیس ہزار تومان ہی تھے۔

اس کے بعد میں اس محترم شخص کی دکان پر گیا اور وہاں جانے پر معلوم ہوا کہ میں ان کو پہچانتا ہوں۔ ان کی چھوٹی سے دکان تھی، میں نے دیکھا کہ دو افراد دکان کے سامنے کھڑے ہیں لہذا پہلی فرصت میں دکاندار سے جا کر میں نے کہا: ”مجھے آپ سے تنہائی میں کچھ کام ہے اور اس طرح میں انہیں ایک مسجد میں لے گیا اور ان سے کہا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ جس مصیبت میں مبتلا ہیں آپ کو اس مصیبت سے نجات دلاؤں لہذا آپ سے درخواست ہے کہ اپنی پریشانی مجھ سے بیان کر دیں۔ کافی اصرار پر بھی جب وہ بتانے پر راضی نہ ہوئے تو بالآخر میں نے وہ رقم ان کو دیدی مگر انہیں یہ نہ بتایا کہ رقم کتنی ہے؟

وہ محترم رونے لگے اور کہا میں پینتالیس ہزار تومان کا مقروض ہوں اور نذر کی ہے کہ چالیس روز تک روزانہ نماز صبح کے بعد زیارت عاشورہ پڑھوں گا اور آج میں

نے چالیسویں زیارت پڑھی تھی۔ (۱)

لہذا ہر ایک شیعہ کے لیے ضروری ہے کہ اس زیارت کو ضرور پڑھا کرے تاکہ اپنی دلی حاجت کو پاسکے اور دشمنوں کے خوف و خطر سے محفوظ رہ سکے۔ کتاب شرح زیارت عاشورہ میں آقا علی مازندرانی نے فرمایا ہے اس زیارت کے کچھ آداب ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ زیارت سے پہلے سو مرتبہ اللہ اکبر کہیں؛

۲۔ با وضو رہیں؛

۳۔ زوال سے پہلے پڑھیں؛

۴۔ سلام کے وقت قبر امام حسین علیہ السلام کی طرف توجہ دیں؛

۵۔ سلام کے وقت احتراماً کھڑے رہیں البتہ لعنت کے وقت قیام ضروری نہیں ہے؛

۶۔ اتحاد مکان ہو (ایک ہی جگہ پوری زیارت پڑھے)؛

۷۔ ٹھہرے رہیں حرکت نہ کریں؛

۸۔ دوران زیارت بات نہ کریں۔

۷۔ دور و شریف پڑھنے کا اثر

ایک دفعہ شہد کی مکھی پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا: یا رسول اللہ!

۱۔ زیارت عاشورہ اور اس کے فوائد، ص ۱۰۔

میں نے کچھ شہد تیار کیا ہے، آپ اپنے وصی امیر المومنین علیہ السلام کو بھیج کر منگوا لیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی مکھی سے فرمایا: تم تو تلخ اور کڑوے پھولوں اور گھاسوں پر بیٹھتی ہو؟ شہد کی مکھی نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: باوجود اس کے تم تلخ اور کڑوے پھولوں اور گھاسوں کا رس چوستی ہو کس طرح یہ کڑواہت مٹھاس میں تبدیل ہو جاتی ہے؟ شہد کی مکھی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! خدا نے ہمیں ایک ذکر ایسا یاد کروایا ہے جس کے پڑھنے کی وجہ سے وہ تلخی حلاوت و شیرینی و مٹھاس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور وہ ذکر؟ محمد و آل محمد پر درود شریف ہے۔

اتفاقاً زیارت جامعہ کبیرہ میں بھی امام ہادی علیہ السلام نے اسی طرح بیان کیا ہے: ”و جعل صلواتنا علیکم و ما خصنا بہ من ولایتکم طیباً لخلقنا و طہارۃ لانفسنا و تزکیۃ لنا و کفارۃ لذنوبنا“ (۱)

درود شریف پڑھنے کا ایک اثر یہ ہے کہ انسان کے برے اخلاق کو اچھے اخلاق میں تبدیل کر دیتا ہے جو بھی چاہتا ہے کہ اس کا اخلاق شیرین و مٹھاس میں تبدیل ہو جائے تو ہمیشہ اس نورانی ذکر ”اللہم صلی علی محمد و آل محمد“ کی تلاوت کیا کرے۔ (۲)

۱۔ مفتاح الجنان۔

۲۔ ارتباط معنوی با حضرت مہدی علیہ السلام ص ۳۸۔

## ۸۔ علی بن مہزیار اور وقت کا امام علیہ السلام

مرحوم سید ہاشم بحرانی اپنی کتاب ”تبصرة الولی فی من رای القائم المہدی علیہ السلام“ میں پچپن (۵۵) ایسے واقعات کو بیان کرتے ہیں کہ جنہوں نے حضرت کی خدمت میں پہنچنے کا شرف حاصل کیا۔ ان میں سے ایک علی بن مہزیار ہیں۔ مکہ کے بیسویں سفر میں امام کی خدمت میں پہنچے۔ جس وقت امام زمانہ علیہ السلام کا قاصد علی بن مہزیار کے پاس آیا تو قاصد نے علی بن مہزیار سے جن کی کنیت ابوالحسن تھی سوال کیا: ”یا ابا الحسن ما الیدی تُریدُ“ اے ابوالحسن کس کو تلاش کر رہے ہو؟ کیا چاہتے ہو؟ علی بن مہزیار نے عرض کیا: ”أریذُ الامامَ المَحجُوبَ عَنِ العالمِ“ میں اس امام کو تلاش کر رہا ہوں جو عالم کی نظروں سے غائب ہے۔ لوگ اس کو نہیں دیکھ سکتے، قاصد نے کہا: تمہارا جواب غلط ہے۔ فرمایا: ”وَمَا هُوَ الْمَحجُوبُ عَنِ العالمِ وَ لَکِنْ جَعَبَهُ سُوءُ اَعْمَالِکُمْ“ کون کہتا ہے کہ حضرت عالم سے غائب ہیں؟ تمہارے برے اعمال نے ان کو محبوب (چھپا) کر رکھا ہے۔ (کیا ہم حضرت امام زمان سے زیادہ روشن تر، نورانی تر کسی کو جانتے ہیں، امام زمانہ علیہ السلام حاضر ہیں، ہم غائب ہیں، اگر ہم اپنے آپ کو اچھا بنالیں تو امام زمانہ علیہ السلام خود ہمارے پاس آئیں گے۔ کیا ہم زیارت میں نہیں پڑھتے کہ امام زمانہ خلیفۃ اللہ ہیں۔ وہ ہر جگہ موجود ہیں ان کی احاطہ قدرت میں ہر چیز ہے، فقط ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان سے رابطہ قائم کریں)۔

جب قاصد علی بن مہزیار کو حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں لے کر چلا۔ تو

ایک مرتبہ علی بن مہزیار نے کہا: گھوڑے کو کہاں پر باندھوں؟ معلوم ہوا حضرت سے عشق کے علاوہ دوسری چیز سے بھی دل لگا ہوا تھا۔

جب علی بن مہزیار حضرت کی خدمت میں پہنچے تو پہلا سوال امام وقت کا یہ تھا: ”يَا اَبَا الْحَسَنِ مَا الَّذِي بَطَّأَبِكَ عَنَّا اِلَى الْاَن“ اے ابا الحسن کیا چیز باعث بنی جو تم ابھی تک ہمارے پاس نہیں آئے؟ آنے میں اتنی دیر کیوں کی؟ ”قَدْ كُنَّا نَتَوَقَّعُكَ لَيْلًا وَ نَهَارًا“ ہم تو دن رات تمہارے منتظر تھے! (یہ جملہ حضرت کا علی بن مہزیار سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر ایک کے لیے ہے کہ میں صبح و شام تمہارا منتظر ہوں)۔

علی بن مہزیار کہتے ہیں: میں نے یہ جواب دیا: اے فرزند رسول ﷺ! آپ کا قاصد پہلے سفر، دوسرے سفر، تیسرے سفر۔۔۔ میں میرے پاس نہیں آیا، یہاں تک کہ بیسویں سفر میں میرے پاس آیا ہے۔ میں تو نہیں جانتا تھا کہ آپ کے پاس آؤں۔ حضرت نے یہ جواب سن کر سر مبارک کو نیچے جھکا لیا اور اپنی انگلی مبارک سے زمین پر خط کھینچا اور سر کو اوپر اٹھایا اور فرمایا: قاصد نہیں آیا، یہ جواب صحیح نہیں ہے۔

”لَا وَ لَكِنَّكُمْ كَثَرْتُمْ الْاَمْوَالَ وَ تَجَبَّرْتُمْ عَلٰى ضَعْفَاءِ الْمُؤْمِنِينَ وَ قَطَعْتُمْ الرَّحِمَ الَّذِي بَيْنَكُمْ فَاَيُّ عُذْرٍ لَّكُمْ؟ فَقُلْتُ التَّوْبَةَ التَّوْبَةَ اِلَاقَالَۃً اِلَاقَالَۃً“

تین عمل تمہارے باعث بنیں جس کی وجہ سے تم ہمارے پاس نہیں آئے، ایک دولت کی کثرت، دوسرا کمزور مؤمنین پر تمہاری بزرگی و تکبر اور تیسرا قطع رحم۔ اب

تمہارے پاس کیا عذر ہے؟ کہا آقا جان! مجھے معاف کر دیں، مجھے بخش دیں آئندہ اس طرح کے کام انجام نہیں دوں گا۔ حضرتؑ نے فرمایا: علی بن مہزیار اگر تمہاری استغفار ایک دوسرے کے لیے نہ ہوتی تو ہم اپنی رحمت کو تم سے قطع کر دیتے۔ اپنے لطف و کرم اور عنایات کو تم سے اٹھا لیتے۔ یہی استغفار اور مہربانی ایک دوسرے کے ساتھ باعث بنے ہیں کہ ہمارا لطف و کرم تم تک پہنچ رہا ہے۔ (۱)

بس قارئین محترم ہمیں اپنے اعمال کو ایسا بنانا پڑے گا تاکہ ہمارا امام ہم سے راضی ہو جائے اور ایک وقت ایسا آئے کہ امام کہیں اے فلاں شخص میں تم سے ملنے آ رہا ہوں۔ اے امام قاصد کو بھیجیں کہ فلاں شخص کو میرے پاس بلا کر لے آؤ اور ہماری زبان پر ہمیشہ یہ ورد رہے: اللَّهُمَّ عَجِّلْ لِي وِلَايَةَكَ الْفَرَجِ۔

## ۹۔ نجات کی کشتیاں

﴿وَقَالَ اِذْ كُنَّا فِيهَا بِاسْمِ اللّٰهِ مَجْرَآهَا وَتُمْسَاہَا﴾ (۲) نوح نے کہا کہ اب تم سب کشتی میں سوار ہو جاؤ خدا کے نام کے سہارے اس کا بہاؤ بھی ہے اور ٹھہراؤ بھی۔

یہاں پر ہم نجات کی چار کشتیوں کے بارے میں ذکر کرتے ہیں یقیناً یہ کشتیاں آپ کے لیے مفید ثابت ہوں گے:

۲۔ سورہ ہود، آیت ۴۱۔

۱۔ ارتباط معنوی با حضرت مہدیؑ، ص ۵۷۔

پہلی کشتی: جو بہت ہی مشہور و معروف ہے اور آپ اکثر و بیشتر مجالس میں سنتے رہتے ہیں وہ ہے حضرت نوحؑ کی کشتی ارشاد قدرت ہے ﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحِينَا﴾ (۱) اور ہماری نگاہوں کے سامنے ہماری وحی کی نگرانی میں کشتی تیار کرو۔

کشتی میں سوار ہونے والوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ اسی (۸۰) تھی۔ آپ قارئین محترم سے سوال ہے کہ نجات نوح میں تھی یا کشتی نوح میں تھی۔ یقیناً آپ غورو فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے گے کہ نجات نوح نبی میں نہ تھی بلکہ کشتی نوح میں تھی۔ اگر نجات نوح نبی میں ہوتی تو میٹا بچ جاتا اور زوجہ بھی، بیٹے اور زوجہ کا نہ بچنا اس بات کی دلیل ہے کہ نجات کشتی نوح میں تھی۔ اب کوئی نبی کی رشتہ داری پر فخر نہ کرے ”لیس من اہلک“ کہہ کر پروردگار عالم نے واضح کر دیا اگر نبی کا کہنا نہیں مانو گے تو اہل سے خارج ہو جاؤ گے۔ نبی آواز دے رہے تھے کشتی میں سوار ہو جاؤ اور بیٹا کہہ رہا تھا پہاڑ پر چڑھ کر جان بچالوں گا اب جو بھی کبھی بھی نبی کے بلانے پر نہ آئے وہ ”لیس من اہلک“ کا مصداق ہوگا۔

دوسری کشتی: حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا: ﴿بَا بُنَيَّ إِنَّ الدُّنْيَا بَحْرٌ عَمِيقٌ قَدْ غَرِقَ فِيهَا عَالَمٌ كَثِيرٌ﴾ اے بیٹا بے شک دنیا ایک بحر عمیق ہے اس میں اکثر لوگ غرق ہو گئے۔ پس اس دنیا میں تمہاری کشتی تقویٰ الہی ہونا چاہیے۔

اس میں کوئی شک نہیں یہ دنیا ایک گہرا سمندر ہے جس میں اکثر لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں اور بہت کم لوگ ہی دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھتے ہیں۔ انسان اس دنیا کے رنگ و روپ میں ڈھل جاتے ہیں۔ دنیا کی آسائش اور ہریالیاں انسان کو اپنے طرف جذب کر لیتی ہے اور انسان اس بحر عمیق میں غرق ہو جاتا ہے۔ اس لیے لقمان حکیم اور انبیاء، ائمہ طاہرین علیہم السلام کی سیرت یہی رہی ہے کہ تقویٰ الہی اختیار کریں۔ امام حسین علیہ السلام نے صبح عاشورا اپنے اصحاب سے فرمایا: ”عِبَادُ اللَّهِ اتَّقُوا وَ كُونُوا مِنْ الدُّنْيَا عَلَى حَذَرٍ فَتَزُوذُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ“ (۱)

اے اللہ کے بندوں خدا سے ڈرو اور دنیا سے بچو، خدا نے دنیا کو فانی ہونے کے لیے خلق کیا ہے دنیا پست گہرا اور اس میں رہنے کی مدت بہت کم ہے پس آخرت کے لیے توشہ اختیار کرو کیونکہ آخرت کا بہترین توشہ تقویٰ الہی ہے۔ اور اسی میں کامیابی ہے۔

تیسری کشتی: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ كَسَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ دَخَلَ فِيهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ“ (۲)

تم میں میرے اہل بیت علیہم السلام کی مثال کشتی نوح جیسی ہے جو اس میں داخل ہوا نجات پا گیا اور جس نے دوری اختیار کی وہ غرق ہو گیا۔

۲۔ بحار، ج ۴۴، ص ۷۶۔

۱۔ فرہنگ امام حسین علیہ السلام، ص ۱۶۱۔

زیارت جامعہ کبیرہ میں پڑھتے ہیں ”مَنْ آتَاكُمْ نَجَىٰ وَ مَنْ لَمْ يَأْتِكُمْ هَلَكَ“ جو آپ کے پاس آیا نجات پا گیا اور جو نہیں آیا ہلاک ہو گیا۔  
 واضح مثال حضرت حرؓ کی ہے امام حسینؑ کے پاس آئے نجات پا گئے اور شمر لعین نہیں آیا ہلاک ہو گیا۔

قارئین محترم نجات نوح میں نہ تھی کشتی نوح میں تھی اور اہل بیتؑ نوح کی کشتی کی طرح ہیں۔ یقیناً رسول کے بعد اہل بیتؑ پر ایمان لانا ہوگا، ان کی ولایت کا اقرار کرنا ہوگا بغیر ولایت کے کوئی عمل قابل قبول نہیں۔

چوتھی کشتی: ابی بن کعب رسول ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں امام حسین تشریف لائے تو رسول نے امام حسینؑ کو دیکھتے ہوئے فرمایا: ”مَرَحَبًا بِكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ يَا زَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ“

خوش آمدید اے ابا عبد اللہ، اے زمین و آسمان کی زینت خوش آمدید۔ جب یہ جملہ ابی بن کعب نے سنا تو کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے علاوہ بھی کوئی زمین و آسمان کی زینت ہو سکتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث برسات کیا ”إِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ فِي السَّمَاءِ أَكْبَرُ مِنْهُ فِي الْأَرْضِ“ بے شک حسین کو زمین سے زیادہ آسمان والے جانتے ہیں۔ ”وَ إِنَّهُ لَمَكْتُوبٌ عَنْ يَمِينِ عَرْشِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (إِنَّ الْحُسَيْنَ) مِصْبَاحُ الْهُدَىٰ وَ سَفِينَةُ النَّجَاةِ وَ إِمَامٌ خَيْرٌ“ عرش کے دائیں جانب لکھا ہوا ہے (بے شک حسین) ہدایت کے چراغ اور نجات کی کشتی ہیں اور نیک لوگوں کے امام ہیں۔

نوح کی کشتی میں زیادہ سے زیادہ اسی افراد، حضرت لقمان کی کشتی میں چند ہی ایسے پیدا ہوں گے جو تقویٰ الہی اختیار کریں، اہل بیت علیہم السلام کی کشتی وہ کشتی نجات ہے جس میں مسلمان، غیر مسلمان مسیحی، ہندو، عیسائی ہر قوم و قبیلہ کے لوگ سوار ہیں اس لیے ان چار کشتیوں میں وسیع ترین اور سرعت ترین کشتی نجات حسین علیہ السلام کی ہے۔ (۱)

### ۱۱۔ دھریہ اور شیخ مفیدؒ

ایک مرتبہ بغداد میں ایک ایسا شخص آیا جو منکر خدا تھا اور وہ کوئی دلیل ماننے کو تیار نہیں ہوتا تھا، کہتا تھا کہ میری عقل میں یہ بات نہیں آتی ہے کہ خدا ہے بلکہ یہ کائنات خود بخود بنی ہے اور چل رہی ہے۔ اس دور کا جو وزیر تھا اس نے شیخ مفیدؒ سے درخواست کی کہ سب عالم اسے سمجھانے سے قاصر ہیں، آپ ہی کسی طرح اس فتنے کا مقابلہ کریں یہ تو روزانہ دربار میں آتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی مسلمان مجھے قائل نہیں کر سکتا۔ جب کہ آپ کو معلوم ہے اس دربار میں غیر مسلموں کے سفیر میں ہوتے ہیں۔ شیخ مفیدؒ نے کہا کہ اچھا اگر آپ کی خواہش ہے تو ٹھیک ہے میں آتا ہوں۔ بہر حال شیخ مفیدؒ دربار میں پہنچے اور اس شخص سے کہا تو نے ان سب کا مقابلہ کیا اور تیرا دعویٰ ہے کہ کوئی بھی تجھے جواب نہ دے سکا تو ٹھیک کل میں وقت پر پہنچوں گا اور تجھے تیرے سوال کا جواب دوں گا لیکن دیکھ ایسا نہ ہو کہ تو گھبرا کر کہیں فرار ہو جائے اور

یہاں واپس نہ آئے۔ اس نے اطمینان سے کہا فرار ہونے کا امکان نہیں مجھے تو آپ کی جانب سے کوئی خطرہ نہیں۔ شیخ مفیدؒ نے کہا کہ کل دیکھیں گے کہ کون فرار کرتا ہے۔ اب اگلا دن آیا تو شیخ مفیدؒ کو دربار میں پہنچنے میں دیر ہوئی تو وہ کہنے لگا شیخ مفیدؒ خوف سے بھاگ گئے، جب شیخ مفیدؒ کافی دیر کے بعد دربار میں پہنچے اور فرمایا کہ میرے دیر سے آنے کا سبب یہ تھا کہ میں نے آج ایک عجیب منظر دیکھا کہ میں حیران رہ گیا اور میرے قدم آگے نہ بڑھ سکے۔ میں نے دیکھا کہ دریا میں ایک کشتی چل رہی ہے کہ کوئی چلانے والا نہیں ہے وہ ایک کنارے پر جاتی ہے مسافر کو اٹھاتی ہے دوسری طرف اتارتی ہے پس یہ منظر جو میں نے دیکھا کہ کوئی کشتی چلانے والا نہیں کشتی خود بخود چل رہی ہے۔ شیخؒ کی اس بات کو سن کر اس دھریے نے ایک مرتبہ تہقہہ لگایا اور کہا کہ کس احق سے میرا مقابلہ کروا رہے ہو یہ تو ممکن ہی نہیں کہ جب کوئی چلانے والا موجود نہیں تو کشتی یہاں سے وہاں کیسے جاسکتی ہے؟

بس جیسے ہی اس نے یہ بات کہی شیخ مفیدؒ نے کہا کہ تو مجھے احق کہہ رہا ہے جبکہ تو اپنے بارے میں کیا خیال کرتا ہے جب تو ایک کشتی کے بارے میں تصور نہیں کر سکتا تو اتنی بڑی کائنات کے بارے میں کیسے تجھے خیال ہے کہ بغیر چلانے والا کے یہ کائنات چل رہی ہے۔ ایک مرتبہ دھریے بے اختیار کہہ اٹھا کہ آج تک کسی نے اس طریقہ سے مجھ سے مناظرہ نہیں کیا تھا اور وہ کلمہ شہادتین پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ (۱)

## ۱۱۔ نماز پڑھنے والوں کے چار گروہ

اسلام میں عالی ترین مظہر عبودیت، نماز ہے۔ نماز کی عظمت کے لیے پروردگار عالم کا یہ ارشاد ہی کافی ہے کہ ﴿اقیموا الصلوٰۃ ولا تكونوا من المشرکین﴾ نماز قائم کرو اور خبردار مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ گویا مالک کی نگاہ میں نماز علامت اسلام و ایمان ہے اور نماز سے انحراف کرنے والا حقیقت کے اعتبار سے مشرکین میں شامل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ بظاہر اس کا شمار مسلمان میں ہوتا ہے اور اس کے احکام مسلمانوں ہی کے احکام ہوتے ہیں۔ (۱) اس کے علاوہ قرآن روایات میں نماز کی طرف کافی تاکید کی گئی ہے۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ”الصَّلَاةُ عَمُودُ الدِّينِ“ (۲) نماز دین کا ستون ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ”الصَّلَاةُ نُورُ الْمُؤْمِنِ“ (۳) نماز مومن کا نور ہے، ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ”لَا خَيْرَ فِي دِينٍ لَا صَلَوةَ فِيهِ“ (۴) اس دین میں خیر نہیں جس میں نماز نہیں۔ مولائے کائنات امیر المومنین علیؑ نے ارشاد فرمایا: ”الصَّلَاةُ قُرْبَانُ كُلِّ تَقِيٍّ“ (۵) ہر پرہیزگار کا خدا کے نزدیک ہونے کا سبب نماز ہے۔

پیامبر اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت کے چار گروہ ہیں:

۱۔ نماز سے غافل لوگ: یہ لوگ اہل ”ویل“ ہیں یعنی جہنم کا ایک گڑھا ہے جو

۲۔ وسائل الشیعہ، ج ۳، ص ۱۷۔

۱۔ ذکر و فکر، ص ۳۹۹۔

۳۔ تاریخ طبری، ج ۲، ص ۳۶۵۔

۳۔ کافی، ج ۲، ص ۲۶۵۔

۵۔ وسائل، ج ۳، ص ۳۰۔

لوگ اپنی نماز میں غفلت و سہل انگاری سے کام لیتے ہیں۔ ارشاد الہی ہے: ﴿فَوَيْلٌ  
لِّلْمُصَلِّينَ ۚ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ (۱) تو تباہی ان نمازیوں  
کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں۔

۲۔ کبھی نماز پڑھتے ہیں کبھی نماز نہیں پڑھتے: یہ لوگ اہل ”غی“ ہیں یہ بھی دوزخ  
کا ایک گڑھا ہے۔ ارشاد الہی ہے: ﴿أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ  
فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ عَذَابًا﴾ (۲) جنہوں نے نماز کو برباد کر دیا اور خواہشات کا اتباع  
کر لیا پس یہ عنقریب اپنی گمراہی سے جا ملیں گے۔

۳۔ اصلاً نماز نہیں پڑھتے: یہ لوگ اہل ”سقر“ ہیں۔ یہ بھی جہنم میں ایک جگہ  
ہے۔ ارشاد الہی ہے: ﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۚ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ  
الْمُصَلِّينَ﴾ (۳) آخر تمہیں کس چیز نے جہنم میں پہنچا دیا ہے وہ کہیں گے ہم نماز  
گزار نہیں تھے۔

۴۔ نماز پڑھتے ہیں اور نماز میں خشوع اور حضور قلب رکھتے ہیں۔ یہی لوگ در  
حقیقت کامیاب و کامران اور نجات پانے والے ہیں ارشاد الہی ہے: ﴿قَدْ أَفْلَحَ  
الْمُؤْمِنُونَ ۚ الَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾ (۴) یقیناً صاحبان ایمان  
کامیاب ہیں جو اپنی نمازوں میں گڑ گڑانے والے ہیں۔ (۵)

۱۔ سورہ مائدہ، آیت ۵۔۴۔

۳۔ سورہ مدثر، آیت ۴۳۔۴۲۔

۲۔ سورہ مریم، آیت ۵۹۔

۵۔ نماز راہ پیروی بر مشکلات، ص ۵۴۔

۴۔ سورہ مومنون، آیت ۲۔۱۔

قارئین محترم توجہ کریں آخری وقت میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے تمام عزیزوں کو جمع کر کے فرمایا: "لَنْ تَنَالَ شَفَاعَتَنَا مُسْتَحْفًا بِالصَّلَاةِ" (۱)

## ۱۲۔ حیوانات کیا تسبیح کرتے ہیں؟

﴿إِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ﴾ (۲) اور کوئی شے ایسی نہیں ہے جو اس کی تسبیح نہ کرتی ہو یہ اور بات ہے کہ تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو۔

کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود بھی کائنات کی دیگر مخلوقات کی طرح تسبیح کرنے سے غافل ہے اور ان کی تسبیح کو سمجھنے سے بھی قاصر ہے جب کہ کائنات کا ہر ذرہ اپنی زبانِ حال میں محو تسبیح ہے اور اس کی عظمت و جلالت اور وحدانیت و کبریائی کا کلمہ پڑھ رہا ہے۔ بقول عرفاء "اللہ کی دو کتابیں ہیں ایک قرآن حکیم ہے اور ایک کتاب کائنات جس کا لفظ لفظ اور صفحہ صفحہ اس کی عظمت و جلالت کی تسبیح کر رہا ہے اور اس کی خالقیت و مالکیت کا اعلان کر رہا ہے۔" جب عام ذرات کائنات کے محو تسبیح ہیں تو ان افراد کا کیا کہنا جن کا وجود ہی سراپا عظمت پروردگار کی نشانی ہے۔

آیت کریمہ سے ان روایات کی بھی تصدیق ہوتی ہے جن میں خاکِ شفا کی

۲۔ سورہ اسراء، آیت ۴۴۔

۱۔ وسائل، ج ۳، ص ۱۷۔

تسبیح کے تسبیح پروردگار کرنے کا ذکر ہے۔ بظاہر ہے کہ جب ہر ذرہ محو تسبیح ہے تو ان ذرات کا کیا کہنا جن میں خونِ فرزندِ رسولؐ جذب ہو جائے جس نے وقتِ آخر بھی ذکر کرتے کرتے جانِ جانِ آفرین کے حوالے کر دی ہو۔

مر گئے پیاس میں دمِ عشق کا بھرتے بھرتے  
قاتل آیا بھی پئے قتل تو ڈرتے ڈرتے (۱)

جب یہ بات ہمارے ذہن نشین ہوگئی کہ کائنات کا ذرہ ذرہ محو تسبیح ہے تو یہ واقعہ اب صحیح طریقہ سے ہمارے ذہنوں میں آجائے گا۔

یہودیوں کا ایک گروہ امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا ہمیں: ہماری قوم نے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے، ہمارے پانچ سوال ہیں اگر ہماری کتابِ تورات کے مطابق صحیح جواب دیے تو ہم اسلام قبول کر لیں گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: قسم کھاؤ کہ اگر تمہاری کتاب کے مطابق صحیح جواب دیئے تو اسلام لے آؤ گے۔ یہودیوں نے قسم کھائی تو مولا علی علیہ السلام نے فرمایا: اخبیر کم ان شاء اللہ میں تمہیں انشاء اللہ خبر دیتا ہوں۔

یہودیوں نے ہمارا پہلا سوال یہ ہے کہ ہمیں بتائیں کہ اونٹ کیا تسبیح کرتا ہے؟  
امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اونٹ یہ تسبیح کرتا ہے، قارئین محترم توجہ کریں:

”سُبْحَانَ مَنْ يَرَى وَلَا يُرَى وَهُوَ بِالْمَنْظَرِ الْأَعْلَى اللَّهُمَّ الْعَنْ مَنْ

تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا“

پاک و منزہ ہے وہ ذات جو دیکھتا ہے لیکن دکھائی نہیں دیتا اس کا حکم تمام حکموں پر ترجیح رکھتا ہے خدا یا جو بھی جان بوجھ کر نماز کو ترک کرے اس پر لعنت ہو۔

یہودی کا دوسرا سوال یہ تھا کہ حیوان مکمل کیا تسبیح کرتا ہے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: وہ کہتا ہے: ”سُبْحَانَ مَنْ يَسْبَحُ لَهُ مَا فِي فِعْرِ

الْبَحَارِ سُبْحَانَ مَنْ عَبَدَ لَهُ مَا فِي الْقِصَارِ اَللّٰهُمَّ اَعْنِ عَاقِ الْوَالِدَيْنِ“

پاک و منزہ ہے وہ ذات جو کچھ دریا میں ہے اس کی تسبیح کرتے ہیں اور جو کچھ

خشکی پر ہیں اس کی بندگی کرتے ہیں خدا یا والدین کے نافرمان پر لعنت ہو۔

یہودی کا تیسرا سوال یہ تھا کہ مرغ کیا تسبیح کرتا ہے؟

مولائے کائنات نے فرمایا: مرغ تسبیح کرتے ہوئے کہتا ہے: ”سُبْحَانَ مَنْ لَمْ

يَلِدْ وَ لَمْ يُولَدْ اَللّٰهُمَّ اَعْنِ مَنْ قَطَعَ الرَّحِمَ“

پاک ہے وہ ذات جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ والد خدا یا قطع رحم کرنے والے

شخص پر لعنت ہو۔

یہودی کا چوتھا سوال یہ تھا کہ ہمیں بتائیں گھوڑا تسبیح کرتے وقت کیا کہتا ہے؟

باب العلم امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: گھوڑا یہ کہتا ہے: ”سُبُوْحًا وَّقَدْوَسًا

اِلٰهِي اَعْنِ مَانِعَ الزَّكٰوَةِ“

سبوح و قدوس خدا یا زکات نہ دینے والے پر لعنت ہو۔

یہودی کا پانچواں سوال یہ تھا کہ گدھا کیا تسبیح کرتا ہے؟

نفس رسول حضرت علیؑ نے فرمایا: گدھا کہتا ہے: ”سُبْحَانَ مَنْ سَخَّرَ لَنَا

لِّلْعِبَادِ اَللّٰهُمَّ اَلْعَنِ اِمْرَاةً لَهَا زَوْجٌ وَ رَجُلًا لَّهُ اِمْرَاةٌ فَيَزْنُوْنَ

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی بندگی کے لیے بندوں کو چنا خدا یا تو لعنت کر ایسی عورت پر جو شوہر رکھتی ہو اور ایسے مرد پر جو عورت رکھتا ہو لیکن پھر بھی غلط کام کریں۔

یہودیوں کی جماعت نے کہا: ”وَاللّٰهِ وَجَدْنَا هَكَذَا فِي التَّوْرَاتِ“  
خدا کی قسم یہی جوابات ہم نے تورات میں دیکھے ہیں۔

یہ گروہ جو پانچ افراد پر مشتمل تھا ان میں سے ہر ایک فرد ہزار ہزار افراد کی طرف سے وکیل تھے ان پانچ جوابات کی وجہ سے پانچ ہزار افراد دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ (۱)

۱۳۔ حجاج بن یوسف اور چرواہے کے مابین دلچسپ مکالمہ

مؤرخین نے لکھا ہے کہ جب حجاج بن یوسف کو حجاز کا گورنر بنا کر روانہ کیا گیا تو وہ اپنے کارمندوں کے ہمراہ حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کی غرض سے سفر حجاز پر روانہ ہوا۔ گرمی کے دن تھے، راستے میں دوپہر کے وقت اس نے ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا خیمے نصب کر دیئے اور پردے ہوا کہ گزر کے لیے اوپر اٹھا دیے گئے دوپہر کے کھانے کے لیے شاہی دسترخوان بچھایا گیا کہ یکا یک حجاج کی نگاہ اس سے کافی فاصلہ پر ایک چرواہے پر پڑی جو گرمی کی شدت کے سبب اپنے سر کو ایک دنبہ کے

پیٹ کے نیچے دیے ہوئے تھا تا کہ دھوپ سے محفوظ رہ سکے۔

حجاج کو ترس آ گیا حکم دیا کہ اسے سایہ میں لے آؤ۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور چرواہے کو حاضر کیا گیا چرواہا اس کی شان و شوکت سے متاثر نہ ہوا اور اس نے حجاج کو کوئی اہمیت نہ دی۔

حجاج: بیٹھ جاؤ۔ چرواہا: مجھے اپنا کام کرنے دو میں ان بھیڑوں کی دیکھ بھال پر مامور ہوں۔

حجاج: اس قدر شدید گرمی ہے یہاں کچھ دیر سائے میں بیٹھ جاؤ یہ لو شاہی کھانا نوش کرو۔

چرواہا: میں نہیں کھا سکتا ایک اور جگہ مدعو ہوں۔

حجاج: حیرت سے اس بیابان میں! آخر کہاں مدعو ہو؟

چرواہا: میں ایسی جگہ مدعو ہوں جہاں تیری مہمان نوازی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

حجاج نے غصہ سے بولا: میری مہمان نوازی کے آگے کسی کی کیا مجال جو میرا مقابلہ کرے۔

چرواہا: میں اللہ تعالیٰ کے ہاں مدعو ہوں۔ روزہ رکھا ہے اور روزے دار خدا کا مہمان ہوتا ہے۔

حجاج: ارے اتنی سخت گرمی میں تم روزہ سے ہو۔ یہ موسم تو روزہ رکھنے کے لیے قطعاً سازگار نہیں ہے۔

چرواہا: ”قل نار جہنم اشد حرا“

جہنم کی آگ اس گرمی سے زیادہ شدید ہے تجھے جہنم کی آگ کی خبر نہیں۔ اگر تجھے اس کی شدت کا احساس ہوتا تو اس موسم کو روزہ کے لیے موزوں قرار دیتا۔  
حجاج: آج کھا لوکل روزہ رکھ لینا۔

چرواہا: کیا تم کل تک میری حیات کی ضمانت دے سکتے ہو۔ ممکن ہے آج میری زندگی کا آخری دن ہو۔ چرواہے کی باتیں سن کر حجاج کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا:  
تم کتنے احمق ہو یہ شاہی کھانے تم نے کبھی اپنی زندگی میں نہ دیکھے ہوں گے اور نہ آئندہ کھا سکو گے۔ صرف روزہ کی خاطر اتنے عمدہ کھانے سے اجتناب کر رہے ہو۔  
آج کس بیوقوف سے میرا واسطہ پڑ گیا ہے۔

چرواہے نے جواب دیا: ”ء انت جعلتہ طیباً“ کیا تم اس کھانے کو اچھا اور گوارا سمجھتے ہو؟

خدا چاہے تو کھانا طیب ہوتا ہے خواہ جو کی روٹی کیوں نہ ہو وہ نہ چاہے تو طیب نہیں چاہے شاہی دسترخوان ہو مزے دار لذیذ کھانوں پر نیت خراب مت کرو۔ اگر تمہارے دانتوں میں درد ہو تو لذیذ سے لذیذ غذا بھی بد مزہ لگے گی۔

لقمہ حرام حلق سے نیچے اتر جائے تو دل پر اثر کرتا ہے اور دوسرے ہزار قسم کی بیماریاں دامن گیر ہو جاتی ہیں۔ وہ اللہ کی ذات ہی ہے جو طعام کو پاکیزہ کرتی ہے اگر اس کی معرفت حاصل ہو جائے تو خشک وتر کی پروہ نہیں رہتی۔ چند لمحوں کے لیے ذائقہ تبدیل ہوتا ہے ورنہ حلق سے اترنے کے بعد مرغی اور دال برابر ہو جاتی ہے۔ (۱)

## ۱۴۔ نماز شب کے قضا ہونے پر سوگ منانا

لہالی الاخبار میں لکھا ہے کہ چند دینی طلباء اپنے استاد کے پاس کسب علم کی غرض سے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ استاد سوگ میں بیٹھے ہیں مصیبت زدہ پریشاں حال۔ طلباء نے تعزیت کی کہ خدا آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ کس کا انتقال ہو گیا؟ فرمایا: کیا عرض کروں رات میں سوتا رہ گیا اور میری نماز شب قضا ہو گئی۔ شب بیداروں کا قافلہ نکل گیا۔ استغفار کرنے والے چلے گئے اور میں تنہا رہ گیا مجھ بد نصیب کی نماز شب قضا ہوئی اور میں ادا کی نیت سے نہ پڑھ سکا بھائیوں اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہو سکتی ہے؟

دیکھئے اور غور کیجئے ان بزرگ کا ایمان اللہ پر ہے تو آخرت کے نقصان پر سوگ میں بیٹھے ہوئے ہیں اس نقصان کو کتنی اہمیت دی جا رہی ہے۔ (۱)

## ۱۵۔ نماز اور بہشت

ابو سلام عبدی کہتے ہیں: امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو اپنی نماز عصر کو جان بوجھ کر تاخیر میں ڈالتا ہے؟

حضرت نے فرمایا: ایسا شخص قیامت کے دن بغیر مال و دولت اور بے کس و تنہا

محسور ہوگا۔

میں نے عرض کیا: اگر اہل جنت میں سے ہو؟  
حضرت نے فرمایا: اگرچہ اہل بہشت میں سے ہو۔  
راوی نے کہا: اس کا جنت میں کیا درجہ ہے؟  
حضرت نے فرمایا: وہ شخص جنت میں یک و تنہا، بغیر زوجہ و فرزند کے ہوگا اور مال  
و منال میں سے کچھ بھی اس کے پاس نہ ہوگا اور وہ اہل بہشت سے کہے گا میری مدد  
کرو (میں یک و تنہا ہوں) اس کا وہاں پر کوئی مونس و مددگار نہ ہوگا۔ (۱)

## ۱۶۔ حدیث کا مذاق اڑانے کا انجام

ایک دن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں چند لوگ آئے اور آپ  
کو علم تھا کہ ان کے ہمراہ ضمیرہ بن ضرار جیسا بے دین منافق بھی ہے حضرت متفکر  
ہوئے کہ کیا کیا جائے اگر حدیث بیان نہ کریں تو کہیں گے کہ بخل کر رہے ہیں اور  
اپنے علم کو عیاں نہیں کر رہے ہیں اور اگر بیان کر دوں تو اس بات کا خوف ہے کہ کہیں  
مذاق نہ اڑایا جائے۔ آخر کار آپ نے حدیث بیان کرنے کا ارادہ فرمایا:

”میرے جد امجد خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ  
مرنے والے کی روح اس کی لاش کے اوپر ہوتی ہے۔ روح اپنے مردہ جسم سے

۱۔ داستاخی از نماز اول وقت ص ۱۳۵۔ ثواب الاعمال و عقاب الاعمال، ص ۵۲۱۔

مخاطب ہو کر کہتی ہے۔ اے میرے جسم تو میری طرح اس دنیا کے دھوکے میں نہ آ۔ آپ نے حدیث بیان کی تو ضمیر بن ضرار جاہل مذاق اڑانے لگا اور اس نے کہا: اگر روح بات کرتی ہے تو اچھا ہے اسے کاندھوں پر لے جانے والوں کے ہاتھوں سے فرار ہو جانا چاہیے۔ حضرت خاموش ہو گئے۔ ضمیر بد بخت بھی اٹھ کر چلا گیا چند روز گزرنے کے بعد ابو حمزہ شمالی امام زین العابدین علیہ السلام سے ملنے کی غرض سے گھر سے نکلے راستے میں ان کے ایک دوست نے انہیں بتایا کہ ضمیر ہلاک ہو گیا وہ خود نقل کرتے ہیں کہ میں خود صورت حال کا جائزہ لینے پہنچا تو اس کی تدفین کی جا رہی تھی میں جنازہ کے قریب کھڑا ہو گیا اور اس کی قبر میں داخل ہو گیا۔ خدائے واحد کی قسم میں نے دیکھا کہ اس کے لب ہل رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا: ”ویل لک ویل لک“ افسوس ہوتم پر، وائے ہوتم پر اے ضمیرہ دیکھا امام نے جو فرمایا وہی ہوا۔

میں لرز گیا اور خود پر قابو نہ رکھ سکا فوراً قبر سے باہر آ گیا امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی آقا اس روز پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مذاق اُرانے والا شخص مر گیا اور میں نے خود اپنے کانوں سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ اے بد بخت وائے ہوتجھ پر تو نے دیکھا کہ جو کچھ امام نے فرمایا وہ حق و صداقت پر مبنی تھا اور تو اس تک پہنچ گیا۔ (۱)

## ۱۷۔ علم اور غصہ کو پی جانا

عمر بن خطاب کی نسل میں سے ایک شخص امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بہت زیادہ برا بھلا کہتا اور آپ پر بے انتہا سب و شتم کرتا تھا، امام کے بعض شیعوں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ان کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ آپ نے اس کے رہنے کی جگہ معلوم کی تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ مدینہ کے اطراف میں ایک کھیت میں کام کرتا ہے اور وہیں پر اس کا گھر ہے۔ امام کاظم علیہ السلام اپنی سواری پر بیٹھ کر نا آشنا طور پر اس کے کھیت میں پہنچ گئے دیکھا کہ وہ وہاں کام کر رہا ہے۔ جیسے ہی اس (عمری) نے آپ کو دیکھا تو پہچان لیا اور آگ بگولا ہو گیا اور چیخ و پکار کرنے لگا کہ آپ نے میرا نقصان کر دیا ہے۔ امام علیہ السلام نے اس سے نرمی سے گفتگو کی اور فرمایا: ”تمہارا کتنا نقصان ہوا ہے؟“ اس نے کہا: سو دینار۔

امام علیہ السلام: تم اس سے کتنے منافع کی امید رکھتے تھے؟

اس نے کہا: میں علم غیبت نہیں رکھتا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں یہ پوچھ رہا ہوں تجھے تقریباً اس زراعت سے کتنے منافع

کی امید تھی؟

اس نے کہا: تقریباً دو سو دینار۔

امام کاظم علیہ السلام نے اس کو تین سو دینار دیے اور فرمایا: ”یہ تمہاری زراعت کا ہر جانہ ہے۔

عمری امام علیہ السلام کے حق میں زیادتی کرنے سے شرمندہ ہو گیا اور وہ مسجد النبیؐ کی

طرف دوڑا۔

جب امام علیہ السلام وہاں تشریف لائے تو اس نے کھڑے ہو کر بلند آواز میں کہا:  
 خداوند عالم بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں قرار دے۔  
 عمری کے دوستوں نے جب یہ ماجرا دیکھا تو اس تبدیلی کے سلسلہ میں گفتگو  
 کرنے لگے۔ اس نے امام علیہ السلام کی بلند عظمت کے سلسلہ میں جواب دیا۔ امام علیہ السلام نے  
 اپنے دوستوں اور ساتھیوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: کیا تمہارا ارادہ بہتر تھا یا جو  
 ارادہ میں نے کیا وہ بہتر ہے۔ (۱)

### ۱۸۔ طاقتور کون؟

ایک روز خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مقام سے گزر رہے تھے کہ  
 آپ نے دیکھا کہ چند جوان ایک جگہ جمع لگائے ہوئے ہیں اور ایک پہلوان اپنی  
 طاقت کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ ایک وزنی پتھر اٹھانے کا مقابلہ ہو رہا تھا۔  
 آپ نے ان جوانوں سے فرمایا: مناسب سمجھو تو میں طاقتور کا تعین کر دوں۔  
 لوگوں نے عرض کی ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ سے بہتر کون فیصلہ  
 کر سکتا ہے۔  
 آپ نے فرمایا: میری امت کا طاقتور شخص وہ ہے جو غصہ کی حالت میں خود پر  
 کنٹرول رکھ سکے۔ (۲)

۲۔ ایمان، ص ۷۲۔

۱۔ نجات من سیرۃ ائمہ اہل البیت علیہم السلام، ص ۲۸۳۔

سلام و آفرین ہو اس شخص پر کہ جو غصے کے عالم میں خود کو سنبھالے اور بدزبانی نہ کرے۔ میرا پیغام تمام لوگوں سے یہ ہے خصوصاً ماؤں بہنوں اور بھائیوں سے اگر جھگڑا ہو جائے ایک برا بھلا کہہ رہا ہے تو آپ آگے سے خاموش ہو جائیں مثلاً شوہر زوجہ کو کچھ کہہ رہا ہے تو زوجہ خاموش رہے، زوجہ کو کبھی غصہ آ گیا تو شوہر خاموش ہو جائے اگر اس طرح آپ لوگوں نے کر لیا تو یقیناً گھر اور باہر کی لڑائی سے محفوظ رہیں گے۔

### ۱۹۔ امام رضا علیہ السلام کی اول وقت نماز پڑھنا

ابراہیم بن موسیٰ القزازی کہتے ہیں: تاجدار امامت کی آٹھویں کڑی امام رضا علیہ السلام بعض لوگوں کے استقبال کے لیے نکلے، نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک محل کی طرف چلے۔ ایک بڑے پتھر کے قریب جا کر اپنی سواری سے اترے اور حکم دیا کہ اذان دیں۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ ہم اپنے ساتھیوں کا انتظار کر رہے ہیں وہ آجائیں تو پھر مل کر ساتھ نماز پڑھ لیں گے۔

حضرت نے فرمایا: خدا تجھے بخشے، بغیر عذر کے نماز میں تاخیر نہ کرو اور تجھے تاکید

کرتا ہوں کہ نماز کو اول وقت پڑھا کرو۔ (۱)

## ۲۰۔ شیطان اور اول وقت نماز

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک صالحہ اور عابدہ خاتون تھی اس کا کام یہ تھا کہ نماز کے وقت وہ ہر کام چھوڑ کر نماز کے لیے کھڑی ہو جاتی تھی۔

ایک روز گھر کے کام کاج میں مصروف تھیں اور روٹی تنور میں پکا رہی تھیں کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ اس نے روٹی پکانا چھوڑی اور نماز کے لیے کھڑی ہو گئی۔

نماز پڑھنے کے دوران شیطان نے وسوسہ ڈالنا شروع کیا (یوسوسہ فسی صدور الناس) تم نماز پڑھ رہی ہو۔ تمام روٹیاں جل جائیں گی، تم نماز پڑھ رہی ہو بچہ تنور میں گر کر جل جائے گا۔

لیکن اس خاتون نے ان تمام وسوسوں کا مقابلہ کیا اور اپنے آپ سے کہنے لگی ”اگر روٹیاں جل جائیں تو اس سے بہتر ہے کہ میرا جسم جہنم کی آگ میں جلے اور اگر میری تقدیر میں لکھا ہے کہ بچہ تنور میں جل جائے تو میں اس تقدیر الہی پر راضی ہوں۔ میں ہرگز اول وقت نماز پڑھنے کو نہیں چھوڑوں گی۔ خدا میرا حافظ و ناصر ہے۔“

اسی دوران اس عورت کا شوہر گھر میں داخل ہوا۔ کیا دیکھا کہ زوجہ نماز پڑھ رہی ہے اور تنور میں روٹیاں جل رہی ہیں اور بچہ آگ میں بیٹھا کھیل رہا ہے۔

زوجہ کی نماز ختم ہونے کے بعد شوہر بیوی کا ہاتھ پکڑ کر تنور کے پاس لایا اور اس کو یہ عجیب و غریب منظر دکھایا یہ منظر دیکھ کر عورت سجدہ شکر بجالائی۔

شوہر نے بچے کو اٹھایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس لے کر آئے اور سارا واقعہ زوجہ کی اول وقت نماز، روٹیوں کا جلنا، بچے کا تنور میں کھیلنا بیان کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ”اپنی زوجہ سے پوچھو تو اس نے کیا کام کیا ہے جس کی وجہ سے یہ کرامت انجام پائی ہے؟ کیونکہ یہ کرامت انبیاء سے انجام پاتی ہے! شوہر نے زوجہ سے پوچھا: تو نے کون سا ایسا کام کیا ہے (جس کی وجہ سے تجھ سے یہ کرامت حاصل ہوئی ہے)

عورت نے کہا: میں نے آخرت کے کام کو دنیا کے کاموں پر مقدم کیا۔ جب نماز کا اول وقت ہوتا ہے تو میں تمام کام چھوڑ کر نماز کے لیے کھڑی ہو جاتی۔ جس نے مجھ پر جفا کی ہرگز اس سے کینہ دل میں نہیں رکھتی۔ اپنے کام خدا کے سپرد کرتی ہوں۔ اس کی رضا پر راضی رہتی ہوں اور خدا کے حکم و فرمان کو اہمیت دیتی ہوں۔ خلق خدا پر لطف و مہربانی کرتی ہوں اور جب بھی سائل دروازے پر آیا اس کو کبھی خالی ہاتھ واپس نہیں بھیجا اگرچہ کم مقدار میں ہی دیا، دیا۔

اور دیگر یہ کہ نماز شب اور نماز صبح کو کبھی بھی ترک نہیں کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اگر یہ عورت مرد ہوتی تو پیغمبر ہوتی۔ (۱)

## ۲۱۔ مرحوم آخوندکاشیؒ

مرحوم آخوندکاشیؒ کے شاگرد نقل کرتے ہیں کہ ایک شب میں عبادت کے لئے اٹھا تو میں نے اچانک سنا کہ مدرسہ کی درودیوار، درخت وغیرہ ہر چیز ذکر خدا کر رہے

۱۔ داستاخی از نماز اول وقت، ص ۲۶۔ نقل از تحفۃ المریدین، ص ۲۳۳۔

ہیں۔ میں نے جستجو کی کس وجہ سے یہ تمام چیزیں ذکر کر رہی ہیں۔ میں آہستہ آہستہ حضرت آیت اللہ آخوندکاشیؒ کے کمرے کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آخوندؒ اپنا چہرہ خاک پر رکھے ہوئے گریہ وزاری کر رہے ہیں اور سبوح قدوس رب الملائکة و الروح کی تسبیح کر رہے ہیں۔ ان کے ذکر کی وجہ سے مدرسہ کی درو دیوار، درخت وغیرہ ہر چیز ذکر کر رہے ہیں۔

اگلی رات میں استاد محترم آقائے آخوندکاشیؒ کی خدمت میں گیا اور گذشتہ رات کے واقعہ کو بیان کیا۔ گذشتہ رات کے واقعہ نے مجھے تعجب میں ڈال دیا!

استاد نے پوچھا: کون سا واقعہ؟ جب واقعہ بیان کیا تو استاد نے باکمال سادگی فرمایا: مجھے تو تیرے کام پر تعجب ہے کہ کس طرح تیرے کانوں نے ان آوازوں کو سنا۔ تو نے کون سا ایسا عمل کیا جس کی وجہ سے تجھے یہ توفیق ہوئی۔ (۱)

﴿إِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ﴾ (۲)

۲۲۔ وسعت علم

امام حسن علیہ السلام کی سیرت میں ملتا ہے کہ آپ کے ساتھ جو بھی بے ادبی کرتا آپ اس کے ساتھ احسان کرتے تھے مورخین نے آپ کے علم کے متعلق متعدد واقعات قلمبند کیے ہیں ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ نے جب اپنی بکری کا ایک پیر

ٹوٹا ہوا دیکھا تو اپنے غلام سے فرمایا: یہ کس نے کیا ہے؟

غلام: میں نے۔

امام حسن علیہ السلام: تو نے ایسا کیوں کیا؟

غلام: تاکہ آپ اس کی وجہ سے غصہ میں آجائیں!

امام علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا: میں تجھے ضرور خوش کروں گا۔

امام علیہ السلام نے اس پر بہت زیادہ بخشش کر کے اسے آزاد کر دیا۔ (۱)

### ۲۳۔ فقیروں و مسکینوں کے ساتھ کھانا کھانا

امام حسن علیہ السلام کے بلند اخلاق میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ فقیروں کی

ایک ایسی جماعت کے پاس سے گزرے جو زمین پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے

انہوں نے آپ کو اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی تو آپ نے ان کی دعوت قبول کر لی

اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگے اور فرمایا: ”خداوند عالم متکبروں کو دوست

نہیں رکھتا“ پھر آپ نے ان کو مہمان ہونے کی دعوت دی تو انہوں نے آپ کی

دعوت پر لبیک کہا۔ آپ نے ان کو کھانا کھلایا، کپڑے دیے اور ان کو اپنے الطاف سے

نواز۔ (۲)

اسی طرح کا واقعہ امام حسین علیہ السلام کی سیرت میں بھی ملتا ہے۔ ایک مرتبہ امام حسین

۱۔ نجات من سیرۃ ائمہ اہل البیت علیہم السلام، ص ۱۲۶۔

۲۔ نجات من سیرۃ ائمہ اہل البیت علیہم السلام، ص ۱۲۶۔ اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۲۳۔

ان فقیروں کے پاس سے گزرے جو صدقہ کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی تو آپ نے ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان سے فرمایا: ”اگر یہ صدقہ نہ ہوتا تو میں آپ لوگوں کے ساتھ کھاتا“ (صدقہ ہم پر حرام ہے)۔ پھر آپ ان کو اپنے گھر تک لے کر آئے ان کو کھانا کھلایا، کپڑے دیے اور ان کو درہم دینے کا حکم دیا۔ (۱)

اور بعض جگہ یہ ملتا ہے کہ آپ نے مسکینوں کے ساتھ کھانا کھایا کیوں کہ وہ صدقہ نہ تھا۔ جیسا کہ مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا مسکینوں و فقیروں کے پاس سے گزر ہوا جو کھانا کھا رہے تھے انہوں نے آپ کو کھانا کھانے کے لیے کہا، تو آپ اپنی سواری سے اتر گئے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ پھر ان سے فرمایا: ”میں نے تمہاری دعوت قبول کی اب تم بھی میری دعوت قبول کرو“۔ انہوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ کے ساتھ آپ کے گھر تک آئے۔ آپ نے اپنی زوجہ رباب سے فرمایا: ”جو کچھ گھر میں موجود ہے وہ لا کر دیدو“۔ انہوں نے جو کچھ گھر میں رقم تھی وہ لا کر آپ کے حوالہ کر دی اور آپ نے وہ رقم ان سب کے حوالے کر دی۔

۲۴۔ علم امام سجاد علیہ السلام

علم انبیاء اور مرسلین کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور یہ انسان کے

۱۔ نجات من سیرۃ ائمة اہل البیت علیہم السلام، ص ۱۶۷۔ اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۱۱۰۔

بزرگ صفات میں سے ایک ہے کیونکہ انسان بذاتِ خود اپنے نفس پر مسلط ہوتا ہے اور وہ غضب و انتقام کے وقت خاضع نہیں ہوتا۔

جاہظ نے حلم کی یوں تعریف کی ہے: انسان کا بہت زیادہ غصہ کی حالت میں انتقام لینے کی قدرت و طاقت رکھنے کے باوجود انتقام نہ لینا۔ (۱)

امام زین العابدین علیہ السلام لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم تھے اور ان میں سب سے زیادہ غصہ پی جانے والے تھے۔ راویوں اور مورخین نے آپ کے حلم سے متعلق متعدد واقعات بیان کیے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے:

امام علیہ السلام کی ایک کنیز تھی جب آپ نے وضو کرنے کا ارادہ کیا تو اس سے پانی لانے کے لیے کہا۔ وہ پانی لے کر آئی تو اس کے ہاتھ سے لوٹا امام علیہ السلام کے چہرے پر گر گیا جس سے آپ کو چوٹ لگ گئی فوراً کنیز نے کہا: خدا فرماتا ہے:

﴿وَالْكَاطِمِينَ الْغَيْظِ﴾ اور غصہ کو پی جانے والے

امام علیہ السلام نے فوراً جواب میں فرمایا: ”كظمت غيظي“ میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ کنیز کو امام علیہ السلام کے حلم سے تشویق ہوئی تو اس نے مزید امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ﴿وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ﴾ اور لوگوں کو معاف کر دینے والے۔

امام علیہ السلام نے نرمی اور مہربانی کرتے ہوئے فرمایا: ”عفا الله عنك“ خدا تجھے معاف کرے۔

فوراً کنیز نے کہا: ﴿وَاللّٰهُ يَحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (۱) اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

امام علیہ السلام نے مزید اس پر احسان و اکرام کرتے ہوئے فرمایا: ”اذھبی فانت حرة“ تم جاؤ، میں نے تم کو آزاد کر دیا۔ (۲)

### ۲۵۔ مال دار اور فقیروں کے درمیان مساوات

امام رضا علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو سلام کے ذریعہ مالدار اور فقیر کے درمیان مساوات کرنے کی سفارش فرمائی ہے۔ جو شخص مسلمان فقیر سے ملاقات کرتے وقت اس کو دولت مند کی طرح سلام کرنے کے علاوہ کسی اور طریقے سے سلام کرے تو خداوند عالم اس سے غضب ناک ہونے کی صورت میں ملاقات کرے گا۔ (۳)

### ۲۶۔ کرم

امام حسن عسکری علیہ السلام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ آپ غریبوں پر بہت زیادہ احسان کیا کرتے تھے۔ آپ کے فیض و کرم کے متعلق مورخین نے محمد بن علی بن ابراہیم بن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں: ہمارا زندگی بسر

۱۔ سورۃ آل عمران، آیت ۱۳۴۔

۲۔ نجات من سیرۃ ائمہ اہل البیت علیہم السلام، ص ۱۹۶۔

۳۔ وسائل الشیعہ، ج ۸، ص ۴۴۲۔



جانا۔ محمد نے امام علیہ السلام کے حکم کے مطابق سوراہ کی طرف سے راستہ طے کیا اور اس کے تمام امور اچھے طریقے سے انجام پائے۔ پھر اس کے بعد اس کا شمار دولت مندوں میں ہونے لگا۔ (۱)

۲۷۔ جو ہم عطا کرتے دیتے ہیں اسے واپس نہیں لیتے

حاجیوں میں سے ایک شخص کو یہ وہم ہو گیا کہ اس کی رقم کی تھیلی کھو گئی ہے۔ اب اس کو تلاش کرنے لگا وہ مسجد نبوی میں داخل ہوا تو امام جعفر صادق علیہ السلام نماز میں مشغول تھے وہ آپ کے پاس بیٹھ گیا حالانکہ وہ امام علیہ السلام کو پہچانتا بھی نہیں تھا جب آپ نماز پڑھ چکے تو اس نے امام علیہ السلام سے کہا: آپ نے میری رقم کی تھیلی اٹھائی ہے؟ امام علیہ السلام نے بڑے نرم لہجے میں اس سے فرمایا: اس میں کیا تھا؟

اس نے کہا: ایک ہزار دینار۔

امام علیہ السلام نے اس کو ایک ہزار دینار عطا کر دیے جب وہ ایک ہزار دینار لے کر اپنے گھر پہنچا تو اس کو وہ گم شدہ تھیلی مل گئی اب اُن ایک ہزار دیناروں کو لے کر امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا آپ سے عذر خواہی کی اور ہزار دینار امام علیہ السلام کو واپس دینے لگا۔ امام علیہ السلام نے انہیں لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ”جو ہم عطا کر دیتے ہیں اسے واپس نہیں لیتے۔“

۱۔ نجات من سیرۃ ائمتہ اہل البیت علیہم السلام، ص ۳۸۴۔ کشف الغمہ، ج ۳، ص ۳۰۰۔

اس شخص کو بہت تعجب ہوا اور اس نے امام علیؑ کے متعلق لوگوں سے سوال کیا کہ یہ شخص ایسے کرم و احسان کرنے والا کون ہے؟ لوگوں نے اس کو بتایا: یہ امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔

اس نے بڑے تعجب سے کہا: یہ کرامت ایسے ہی افراد کے لیے ہے۔ (۱)

۲۸۔ امام باقر علیہ السلام کی اپنے شیعوں کے لیے نصیحت

امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے شیعوں کو متعدد نصائح اور بلند و بالا تعلیمات دی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے:

امام علیؑ نے اپنے بعض اصحاب کے ایک وفد کو شیعوں کی ایک جماعت کے پاس بھیجا کہ وہ ان کو مندرجہ ذیل پیغام سنائیں:

امام علیؑ کا فرمان ہے: ”ہمارے شیعوں کو ہمارا سلام کہنا، ان کو اللہ کے عظیم تقویٰ کی وصیت کرنا۔ مالدار، فقیروں تک رسائی کریں، صحت مند افراد بیماروں کی عیادت کریں، زندہ افراد مرنے والوں کے جنازوں میں حاضر ہوں، ان کے گھروں میں جا کر ان کی احوال پرسی و ملاقات کریں کیونکہ آپس میں ملاقات کرنے سے ہمارا امر زندہ ہوتا ہے۔ خداوند عالم اس شخص پر رحم کرے جس نے ہمارے امر کو زندہ کیا اور اس نے نیک عمل انجام دیا۔“

۱۔ نجات من سیرة ائمة اہل البیت علیہم السلام، ص ۲۶۰۔ بحار الانوار، ج ۴۷، ص ۲۴۴۔

اور ان سے کہنا: ہم اللہ سے ان کے لیے صرف نیک عمل کے خواستگار ہیں۔ وہ ہرگز ہماری ولایت تک نہیں پہنچ سکتے مگر یہ کہ وہ متقی و پرہیزگار ہوں۔ لوگوں میں قیامت کے دن سب سے زیادہ وہی شخص حسرت و ندامت اٹھائے گا جس کو عمل کرنے کا طریقہ بتایا گیا لیکن پھر بھی اس نے اس کی مخالفت کی۔

امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے: ”اللہ کی نافرمانی کرنے والا خدا کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا اس کے بعد امام علیہ السلام نے یہ شعر پڑھا:

لو كان حبك صادقا لاطعته

اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو تم اپنے محبوب کا کہنا مانتے

ان المحب لمن احب مطيع

کیونکہ چاہنے والا محبوب کا کہنا مانتا ہے۔ (۱)

۲۹۔ مومن کی علامتیں

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: مومن کی پانچ نشانیاں ہیں:  
طاؤوس یرماني نے آپ سے سوال کیا: فرزند رسول! وہ پانچ علامتیں کون کون سی

ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: خلوت میں تقویٰ اختیار کرنا؛

۱۔ نجات من سیرة ائمة۔ اہل البیت علیہم السلام، ص ۲۴۷۔

کم مال کے باوجود بھی صدقہ دینا؛  
مصیبت کے وقت صبر کرنا؛  
غضب کے وقت حلم اختیار کرنا۔  
خوف کے وقت صدقہ دینا۔ (۱)

### ۳۰۔ اچھی گفتگو

امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی رغبت دلائی اور حسن کلام پر مترتب ہونے والے منافع کا تذکرہ بھی کیا چنانچہ آپ نے فرمایا: حسن کلام سے انسان مالدار ہو جاتا ہے، اس کا رزق کشادہ ہوتا ہے، اپنے اہل و عیال میں محبوب ہو جاتا ہے اور ایسا شخص جنت میں جائے گا۔ (۲)

### ۳۱۔ مومن کو نجات دینے والی چیزیں

امام زین العابدین علیہ السلام نے مومن کے نجات پانے کے سلسلہ میں فرمایا: مومن تین چیزوں سے نجات پاتا ہے:

لوگوں کی برائی اور ان کی غیبت کرنے سے اپنی زبان کو روکنا؛  
مومن کا اپنی دنیا اور آخرت میں فائدہ دینے والی چیزوں میں مشغول رہنا؛

۲۔ وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۵۳۱۔ الخصال، ص ۲۸۹۔

۱۔ الخصال، ص ۲۳۵۔

اپنے گناہوں پر گریہ و زاری کرتے رہنا۔ (۱)

۳۲۔ حضرت امام رضا علیہ السلام کا عالم ربانی کی قبر میں آنا

انسان کو درپیش مسائل میں سے سخت ترین اور تلخ حادثہ قبر میں جانا ہے۔ غربت کا گھر، وحشت کا گھر، اندھیرا گھر، لیکن اہل بیت علیہم السلام کے محبوں، شیعوں، عاشقوں کے لیے قبر ہی ان کے لیے برزخ ہے جو خداوند عالم کے نور سے روشن و منور ہو جاتی ہے۔ ”یا نور المستوحشین فی الظلم؛ (۲) اے ظلمت کی تاریکی میں وحشت زدوں کو روشنی دینے والے۔“

اور اہل بیت علیہم السلام کے حضور سے یہی قبر ایسی جنت نما بن جاتی ہے کہ نہ پوچھئے۔ مرحوم حاج شیخ مرتضیٰ حائری جو حوزہ علمیہ قم میں بہت سے بزرگوں کے استاد تھے۔ اہل بیت علیہم السلام سے بہت زیادہ عشق رکھتے تھے اور جہاں تک ممکن تھا چاہے پریشانیوں میں مبتلا ہو جائیں لیکن سردیوں اور گرمیوں میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے جاتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے ایک دوست نے ان کو خواب میں دیکھا اور ان کے حالات دریافت کئے تو انہوں نے جواب میں کہا کہ: میں ۷۵ مرتبہ قم سے مشہد امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے گیا تھا اور عالم برزخ میں امام رضا علیہ السلام بھی ۷۵ مرتبہ میرے دیدار کے لیے تشریف لائے ہیں۔ (۳)

۱۔ نجات من سیرة ائمة اہل البیت علیہم السلام ص ۲۳۲۔

۲۔ اہل بیت علیہم السلام فرشتہ نشین فرشتے ص ۵۷۴۔

۳۔ دعائے کبیل۔

ہمیں موت سے نہیں ڈرنا چاہیے جن کے ماننے والے ہیں وہ خود ہماری مدد کریں گے۔

منافق کی قبر میں منکر و نکیر آتے ہیں

مومن کی قبر میں امیر المؤمنین آتے ہیں

جب قبر میں ائمہ طاہرین علیہم السلام تشریف لائیں گے تو پھر ڈرو خوف کیسا! اپنے

اعمال درست کریں اور اس قابل بن جائیں کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام ہماری قبر میں آکر کہے کہ یہ ہمارا ہے۔

### ۳۳۔ ہزار رکعت نماز

مؤرخین کا اس بات پر اجماع ہے کہ آپ (امام سجاد علیہ السلام) دن رات میں ہزار رکعت نماز بجالاتے تھے آپ کے پانچ سو خرے کے درخت تھے اور آپ ہر درخت کے نیچے دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ آپ کی اتنی زیادہ نمازیں بجالانے کی وجہ سے آپ کے اعضاء سجدہ پر اونٹ کے گٹھوں کی مانند گٹھے پڑ جاتے تھے جن کو ہر سال کاٹا جاتا تھا۔ آپ ان کو ایک تھیلی میں جمع کرتے رہتے اور جب آپ کی شہادت ہوئی تو ان کو آپ کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا گیا۔ (۱)

راویوں نے نماز کی حالت میں آپ کی صفت یوں بیان کی ہے: جب آپ نماز

کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ آپ کے اعضاء اللہ کے خوف سے کانپ جاتے۔ آپ نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے جیسے ایک ذلیل بندہ بڑے بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو اور آپ نماز کو آخری نماز سمجھ کر بجالاتے تھے۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: علی ابن الحسین علیہ السلام نماز میں اس درخت کے تنے کے مانند کھڑے ہوتے جس کو اس کی ہوا کے علاوہ کوئی اور چیز ہلا نہیں سکتی۔ (۱)

### ۳۳۔ چھپ کر صدقہ دینا خدا کے غضب کو خاموش کر دیتا ہے

امام زین العابدین علیہ السلام کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ چیز مخفیانہ طور پر صدقہ دینا تھا تا کہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکے۔ آپ لوگوں کو مخفیانہ طور پر صدقہ دینے کی رغبت دلاتے اور فرماتے تھے: ”إِنَّهَا تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ“ چھپ کر صدقہ دینا خدا کے غضب کو خاموش کر دیتا ہے۔ آپ رات کے اندھیرے میں نکلتے اور فقیروں کو اپنے عطیے دیتے حالانکہ اپنے چہرے کو چھپائے ہوئے ہوتے۔ فقیروں کو رات کی تاریکی میں آپ کے عطیے وصول کرنے کی عادت ہو گئی تھی وہ اپنے اپنے دروازوں پر کھڑے ہو کر آپ کے منتظر رہتے۔ جب وہ آپ کو آتا ہوا دیکھتے تو آپس میں کہتے کہ تھیلی دینے والے صاحب آگئے۔ (۲)

آپ کے چچا زاد بھائی تھے جن کو آپ رات کی تاریکی میں جا کر کچھ دینا دے

آیا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک دن کہا: علی بن الحسین علیہ السلام میری مدد نہیں فرماتے اور انہوں نے امام علیہ السلام کو کچھ ناسزا کلمات بھی کہے۔ امام علیہ السلام نے وہ سب کلمات سنے اور خود ان سے چشم پوشی کرتے رہے اور ان سے اپنا تعارف نہیں کرایا جب امام کی شہادت ہوئی اور ان تک کوئی چیز نہ پہنچی تو ان کو معلوم ہوا کہ جو ان کے ساتھ صلہ رحم کرتا تھا وہ امام علیہ السلام ہی تھے تو وہ امام کی قبر مطہر پر آئے اور ان سے عذرخواہی کی۔ (۱)

یعقوبی سے روایت ہے کہ جب امام علیہ السلام کو غسل دیا گیا تو آپ کے کندھے پر اونٹ کے گھٹوں کی طرح گھٹے تھے جب آپ کے گھر والوں سے سوال کیا گیا کہ یہ گھٹے کیسے ہیں تو انہوں نے جواب دیا: امام علیہ السلام ارات میں اپنے کاندھوں پر کھانا رکھ کر فقیروں تک پہنچاتے تھے یہ اس کے نشان ہیں۔ (۲)

### ۳۵۔ مخفی طور پر صدقہ دینا

آج سترہ ربیع الاول ہے یقیناً آپ قارئین محترم کو معلوم ہے کہ آج کا بابرکت دن دو معصوم کی ولادت باسعادت سے منسوب ہے اس لیے بندہ نے سوچا کہ کیوں نہ ان ہی معصوم سے ایسا واقعہ بیان کیا جائے جو ہمارے لیے آخرت ساز ہو۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ”وہ شخص ہمارے شیعہ میں سے نہیں ہے جو زبان سے کہے اور اس کے اعمال اس کے برخلاف ہوں بلکہ ہمارا شیعہ وہ ہے جس کی زبان اور

دل ایک ہو، ہمارے احکام کی اتباع کرے، ہمارے اعمال کے مانند اعمال بجالائے۔“ (۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے دادا امام زین العابدین علیہ السلام کی طرح رات کی تاریکی میں فقیروں کی مدد کرتے تھے حالانکہ فقراء آپ کو پہچانتے بھی نہیں تھے۔ آپ رات کی تاریکی میں روٹی، گوشت اور درہموں سے بھرے ہوئے تھیلے اپنی پیٹھ پر لاد کر ضرورت مندوں کے پاس لے جاتے اور ان کے درمیان تقسیم کرتے تھے آپ کی شہادت کے بعد ان کو معلوم ہوا کہ ان کے ساتھ صلہ رحم کرنے والے امام صادق علیہ السلام تھے۔

امام علیہ السلام اللہ کی مرضی اور دارِ آخرت کی خاطر اپنے صدقات و امداد کو مخفی رکھتے تھے۔ (۲)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: میں اپنے ان برادران کو بہت زیادہ دوست رکھتا ہوں جو مجھے میرے عیوب کی نشان دہی کرائیں۔ (۳)

### ۳۶۔ خلق عظیم

انس سے منقول ہے کہ میں نے نو سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے۔ ایک دفعہ بھی آپ نے مجھے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تو نے کیوں کیا اور میرے کسی کام

۱۔ اصول کافی، ج ۲، ص ۱۹۶۔

۲۔ نجات من سیرۃ ائمہ اہل البیت علیہم السلام، ص ۲۶۳۔

۳۔ تحف العقول، ص ۳۶۶۔

میں عیب نہ نکالا اور میں نے آپ کی خوشبو سے زیادہ خوشبو نہیں سونگھی اور آپ جس کے ساتھ بیٹھتے آپ کا زانو اس کے زانو سے آگے نہ بڑھتا۔ ایک بدو ایک دن آیا اور اس نے آپ کی رداس سختی سے کھینچی کہ گردن مبارک پر اس کا نشان پڑ گیا اور کہنے لگا کہ مالِ خدا میں سے مجھے کچھ دیجئے۔ آپ نے لطف و کرم سے رُخ انور اس کی طرف کیا اور ہنسنے لگے اور آپ کے حکم سے اس کو عطیہ دیا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت آپ کی شان میں نازل کی:

﴿إِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ﴾ بے شک آپ خلقِ عظیم پر ہیں۔ (۱)

پیغمبر اکرم ﷺ نے اصحاب سے فرمایا: کیا میں تم کو تمہاری بیماریوں اور اس کے علاج کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اصحاب نے کہا: اے اللہ کے رسول کیوں نہیں (ہمیں ضرور بتائیں) پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری بیماریاں تمہارے گناہ ہیں اور اس کا علاج استغفار ہے۔ (۲)

۳۷۔ بھائی نے بھائی کا گلا کاٹ دیا

ایک انصاری کے پاس ایک بکری تھی، اس نے اس کا سر کاٹ کر اپنے گھر والوں سے کہا: اس کا ایک حصہ بھون لو شاید آج رات رسول خدا ﷺ ہمارے گھر کو اپنے قدم مبارک سے منور کریں، یہ کہہ کر خود مسجد چلا گیا۔

۲۔ بحار الانوار، ج ۹۳، ص ۲۸۴۔

۱۔ احسن المقال، ج ۱، ص ۳۳۔

اس مرد انصاری کے دو بیٹے تھے انہوں نے اپنے باپ کو بکری کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا تھا ان میں سے ایک نے دوسرے بھائی سے کہا آؤ میں تمہیں ذبح کروں۔ ہاتھ میں چاقو لیا اور بھائی کا گلا پکڑ کر کاٹ دیا۔ جب ماں نے یہ منظر دیکھا تو چیخنے لگی۔ جس بھائی نے بھائی کا گلا کاٹا تھا وہ ڈر کر جیسے ہی بھاگا اس کا پیر کسی چیز میں لگا جس کی وجہ سے وہ زمین پر گرا اور مر گیا۔ ماں نے ان دو بچوں کو چھپا دیا اور بکری کو بھون کر کھانا تیار کیا۔

جس وقت پیغمبر اکرم ﷺ انصاری کے گھر میں تشریف لائے تو جبرائیل امین نازل ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس انصاری سے کہو اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر آئے۔ رسول خدا نے انصاری سے فرمایا: اپنے دونوں بچوں کو لے کر آؤ۔ وہ اپنے بچوں کی تلاش میں آیا تو زوجہ سے پوچھا بچے کہاں ہیں؟ زوجہ نے کہا: نہ جانے کہاں چلے گئے ہیں؟

انصاری پیغمبر اکرم ﷺ کے پاس آیا اور بتایا کہ بچے پتہ نہیں کہاں چلے گئے ہیں۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تک بچے نہیں آجاتے میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ انصاری دوبارہ زوجہ کے پاس گیا اور بچوں کے بارے میں دوبارہ زوجہ سے پوچھا۔ زوجہ نے سارا واقعہ اپنے شوہر کو بتایا۔ انصاری دونوں بچوں کا جنازہ لے کر پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے دونوں بچوں کے لیے دعا کی اور وہ دونوں زندہ ہو گئے اور کافی سال تک زندہ رہے۔ (۱)

## ۳۸۔ اخلاق امام علیؑ

روایت میں ہے کہ امیر المومنینؑ ایک کافر ذمی کے ہمسفر ہو گئے۔ اس ذمی شخص نے پوچھا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے بندہ خدا! میں کوفہ کی طرف جا رہا ہوں۔ جب ذمی کا راستہ کوفہ کے راستہ سے الگ ہونے لگا تو امیر المومنینؑ نے کوفہ والا راستہ چھوڑ دیا اور اُس شخص کے راستہ پر چلنے لگے۔ وہ کہنے لگا یہ تو کوفہ کا راستہ نہیں، کوفہ والا راستہ تو وہ ہے جس کو آپ چھوڑ آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے۔ وہ کہنے لگا پھر آپ میرے ساتھ کیوں آرہے ہیں جبکہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ راستہ نہیں ہے تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ساتھی سے خوش رفتاری کی تکمیل تب ہوتی ہے کہ اس سے جدا ہونے کے وقت کچھ مقدار اس کی مشایعت کی جائے اور یہ ہمیں ہمارے نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے۔ وہ ذمی کہنے لگا تمہارے نبی نے تمہیں یہ حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ وہ ذمی کہنے لگا پس انہیں افعال کریمہ اور صفات حمیدہ کی وجہ سے آنجنابؐ کا لوگوں نے اتباع کیا ہے اور میں آپ کو آپ کے دین کا گواہ سمجھتا ہوں۔ پس وہ شخص امیر المومنینؑ کے ساتھ پلٹ آیا اور اسلام قبول کیا۔ (۱)

## علیؑ تقسیم النار والجنہ

مامون الرشید نے امام علی بن موسیٰ الرضاؑ سے پوچھا کہ آپ اپنے جد امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ کو تقسیم جنت و نار مانتے ہیں۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو بالکل واضح ہے۔ آپ نے پیغمبر اکرم ﷺ کی حدیث تو سنی ہوگی کہ علیؑ کی محبت ایمان ہے اور علیؑ کی دشمنی کفر ہے؟ اس نے کہا: ہاں سنی تو ہے۔ فرمایا: پھر تو جنت و جہنم کی تقسیم ہوگی۔ جو مومن ہوگا وہ جنت میں جائے گا اور جو کافر ہوگا وہ جہنم میں جائے گا۔

یہ کہہ کر آپ وہاں سے اٹھ کر چلے تو راوی نے کہا: فرزندِ رسول! آپ نے بہترین دلیل قائم کی ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ دلیل مامون جیسے لوگوں کے لیے ہے ورنہ حقیقت یہی ہے میرے جد صراط پر کھڑے ہوں گے اور ہر گزرنے والے کے بارے میں فیصلہ کریں گے ”ہذا لی و هذا لک“ اے جہنم یہ میرا ہے اور یہ تیرا ہے۔ جس کو علیؑ اپنا کہہ دیں گے وہ جنتی ہوگا اور جس کو اپنے سے الگ کر دیں گے وہ جہنم میں چلا جائے گا۔ (۱)

مالک کائنات نے جنت و جہنم کا اختیار دیکر واضح کر دیا کہ دنیا کے نمائندوں کے پاس تخت و تاج اور خزانہ و بیت المال ہوتے ہیں اور میرے نمائندہ کے پاس جنت و کوثر، حور و غلمان، نعمات و لذات کا اختیار ہوتا ہے سلطنتِ دنیا موت پر تمام

ہو جاتی ہے اور امامت کے اختیارات موت سے شروع ہوتے ہیں۔ جہاں سب خاموش رہتے ہیں وہاں امام بولتا ہے اور جہاں سب نفسی نفسی کرتے ہیں وہاں امام امت کی شفاعت کرتا ہے۔ (۱)

### ۴۰۔ کردار کی بلندی

ایک دفعہ پیغمبر اکرم ﷺ نابینا صحابی کے ہمراہ اپنی بیٹی کے گھر آتے ہیں۔ دروازہ پر رک کر اجازت مانگتے ہیں۔ بیٹی نے عرض کی، بابا! یہ گھر آپ کا گھر ہے، اجازت کا کیا سوال ہے؟

پیغمبر اکرم ﷺ نے پھر اجازت مانگی، سیدہ نے عرض کی: بابا! یہ آپ کا گھر ہے۔ رہے ہیں؟ یہ گھر آپ کا گھر ہے۔ فرمایا: بیٹی! میرے ساتھ ایک نابینا صحابی بھی ہے۔ عرض کی بابا! آپ کو معلوم ہی ہے کہ میرے پاس ایک چادر ہے۔ سر چھپاتی ہوں تو پیر کھل جاتے ہیں، پیروں کو ڈھانکتی ہوں تو سر کھل جاتا ہے۔ کیسے اجازت دوں؟

جی چاہتا ہے عرض کروں، بی بی! وہ صحابی نابینا ہے، آجانے دیجئے! سیدہ فرمائیں گی، صحابی نابینا ہے، میں تو نابینا نہیں ہوں، میں یہ پسند نہیں کرتی کہ میری نگاہ نامحرم کے چہرے پر پڑے اور اس حقیقت کا اعلان اس وقت کیا تھا جب پیغمبر اکرم ﷺ نے یہ سوال کیا تھا کہ عورت کے لیے سب سے بہتر شے کیا ہے؟ اور

لوگ جو اب کی منزل میں لباس، زیور، آرائش، آسائش کے بارے میں سوچ رہے تھے اور مولائے کائنات بیت الشرف میں آئے تھے تو سیدہ نے عرض کی تھی۔ اے ابا الحسن! بابا سے کہہ دیجئے کہ عورت کے لیے سب سے بہتر شے یہ ہے کہ نہ اس کی نگاہ نامحرم پر پڑے اور نہ نامحرم کی نگاہ اس پر پڑے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے یہ جواب سن کر بیٹی کو گلے سے لگایا تھا۔

بے شک رسول کی بیٹی کا کردار ایسا ہی ہونا چاہیے۔ میں کہوں گا شہزادی! آپ کے بلند کردار کے قربان لیکن بی بی! آپ تو معصومہ ہیں آپ کے یہاں یہ امکان کہاں ہے کہ آپ کی نگاہ کسی نامحرم پر پڑ جائے۔ آپ نابینا صحابی کو آجانے دیجئے، عجیب نہیں شہزادی فرمائیں: بے شک میرا کردار ایسا ہی ہے لیکن میں امت کے لیے ایک درس ہدایت اور نمونہ عمل فراہم کر رہی ہوں اور دنیا کو بتا دینا چاہتی ہوں کہ جو اس منزل کردار کو سوچ بھی نہ سکیں وہ تم ہو اور جو اس منزل کردار پر فائز ہو وہ نبی کی بیٹی فاطمہ زہرا (س) ہے۔ (۱)

### ۴۱۔ سخاوت کا کمال

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ”کَمَالُ الْجُودِ بَدَلُ الْمَوْجُودِ؛ سخاوت کا کمال یہ ہے کہ جو کچھ موجود ہو اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دو۔“

امام حسن علیہ السلام کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ اسے دیکھ کر بڑے بڑے سلاطین وقت دنگ رہ جاتے تھے۔ تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ معاویہ مدینہ آیا اور اعلان کر دیا کہ لوگ بادشاہ وقت کو سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوں، خزانوں کا منہ کھلا ہوا ہے آج لوگوں کو انعام تقسیم کیا جائے گا۔ لوگ آنے لگے اور دولت تقسیم ہونے لگی یہاں تک کہ امام حسن علیہ السلام کو بھی مجبور کیا گیا۔ آپ دربار میں آخری وقت تشریف لائے۔

معاویہ نے ارکانِ دولت کی طرف اشارہ کیا کہ حسن علیہ السلام نے آنے میں صرف اس لیے دیر کی ہے کہ میرا خزانہ خالی ہو جائے اور مجھے شرمندگی کا منہ دیکھنا پڑے۔ معاویہ نے غرور سے کہا: صبح سے اب تک جس قدر مال تقسیم ہوا ہے اتنی ہی مقدار میں تنہا حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو دیدیا جائے۔ خزانوں کے منہ کھول دیے گئے، جواہرات اکٹھا ہونے لگے، معاویہ مسکرا رہا ہے۔ امام حسن علیہ السلام دیکھ رہے ہیں، جب سب مال اکٹھا ہو گیا تو معاویہ نے بڑے غرور سے کہا: لیجئے یہ مال آپ کے لیے ہے۔ آپ نے قبول فرمایا اور چلنے کا ارادہ کیا۔ معاویہ کے خادم نے بڑھ کر جوتیاں سیدھی کر دیں۔ آپ نے مال کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تو نے میری خدمت کی ہے اور ہم اہل بیت علیہم السلام کسی کا احسان نہیں لیتے لہذا کل مال تیری خدمت کا صلہ ہے۔ گویا امامت آواز دے رہی ہے کہ ہم مال دنیا کو اپنی جوتیوں میں تو لا کرتے ہیں۔ ہم خزانہ شاہی کو رسالت سے منسوب نہیں کرتے اپنی جوتیوں میں رکھا کرتے ہیں۔ (۱)

۴۲۔ ایک بندہ چھ مقام پر

مفتاح الولاية میں جناب سلمان سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ اپنے گھر تشریف فرما تھے آپ کے ساتھ دختر رسولؐ اور حسینؑ بھی تھے کہ دق الباب ہوا آپ تشریف لائے دیکھا جناب مقدا کھڑے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: مقدا خیر تو ہے۔

مقدا نے عرض کیا: مولا ایک خواہش ہے اگر نوازش فرمائیں تو عرض کروں؟

آپ نے فرمایا: مقدا بتاؤ کیا بات ہے؟

مقدا نے عرض کیا: مولا آج ماہ رمضان کی اولین شب ہے میری خواہش ہے

کہ آج رات میرے غریب خانہ پر گزاریں۔

آپ نے فرمایا: مقدا میں ضرور آ جاؤں گا، انشاء اللہ۔

آپ واپس تشریف لائے دختر رسولؐ کے استفسار پر آپ نے بتایا کہ مقدا نے

آج رات کی دعوت دی ہے۔

ابھی انہی باتوں میں تھے کہ دق الباب ہوا۔ آپ دروازہ پر تشریف لائے دیکھا

تو جناب عمار تھے۔

جناب عمار نے بھی وہی خواہش کی جو مقدا کی تھی۔ آپ نے وعدہ کر لیا۔ واپس

آئے مسند پر بیٹھے ہی تھے کہ پھر دق الباب ہوا، دروازہ پر آئے تو جناب ابوذر تھے۔

ابوذر نے بھی وہی خواہش کی جو مقدا اور عمار کر چکے تھے۔ آپ نے جناب ابوذر سے

وعدہ فرمایا۔ دوسرے دن جب مسجد میں صحابہ آنحضور ﷺ کے پاس تشریف

لائے تو جناب مقداد نے ازراہ تفاخر کہا: رات کو ولی خدا حضرت علیؑ میرے گھر تھے ابھی اپنے گھر تشریف لے گئے ہیں۔

جناب عمار نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ مقداد درست نہیں کہہ رہے ہیں لیکن خود حضرت علیؑ کو ابھی دیں گے کہ انہوں نے تمام رات میرے گھر گزاری ہے۔

جناب ابوذر نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ یہ دونوں آپ کے پرانے صحابی ہیں میں تو نہیں کہتا یہ دونوں درست نہیں فرما رہے ہیں لیکن آپ حضرت علیؑ سے خود پوچھ لیں انہوں نے پوری رات میرے غریب خانہ پر گزاری ہے۔

رات جناب ام سلمہ نے مجھ سے خواہش کی کہ آج حضرت علیؑ اگر ہمارے گھر رات گزار لیتے تو میں آپ دونوں بھائیوں کی علمی گفتگو سے کچھ حاصل کر لیتی چنانچہ میں نے علیؑ سے کہا اور علیؑ اتمام رات میرے ساتھ رہے ہیں۔

شہزادہ حسنؑ نے عرض کیا:

نانا جان رات تو ہم دونوں بھائیوں نے اپنے بابا کو باہر جانے ہی نہیں دیا اور وہ ہمیں اسرارِ امامت سے نوازتے رہے۔

اتنے میں جبرائیل نے آکر سلام ربانی پہنچانے کے بعد عرض کیا: یا رسول اللہؐ یہ سب صحیح کہہ رہے ہیں مگر علیؑ ساری رات ساتویں آسمان پر ملائکہ کے ساتھ تسبیح و تقدیس میں مصروف رہے ہیں۔

جب منافقین نے یہ بات سنی تو کہنے لگے:

لوئی بات سنو، بندہ ایک اور مقام چھ ہیں اور ہر ایک کہتا ہے کہ علیؑ میرے گھر میں تھے، بھلا علیؑ ایک ہے یا چھ؟

آنحضور ﷺ نے ان سے مسکرا کر فرمایا: تم بھی سچ کہتے ہو کیونکہ تم بغض علیؑ رکھتے ہو۔ ذرا سا سمجھنے کی کوشش کرو تو بات سمجھ میں آجائے گی اور وہ یوں ہے کہ:

علیؑ کو اللہ نے آفتاب کی مانند بنایا ہے، علیؑ جب بھی چاہے آفتاب کی مانند بن جائے اور کرہ ارض پر ہر باشندہ جس طرح یہ کہتا ہے کہ آفتاب میرے گھر چمک رہا ہے اسی طرح اگر علیؑ چاہے تو بھی کرہ ارض کا ہر رنے والا کہہ سکتا ہے کہ علیؑ میرے پاس تھے یا میرے گھر میں تھے۔

واضح سی بات ہے کہ ذات احدیت نے ان نفوس قدسیہ کو ایسی قدرت کاملہ سے نوازا ہے کہہ اگر چاہیں تو ان واحد میں چالیس جگہ رہیں اور اگر چاہیں تو ایک جگہ رہیں۔ (۱)

قارئین محترم فیصلہ آپ کریں شیطان ایک ہے اور ہر ایک کو گمراہ کر رہا ہے۔ چاہے وہ پاکستان کا باشندہ ہو یا دیگر ممالک کا ہر ایک یہی کہتا ہے کہ مجھے شیطان نے بھکایا، شیطان وہ جس کے لیے رب العزت نے فرمایا: ﴿انہ عدو مبین﴾ (۲) بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ عزیز و جو دشمن ہے اس کو تو خدا نے اتنی طاقت و قدرت دی کہ ہر جگہ پر چلا جائے ہر جگہ موجود لیکن جس کے بارے میں فرمایا:

۲۔ سورہ یٰسین، آیت ۶۰۔

۱۔ ریاض الاخران، ص ۱۱۴۔

﴿وکل شی احصیناہ فی امام مبین﴾ (۱) ہم نے ہر شے کو ایک روشن امام میں جمع کر دیا ہے۔

جس میں ہر شے کا احصاء ہو گیا وہ ہر جگہ پر موجود نہیں ہو سکتا جو کھلا دشمن ہے وہ تو گمراہ کر سکتا ہے اور جو امام مبین ہو وہ ہر ایک کی ہدایت نہیں کر سکتا۔

### ۴۳۔ بہترین خصلت

امام حسن علیہ السلام ایک ایسے حبشی غلام کے پاس سے گزرے جو اپنے سامنے رکھی ہوئی روٹی کا ایک ٹکڑا خود کھاتا تھا اور دوسرا ٹکڑا اپنے کتے کو ڈال رہا تھا۔ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ”تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟“

اس نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ میں تو روٹی کھاؤں اور اس کو نہ کھلاؤں۔

امام علیہ السلام نے اس غلام میں اس بہترین خصلت کا مشاہدہ فرمایا اور اس کو اچھی خصلت کی جزا دینا چاہی اسکے احسان کے مقابلہ میں احسان کرنا چاہتا کہ فضیلتوں کو رائج کیا جاسکے۔ اس سے فرمایا: تم اسی جگہ بیٹھے رہو میں ابھی آتا ہوں۔

پھر آپ نے اس کے مالک کے پاس جا کر غلام اور جس باغ میں وہ رہتا تھا اس کو خرید لیا اور اس کے بعد اسے آزاد کر کے اس باغ کا مالک بنا دیا۔ (۲)

۱۔ سورہ یٰسین، آیت ۱۲۔

۲۔ بیخبات من سیرۃ ائمہ اہل البیت علیہم السلام، ص ۱۲۸۔

۴۴۔ پرندے بھی علیؑ کی معرفت رکھتے ہیں

جابر بن عبد اللہ انصاری نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت علیؑ کے ساتھ صحرا سے گزر رہے تھے اچانک حضرت امیر المومنینؑ نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا اور تبسم کیا، مسکرائے اور فرمایا: شاباش اے پرندوں! میں نے عرض کیا: اے میرے مولا! کن پرندوں سے گفتگو کر رہے ہیں؟ فرمایا: وہ پرندے جو ہوا میں ہیں، کیا تم دوست رکھتے ہو کہ ان کو دیکھو اور ان کی گفتگو کو سنو؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں میرے مولا!

اس وقت حضرت علیؑ نے کچھ کلمات ادا کیے، اچانک ایک پرندہ زمین کی طرف آیا اور حضرت علیؑ نے دائیں ہاتھ پر آکر بیٹھ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی پشت پر پھیرا اور فرمایا: خدا کے اذن سے مجھ سے گفتگو کرو۔ خداوند متعال نے اس کو قوتِ گویا عطا فرمائی یہاں تک کہ اس نے حضرت علیؑ کو عربی زبان میں کہا:

السلام عليك يا امير المومنين ورحمة الله وبركاته

حضرت علیؑ نے جواب سلام کے بعد اس سے فرمایا: اس خشک صحرا میں نہ

آب و دانہ ہے پھر کیا کھاتے ہو؟

پرندے نے کہا: اے میرے مولا: جب ہمیں بھوک لگتی ہے تو آپ کی ولایت کا ذکر کرتے ہیں تو سیر ہو جاتے ہیں اور جب ہمیں پیاس لگتی ہے تو آپ کے دشمنوں سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں تو سیراب ہو جاتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: ”بارک اللہ فیک“ اس کے بعد پرندہ پرواز کر گیا۔ (۱)

### ۴۵۔ رات بھر خود کو اذیت میں مبتلا رکھنا

حیات القلوب میں ایک واقعہ علامہ مجلسی کے حوالے سے درج ہے جسے دیگر محدثین نے بھی بیان کیا ہے۔

قدیم زمانہ کی بات ہے ایک عابد شخص اپنے حجرہ میں بیٹھا اللہ کی عبادت کر رہا تھا کہ چند بدشعار شیطان صفت لوگوں نے ایک بدکار عورت کے ساتھ مل کر عابد کو درغلانے کا منصوبہ بنایا۔ عورت نے عابد کے حجرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

عابد نے دروازہ کھولا تو عورت نے بے کسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میرے پیچھے چند لوگ لگے ہوئے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے اغوانہ کر لیں میں بڑی مشکل میں ہوں خدا کے لیے میری مدد کریں۔ ایک رات اپنے حجرہ میں مجھ مجبور و بے کس کو پناہ دے دیں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ صبح ہوتی ہی یہاں سے چلی جاؤں گی۔

عابد نے کہا: بہت خوب آ جاؤ، اللہ مالک ہے۔

بے چارہ عابد بہت بری طرح پھنس گیا، شہوت کی آگ غالب آنے لگی، کیا

کروں؟

۱۔ بحار الانوار، ج ۴۱، ص ۲۴۱۔ مناقب آل ابی طالب، ج ۲، ص ۱۳۴۔ القطرہ، ج ۱، ص ۱۱۷ کچھ اختلاف کے ساتھ۔

اس کے دماغ میں یہ بات آئی کہ اس آگ کو خوف الہی کے ذریعہ ہی بجھایا جاسکتا ہے۔ اس کے سامنے ایک انگیٹھی جل رہی تھی اس نے اپنی انگلی آگ میں ڈال دی اور اپنے آپ سے کہنے لگا: یہ آگ کہاں اور جہنم کی آگ کہاں؟ اگر تو یہ آگ برداشت نہیں کر سکتا تو جہنم کی آگ کس طرح برداشت کرے گا؟

کچھ دیر آگ کا اثر ہا اور پھر ماند پڑ گیا۔ شہوت کی آگ نے ایک بار پھر بھڑکنا شروع کیا۔ عابد نے اپنی دوسری انگلی آگ میں ڈال دی۔ الغرض جب بھی شہوت بڑھتی عابد اپنی ایک انگلی آگ میں ڈال دیتا۔ صبح ہوتے ہوتے اس کی دس کی دس انگلیاں جل گئیں اور وہ عورت سویرے ہوتے ہی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئی۔

قارئین محترم توجہ کریں اگر آپ ایک لمحہ بھی غفلت کریں گے تو شہوت اپنا زہر آپ میں منتقل کر دے گی۔ اگر اللہ کا خوف دل میں پیدا ہو جائے تو خدا بھی آپ کی مدد کرے گا اور آپ کو شیطان پر غالب کر دے گا۔ (۱)

### ۳۶۔ کفن چور کا عبرتناک واقعہ

بحار الانوار اور حیات القلوب اور بعض دوسری کتابوں میں یہ واقعہ درج ہے:

قدیم زمانہ میں ایک شخص قبر کھود کر مردوں کا کفن چوری کرتا تھا اس کے ایک ہمسایہ کو اس کی اس بری حرکت کا علم تھا بے چارہ ہمسایہ جب بستر مرگ پر پڑا اور

جب اسے اپنی زندگی کی توقع نہ رہی تو اس نے کفن چور کو اپنے گھر میں بلایا اور ایک بند کمرے میں ایک پوٹلی اس کے سامنے رکھ دی اور کہا: بھائی اگر مجھ سے تم کو آج تک کوئی تکلیف پہنچی ہو تو بیان کرو۔

کفن چور نے جواب دیا: نہیں، جناب آپ تو بڑے نیک آدمی ہیں آپ بھلا کسی کو کیونکر تکلیف پہنچائیں گے۔

بھائی مجھے خدشہ ہے کہ میرے مرنے کے بعد تم میری قبر کھود کر کفن چرا لو گے۔ اس بات کے پیش نظر میں نے یہ دو کفن خریدے ہیں ایک انتہائی قیمتی ہے اور دوسرا کم قیمت والا ہے۔ تم یہ قیمتی والا کفن لے لو اور مجھے اللہ کے واسطے مرنے کے بعد برہنہ نہ کرنا۔

کفن چور نے پہلے تو تکلف سے کام لیا۔ کہنے لگا میں آپ کے ساتھ ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گا۔ کفن آپ ہی رکھ لیں لیکن ہمسایہ نہ مانا اور کہا: ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ آپ کو میری یہ پیشکش قبول کرنا ہوگی۔ یہ بات میرے اور تمہارے درمیان رہی گی کسی کو اس بات کا علم تک نہیں ہوگا۔ بہر حال کافی اصرار کے بعد اس کفن چور نے کفن لے لیا اور چلا گیا۔ ہمسایہ دنیا سے رخصت ہو گیا اور اسے سپردِ خاک کر دیا گیا۔

رات کو کفن چور کو خیال آیا کہ مردے کو کیا معلوم وہ کون سی عقل رکھتا ہے۔ کیوں نہ پڑوسی کا کفن بھی چرا لیا جائے ایسے ہی ضائع ہو جائے گا۔

کفن چور نے حسب معمول ہمسایہ کی قبر کھودی اور اسے برہنہ کرنا چاہا تو یکا یک میت سے رونے کی آوازیں آنے لگیں مجھے برہنہ مت کر، مجھے برہنہ مت کر۔

یہ جملہ کفن چور کے دل میں راسخ ہو گیا وہ خوفِ خدا سے لرزے لگا اور قبر سے فوراً

باہر آ گیا۔

اللہ تعالیٰ کی یاد میں رونے والو، گریہ کرنے والو، سنو کفن چور کے اوپر ایسا خوفِ خدا طاری ہوا کہ بیمار پڑ گیا، سمجھ گیا کہ یہ خوف مجھے مار ڈالے گا۔ اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ میں نے تمہاری خاطر بڑی زحمتیں اٹھائیں اب تم سے ایک خواہش ہے میری وصیت ہے کہ میرے مرنے کے بعد مجھے سپرد خاک مت کرنا بلکہ میری لاش کو ایک صحرا میں لے جا کر نذر آتش کر دینا۔ آدھی راکھ کو دریا میں اور نصف دیگر کو صحرا میں بکھیر دینا۔ میں بڑا گناہ گار بندہ ہوں۔ میں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی لیاقت نہیں رکھتا۔

جب کفن چور مر گیا اور اس کی وصیت پر عمل کیا گیا تو اللہ کی طرف سے اسے زندہ کیے جانے کا حکم ہوا۔ اسے زندہ کیا گیا، ندا آئی اے بندہ تو نے یہ کیسی وصیت کی۔ عرض کیا: خدایا! تو تو شاہد ہے کہ خوفِ ندامت کی وجہ سے ایسا کیا۔ ندا آئی ہم نے تجھے اپنی امان میں قرار دیا۔ جو کوئی خدا سے ڈر گیا خدا سے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔

### ۴۷۔ ایمان داری کی ایک مثال

ابن بطوطہ مصری نے سات سو سال قبل جن ممالک کا سفر کیا تھا اسے سفر نامے کی

صورت میں مرتب کیا۔

وہ بیان کرتا ہے کہ جب شیراز پہنچا تو جامع مسجد عتیق کا دورہ کیا۔ مسجد کا تمام صحن سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا۔ ۲۴ گھنٹوں میں تین مرتبہ اس کی دھلائی ہوتی ہے۔ کسی بھی شخص کو جوتا پہن کر مسجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی نماز کے وقت لوگوں کا ہجوم کافی ہوتا تھا۔ مسجد کے باہر ایک بازار بھی تھا (اب یہ بازار نہیں ہے) جس کی زیبائی بازار شام کے علاوہ میں نے کہیں نہیں دیکھی جب میں بازار میں داخل ہوا تو میری نظر ایک دکاندار پر پڑی۔ جس کے پاس کوئی خریدار نہیں تھا اور وہ قرآن کی تلاوت میں مشغول تھا۔ اس کی یہ بات مجھے بڑی پسند آئی اور میں اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ احوال پرسی کی۔ دعا و سلام کے بعد دکاندار نے مجھے بتایا کہ میری دکان میں میری قبر بھی ہے اس نے فرش ہٹا کر قبر دکھائی، واقعی بالکل تیار قبر تھی۔ اس کے نام کا کتبہ موجود تھا اس نے مجھے اس کی وجہ بتاتے ہوئے کہا: میں نے اپنی روزی کی جگہ کو قبرستان میں یوں تبدیل کر رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ بھول سکوں تاکہ موت یاد رہے اور اس طرح دنیا کے فریب کا شکار نہ ہو جاؤں۔ اپنے خریداروں سے کسی قسم کا دھوکہ نہ کروں اور باایمان اس دارِ فانی سے کوچ کروں۔

جب کوئی گاہک نہیں ہوتا تو یہاں بیٹھا قرآن کی تلاوت کرتا ہوں تاکہ نفس قابو میں رہے۔

تو یہ تھی سات سو سال قبل شیراز کے ایک دکاندار کی خدا پرستی کی ایک مثال اور اب دیکھئے صورت حال یکسر بدل چکی ہے سب لوگ موت سے غافل ہو چکے ہیں اب تو برسوں گزر جاتے ہیں اور کوئی موت کو یاد نہیں کرتا۔ آخرت کے لیے کوئی فکر مند

نظر نہیں آتا۔ سب کی توجہ کار، بنگلے اور دیگر مادی وسائل کی طرف مرکوز ہے۔ (۱)

### ۴۸۔ اپنی حاجت لکھ کر دو

ایک شخص اپنی حاجت لے کر امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: اپنی حاجت لکھ کر ہمیں دے دو، اور جب آپ نے اس کی درخواست پڑھی تو اس کو اس کی حاجت سے دو گنا عطا کیا۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: یہ درخواست اس کے لیے کتنی بابرکت تھی! امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: اس کی برکت ہمارے لیے زیادہ تھی کیونکہ ہمیں اہل نیکی بنا دیا۔ کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ نیکی وہ ہے جو بغیر کسی خواہش کے کی جائے لیکن اگر خواہش کے بعد دی جائے تو سوال کرنے والے کی عزت کے سامنے بے ارزش ہے۔ شاید جس شخص نے رات بھر اضطراب و پریشانی اور خوف و امید میں گزاری ہو اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے سوال کے بعد اس کو رد (منع) کر دیا جائے گا یا قبول کر کے اس کو خوش کر دیا جائے اور اب وہ کانپتے ہوئے بدن اور دل کے ساتھ تمہارے پاس آیا ہے اور تم فقط اسی مقدار میں عطا کرو کہ جس مقدار کا اس نے سوال کیا ہے تو گویا تم نے اس کی عزت کے سامنے بہت کم عطا کیا ہے۔ (۲)

۱۔ ایمان، ج ۱، ص ۲۰۲۔

۲۔ بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۳۳۱۔ اہل بیت علیہم السلام فرشتہ نشین فرشتے، ص ۳۳۵۔

## ۴۹۔ حلال نفع

ابوجعفر فزاری کہتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنے ”مصادف“ نامی غلام کو بلایا اور اس کو ایک ہزار دینار دیے اور فرمایا: تجارت کے لیے مصر جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

مصادف نے کچھ سامان تیار کیا اور تجارت کرنے والوں کے قافلہ کے ساتھ مصر کے لیے روانہ ہو گئے۔ جب مصر کے قریب پہنچے تو ایک قافلہ مصر سے آرہا تھا اس سے ملاقات ہو گئی۔ ان قافلے والوں سے اپنے ساتھ لائے ہوئے سامان اور مصر میں ضروری اشیاء کی قیمت کے بارے میں دریافت کیا؟

قافلے والوں نے ان سے کہا کہ ان میں سے کوئی بھی چیز مصر میں موجود نہیں ہے۔ انہوں نے آپس میں قسم کھائی اور عہد کیا کہ ان کو سامان کے دو برابر قیمت میں فروخت کریں! جب سامان فروخت ہو گیا اور اس کی قیمت لے لی تو مدینہ واپس آ گئے۔

مصادف امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہزار ہزار کی دو تھیلیاں امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیں اور کہا کہ میں آپ پر قربان، یہ اصلی سرمایہ ہے اور یہ دوسری تھیلی میں اس کا نفع ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ منافع تو بہت زیادہ ہے تم نے سامان بیچنے کے لیے کیا کام انجام دیا ہے؟ مصادف نے سارا واقعہ بیان کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ! تم نے مسلمانوں کے خلاف قسم کھائی کہ مال کو دو برابر قیمت سے کم نہیں بیچیں گے؟ اس کے بعد آپ نے ایک تھیلی اٹھالی اور فرمایا: یہ میرا اصل سرمایہ ہے اس کے فائدے کی

مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے اور فرمایا: اے مصادف! میدان جنگ میں تلوار چلانا حلال روزی کمانے سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ (۱)

## ۵۰۔ دو فقیروں کے ساتھ مختلف سلوک

مسع بن عبد الملک کہتے ہیں:

میں سرزمین منیٰ میں چند شیعوں کے ساتھ حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا انگور کھا رہا تھا۔ اچانک ایک فقیر آیا اور اس نے حضرت سے مدد چاہی۔ آپ نے جب اس کو انگور دینا چاہا تو اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر مجھے پیسہ دیں گے تو لوں گا! حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: پھر تجھے خدا ہی دے گا! یہ سن کر فقیر چل دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور کہا کہ اچھا انگور ہی دے دیجئے۔ اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا ہی تجھے عنایت کرے گا اور اس کو کچھ بھی نہیں دیا۔

اس کے بعد ایک دوسرا فقیر آیا اور اس نے بھی مدد مانگی، امام علیہ السلام نے انگور کے ایک خوشہ سے تین انگور اٹھا کر اس کو دیے۔ اس فقیر نے ان تین دانوں کو لے کر کہا: ”شکر اس خدا کا جس نے مجھے رزق عنایت فرمایا۔“

امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: صبر کرو، اور آپ نے مٹھی بھر کر انگور اٹھائے اور اس فقیر کو دیے اس نے دوبارہ کہا:

۱۔ اصول کافی، ج ۵، ص ۱۶۱۔ بحار الانوار، ج ۴۷، ص ۵۹۔ وسائل الشیعہ، ج ۱۷، ص ۴۲۱۔ اہل بیت علیہم السلام فرش نشین فرشتے، ص ۴۷۲۔

”شکر اس خدا کا جس نے مجھے رزق عنایت فرمایا“

اس کے بعد امام علیہ السلام نے کہا کہ صبر کرو اور اپنے خادم سے کہا کہ درہم و دینار کتنے ہیں؟ خادم نے ۲۰ درہم لا کر دیے اور کہا کہ میرے پاس یہی تھے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ بیس درہم اس فقیر کو دوے دو، جیسے ہی فقیر نے بیس درہم لیے تو کہا:

”تمام تعریف اللہ کے لیے ہیں، پروردگار یہ عطا و بخشش تیری طرف سے ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔“

امام صادق علیہ السلام نے جب یہ جملہ سنا تو فرمایا: ذرا ٹھہرو اور امام علیہ السلام نے اپنا پیرا ہن نکال کر اس کو عطا کیا اور اس سے کہا: لو اس کو پہن لو۔ اس نے پیرا ہن لیا اور کہا: ”تمام تعریف اس پروردگار سے مخصوص ہیں جس نے مجھے لباس عطا کیا۔“ اور اس نے عرض کیا: اے ابا عبد اللہ! خدا آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔

جب ماجرا یہاں تک پہنچا تو وہ شخص وہاں سے روانہ ہو گیا۔ راوی کہتا ہے ہم سب لوگ سوچ رہے تھے کہ اگر وہ امام علیہ السلام کے پاس سے نہ جاتا تو امام مسلسل اس کو عطا کرتے رہتے کیونکہ جب بھی آپ اس کو عطا کرتے تھے وہ امام علیہ السلام کی عطا پر خدا کا شکر ادا کرتا جاتا تھا۔ (۱)

قارئین محترم ہم بھی اس فقیر سے درس حاصل کریں نعمت کے ملنے پر خدا کا شکر ادا کریں قرآن میں خدا نے فرمایا ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ نعمتوں کے شکر پر نعمتوں میں اضافہ ہوگا۔ (۲)

۱۔ اصول کافی، ج ۲، ص ۵۸۱۔ بحار الانوار، ج ۴۷، ص ۳۶۔ اہل بیت علیہم السلام فرشتے فرشتے ہوتے ہیں۔ ص ۳۶۸۔

۲۔ سورہ ابراہیم، آیت۔

۵۱۔ بے نمازی کے بارے میں نصیحت آمیز نکات

۱۔ جو شخص نماز نہیں پڑھتا گویا اس نے اپنی خلقت کے ہدف کی مخالفت کی کیونکہ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (۱) میں نے جن وانس کو خلق نہیں کیا سوائے عبادت کے۔

۲۔ نماز نہ پڑھنے والے کے اعمال بارگاہ الہی میں قبول نہیں ہوں گے کیونکہ روایات میں ذکر ہوا ہے ”أَنْ أَوَّلَ مَا يَحْسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةَ فَإِنْ قَبِلَتْ قَبْلَ مَا سَوَّاهَا وَإِنْ رَدَّتْ رَدَّتْ مَا سَوَّاهَا“

بندوں سے جس چیز کے بارے میں سب سے پہلے سوال ہوگا وہ نماز ہے اگر نماز قبول ہے تو بقیہ اعمال بھی قبول کیے جائیں گے اور اگر نماز قبول نہ ہوئی تو بقیہ اعمال بھی قبول نہ ہوں گے۔

۳۔ جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس نے تمام انبیاء کے اہداف کی مخالفت کی کیونکہ قرآن مجید کی کافی آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کی رسالت کے اہداف میں سے ایک توحید اور دوسرا خدا کے وحدہ کی عبادت کی طرف دعوت دینا تھا۔

۴۔ جو نماز نہیں پڑھتا گویا اس نے ائمہ طاہرین علیہم السلام کے راستے کو چھوڑ دیا کیونکہ ائمہ طاہرین کا اہم عمل اول وقت نماز پڑھنا اور تمام انسانوں کو نماز قائم کرنے کی دعوت دینا تھا۔ امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: ”انسی احب الصلوة“ میں نماز کو

دوست رکھتا ہوں۔ مولا علی علیہ السلام نے جنگ کے دوران نماز قائم کی۔ اسی طرح امام حسین علیہ السلام نے کربلا کے میدان میں اتنے سخت مصائب و آلام کے باوجود نماز کو ترک نہیں کیا۔

۵۔ بے نمازی ہونا عقلی منطق کے برخلاف ہے کیونکہ احسان کرنے والے کا شکر یہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص آپ کو کوئی چیز دیتا ہے کیا آپ اس کا شکر یہ ادا نہیں کریں گے؟ عقل سالم یہ کہتی ہے کہ: ضرور شکر یہ ادا کرنا چاہیے۔

اس بناء پر کون ہستی ہے کہ جس نے ہمیں اشرف المخلوقات خلق کیا؟ یقیناً وہ خدا ہے جس نے ہمیں اتنی نعمتوں سے نواز ہے اور ہمارے اختیار میں اتنی نعمتیں دی ہیں۔ یقیناً یہ بے انصافی ہے کہ انسان اس کی نعمتوں کو تو استعمال کرے لیکن دن رات میں سترہ رکعت نماز واجب نہ پڑھے۔

۶۔ بے نمازی کبھی بھی فحشاء اور منکر سے نہیں بچ سکتا کیونکہ قرآن میں ارشاد رب العزت ہے: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (۱) یقیناً نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔

۷۔ نماز نہ پڑھنے والا انسان اپنے آپ کو نقصان پہنچا رہا ہے اور وہ اپنے آپ کو معنوی لذتوں اور جنت کی نعمت سے محروم کر رہا ہے۔ اگرچہ خدا کو ہماری عبادت کی کوئی ضرورت نہیں (ہم نماز پڑھیں یا نہیں پڑھیں خدا خدا ہے) ارشاد قدرت ہے:

﴿فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ (۱) اور جو انکار کرے تو خدا تمام عالمین سے بے نیاز ہے۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ﴾ (۲) جو شکر یہ ادا کرے گا وہ اپنے فائدہ کے لیے کرے اور جو کفرانِ نعمت کرے گا اس کی طرف سے میرا پروردگار بے نیاز اور کریم ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا: ﴿إِنَّ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ﴾ (۳) کوئی ایسی شئی نہیں جو اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔

۸۔ شیطان کا رحمت الہی سے دوری کا سبب حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنا تھا۔ شیطان خدا کو سجدے تو کر رہا تھا (خدا کو تو خدا مان رہا تھا لیکن حکم خدا کو نہیں مان رہا تھا) اس بنا پر بے نمازیوں کو خواب غفلت سے بیدار ہونا چاہیے۔

۹۔ با تقویٰ و پرہیزگار انسان بیشتر نماز کو اہمیت دیتے ہیں۔ امام خمینیؑ نے اسپتال میں ڈرپ کے باوجود نماز کو نہیں چھوڑا حتیٰ نماز شب کو بھی۔

بوعلی سینا کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تھی تو وہ جامع مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور خدا سے مدد طلب کرتے تھے اس طرح ان کی مشکل دور ہو جاتی تھی۔ ان کی وفات کے بعد جنید بغدادی نے عالم خواب میں ان سے پوچھا مرنے کے بعد تمہارے ساتھ کیا ہوا؟

۱۔ سورہ آل عمران، آیت ۹۷۔

۲۔ سورہ نمل، آیت ۴۰۔

۳۔ سورہ اسراء، آیت ۴۴۔

کہا: تعلیم و تعلم کی تمام زحمات کیونکہ خالصانہ نہیں تھیں کسی کام نہیں آئیں فقط جس چیز نے مجھے نجات دلائی وہ میری چند رکعات نمازیں ہیں جو ریا کے بغیر پڑھی تھیں۔ (۱)

۱۰۔ جو شخص اپنی نماز کو ضائع کرتا ہے خداوند متعال اس کو قارون و فرعون و ہامان کے ساتھ محسور کرے گا۔ خدا ان پر لعنت اور ان کو رسوا کرتا ہے اور خدا پر لازم ہے کہ ان کو منافقوں کے ساتھ جہنم میں داخل کرے۔ وائے ہو اس شخص پر جو نماز کی حفاظت نہیں کرتا۔ (۲)

۵۲۔ ہر روز زمین انسان کو پانچ بار پکارتی ہے

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تَتَكَلَّمُ الْأَرْضُ كُلُّ يَوْمٍ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ“

ہر روز زمین پانچ مرتبہ انسان سے باتیں کرتی ہے۔

یعنی جس زمین پر ہم چلتے پھرتے ہیں، جس زمین پر ہم اٹھتے بیٹھتے ہیں ہر روز پانچ

مرتبہ ہم سے باتیں کرتی ہیں۔ البتہ یہ حدیث قبر کے بارے میں بھی ذکر ہوئی کہ:

”الْقَبْرِ يُنَادِي بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ“ ”قبر دن میں پانچ بار انسان کو پکارتی ہے۔“

الْأَوَّلُ: أَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ، فَأَحْمِلُوا إِلَيَّ أَنْيْسًا؛

۱۔ قصص الصلوٰۃ، ص ۱۷۷، قاسم میر خلف زادہ۔

۲۔ بحار الانوار، ج ۸۲، ص ۲۰۲۔ قصہ ہای نماز، ص ۵۳، عباس عزیزی۔

زمین کی پہلی ند: میں تنہائی کا گھر ہوں اپنے لیے مونس و مددگار بھیجتا کہ وہاں

اکیلے نہ رہو۔

الثانی: اَنَا بَيْتُ الظُّلْمَةِ، فَاحْمِلُوا إِلَيَّ سِرَاجًا؛

زمین کی دوسری ند: میں تاریک گھر ہوں، بس میرے پاس چراغ کو بھیجو، قبر

چراغ چاہتی ہے۔

الثالث: اَنَا بَيْتُ التُّرَابِ، فَاحْمِلُوا إِلَيَّ فِرَاشًا؛

زمین کی تیسری ند: میں مٹی کا گھر ہوں، میری طرف فرش بھیجو۔ اپنے لیے بستر

تیار کرو۔

الرابع: اَنَا بَيْتُ الْحَيَّةِ وَ الْعَقْرِبِ، فَاحْمِلُوا إِلَيَّ تِرْيَاقًا؛

زمین کی چوتھی ند: میں سانپ اور بچھو کا گھر ہوں، بس میرے پاس زہر کی دوا

بھیجو۔

الخامس: اَنَا بَيْتُ الْفَقْرِ وَالْفَاقَةِ، فَاحْمِلُوا إِلَيَّ كَنْزًا؛ (۱)

زمین کی پانچویں ند: میں فقر و فاقہ کا گھر ہوں، میری طرف خزانہ بھیجو۔

راوی نے سوال کی: ”یا رسول اللہ، مَنْ أَيْسُّ؟“

اے اللہ کے حبیب! وہ مونس و مددگار کیا چیز ہے جس کو قبر کے لیے تیار کریں؟

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: ”قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ“ قرآن کی تلاوت۔

استاد مجتہدیؒ فرماتے ہیں: جو شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے گویا وہ شخص قبر میں مونس و مددگار رکھتا ہے۔ قرآن پڑھو خصوصاً سحر کے وقت ایک یا دو صفحہ قرآن کی تلاوت کرو (افسوس ہمیں اخبارات، ٹی وی وغیرہ پڑھنے اور دیکھنے کے لیے تو وقت مل جاتا ہے لیکن قرآن پڑھنے کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں۔ ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے عرض کر رہا ہوں یقیناً آپ قارئین محترم برا نہیں مانے گے وہ یہ ہے کہ خود بھی قرآن پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی قرآن پڑھنے کی عادت ڈالیں جس طرح ہم ٹیوشن اور اسکول کے ہوم ورک کے لیے بچوں پر سختی کرتے ہیں اسی طرح قرآن کے لیے بھی ہمیں سختی کرنا چاہیے قرآن کی تلاوت سے دل منور و روشن ہوتا ہے، رزق و گھر میں برکت ہوتی ہے)۔

راوی نے پوچھا: ”یا رسول اللہ، مَنْ سِراج؟“ اے اللہ کے حبیب! وہ چراغ جو قبر کے لیے تیار کریں کیا ہے؟

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: ”صَلَاةُ اللَّيْلِ“ نماز شب۔

استاد مجتہدیؒ فرماتے ہیں جو بھی نماز شب پڑھتا ہے، قبر کا چراغ اس کے پاس ہے۔ اس شخص کی قبر تاریک نہیں ہوگی۔ قبر کی روشنی و چراغ، نماز شب ہے۔

راوی نے سوال کیا: ”یا رسول اللہ، وما الفِراش؟“ اے اللہ کے رسول! وہ بستر جو قبر کے لیے تیار کریں کیا ہے؟

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: ”الْعَمَلُ الصَّالِحُ“ عمل صالح۔

استاد مجتہدیؒ عمل صالح، اچھے کام، انسان کی قبر کا بستر ہیں جو شخص نیک اعمال

بجالاتا ہے در واقع وہ اپنے لیے قبر کا بستر تیار کر رہا ہے۔

(جس طرح ہم چاہتے ہیں اس دنیا میں نرم و ملائم بستر ہو اسی طرح اپنی آخرت

کی آرام گاہ کے لیے نرم و ملائم بستر عمل صالح کے ذریعہ تیار کریں)

راوی نے پوچھا: ”یا رسول اللہ، وَمَا التَّيْرِيَاقُ؟“ اے پیغمبر خدا، قبر میں

زہری دوا کیا چیز ہے؟

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: ”التَّوْبَةُ“ توبہ کرنا۔

آقای سید علی حق گو بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جنازے کو دفن کرنے کے لیے قم

لے کر گئے، جس زمین کو بھی قبر کے لیے کھودا اس میں سے سانپ، بچھو وغیرہ نکلتے

تھے۔ آخر کار ہم تھک گئے، جنازے کو اسی سانپ، بچھو والی قبر میں دفن کر دیا۔

راوی نے سوال کیا: ”یا رسول اللہ، وَمَا الْكَنْزُ؟“ اے خدا کے حبیب! قبر کا

خزانہ کیا چیز ہے؟

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: ”كَلِمَةُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کلمہ لا الہ الا اللہ

قبر کا خزانہ ہے۔

کلمہ توحید لا الہ الا اللہ دن میں سو بار پڑھا کرو، جو شخص سو بار اس کلمہ توحید کو

پڑھے گا اس کے نامہ اعمال کا پلہ بھاری ہوگا۔ اپنی زندگی کا ایک ورد بنا لو کہ روزانہ سو

بار لا الہ الا اللہ پڑھنا ہے۔ یہ ایک ایسا ذکر ہے کہ جس کے پڑھنے میں ریا کاری نہیں

ہے۔ منہ بند کر کے بھی یہ ذکر پڑھا جاسکتا ہے۔ برابر میں بیٹھنے والے کو معلوم تک

نہیں ہوگا کہ آپ کچھ ذکر بھی پڑھ رہے ہیں۔

ہر روز صبح کی نماز کے بعد اس حدیث کو پڑھیں۔ اس حدیث کے پڑھنے کی وجہ سے انسان میں جان آئے گی۔ طاقت پیدا ہوگی کہ کیا کرتا ہے اور کیا نہیں کرتا ہے۔ کھانا اور سونا فقط ہمارا کام نہیں ہے۔ (۱)

### ۵۳۔ نصرانی کے مقابلہ میں عجیب بردباری

ایک نصرانی مذہب سے تعلق رکھنے والے نے امام محمد باقر علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے کہا: تم بقر ہو!

امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، میں باقر ہوں۔

اس نے کہا: تم اس باورچی عورت کے بیٹے ہو!

امام علیہ السلام نے فرمایا: کھانا بنانا ان کا فن ہے۔

اس نے کہا: تم سیاہ چہرے، حبشی اور بد زبان کے فرزند ہو!

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو نے سچ کہا ہے تو خدا انہیں بخش دے اور اگر جھوٹ کہا

ہے تو خدا تجھے بخش دے۔

چنانچہ امام علیہ السلام کے اس صابرانہ سلوک کو دیکھ کر وہ نصرانی مسلمان ہو گیا۔ (۲)

قارئین محترم اس واقعہ کو پڑھ کر فیصلہ کریں کہ کیا ہم میں بھی ایسا ہی صبر اور

بردباری پائی جاتی ہے۔ اگر ان تین توہینوں کو مد نظر رکھیں تو جتنی توہین اس نے کی تو

۱۔ درمخضر مجتہدی، ج ۲، ص ۲۳۲۔

۲۔ کشف الغمہ، ج ۲، ص ۱۲۷۔ بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۲۸۸۔ اہل بیت علیہم السلام فرشتہ نشین فرشتے، ص ۳۵۹۔

شاید میں اس سے زیادہ اس کی توہین کر دیتا۔ لیکن امام علیہ السلام کے کردار نے بتا دیا مسائل کا حل لڑائی، جھگڑا، برا بھلا کہنا نہیں بلکہ معاشرے میں اخلاق کو پھیلانا ہے اور اس کے ذریعہ مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔

### ۵۴۔ عظیم الشان حدیث

امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر جعفی سے فرمایا: ”اے جابر! جس نے شیعیت کو قبول کر لیا اور وہ یہ اعلان کرے کہ میں اہل بیت علیہم السلام کا دوستدار ہوں تو کیا یہ اس کے لیے کافی ہے؟ خدا کی قسم! وہ شخص ہمارا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ خدا کی خوشنودی کے لیے تمام گناہوں سے پرہیز کرے اور خداوند عالم کی اطاعت کرے۔

اے جابر! ہمارے شیعہ چند صفات کے ذریعہ پہچانے جاتے ہیں۔ تواضع، خشوع، امانت داری، کثرت سے ذکر خدا، روزہ، نماز، والدین کے ساتھ نیکی، غریب، مفلس محتاج اور یتیم پڑوسیوں کی دیکھ بھال، قول میں صداقت، قرآن مجید کی تلاوت، لوگوں کے بارے میں نیکی کے سوا کچھ نہ کہنا، اپنے قبائل کی اشیاء میں ایمن ہونا۔

جابر کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسول! آج ہم ان صفات کے لوگوں کو نہیں دیکھتے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

اے جابر! مذہب باطلہ تم کو حق سے ہٹانہ دے، کیا انسان کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ یہ کہے: میں علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوں اور اس کے سوا کچھ کرنے

والا نہ ہو اور اسی طرح اگر وہ یہ کہے: میں پیغمبر اکرم ﷺ کو دوست رکھتا ہوں۔ رسول ﷺ علی سے بہتر ہیں اور رسول کی سیرت پر عمل نہ کرے اور ان کی سنت پر عمل نہ کرے تو اس کی محبت اس کو کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

اے ہمارے شیعو! تقوایٰ الہی کو اختیار کرو، قرآن مجید پر عمل کرو، خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب و محبوب وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ پرہیزگار، خدا کی عبادت و اطاعت کرنے والے ہیں۔

اے جابر! خدا سے نزدیک ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے سوائے اس کی اطاعت کے۔ ہمارے پاس دوزخ سے نجات کا کوئی پروانہ نہیں ہے۔ جو شخص خدا کا فرماں بردار ہے وہ ہمارا دوست ہے اور جو خدا کا نافرمان ہے وہ ہمارا دشمن ہے۔ عمل و تقویٰ اور پرہیزگاری کے علاوہ ہماری ولایت تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ (۱)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ بندہ ہے جو عمل خیر کو متواتر بجالاتا رہے چاہے وہ عمل کم ہی کیوں نہ ہو۔ (۲)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے سچے بندوں میری عبادت کے ذریعہ دنیا میں طلب راحت کرو میں اس کی وجہ سے تم کو آخرت میں اپنی نعمتوں سے لذت اندوز بنا دوں گا۔ (۳)

۱۔ اصول کافی، ج ۲، ص ۷۲۔ اہل بیت علیہم السلام فرشتے فرشتے ہں ۵۶۸۔ کتاب الثانی، ج ۳، ص ۳۵۰۔

۲۔ کتاب الثانی، ج ۳، ص ۳۶۲۔

۳۔ کتاب الثانی، ج ۳، ص ۳۶۵۔



و دشمنی کی وجہ سے، چنانچہ اگر وہ روز قیامت ریگستان کے ذروں اور سمندر کے جھاگ کے برابر گناہوں کے ساتھ محسور ہوگا تب بھی پروردگار عالم اس کو بخش دے گا۔ (۱)

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت گناہوں کو ختم کر دیتی ہے اور نیکیوں میں اضافہ کا سبب بنتی ہے۔ (۲)

## ۵۶۔ جنتی شخص

حکم بن عتیہ کہتے ہیں: میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا آپ کا کمرہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ اچانک ایک بوڑھا شخص اپنے عصا کا سہارا لیے ہوئے پہنچا اور اس نے کہا: ”السلام علیک یا بن رسول اللہ ورحمة اللہ وبرکاتہ“ اور خاموش ہو گیا۔

امام علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا۔ پھر اس بوڑھے شخص نے مجمع کی طرف رخ کر کے کہا: ”السلام علیکم“

مجمع نے بھی جواب سلام دیا۔ اس کے بعد اس ضعیف شخص نے امام علیہ السلام کی طرف رخ کر کے کہا:

”قَوَّ اللَّهُ اِنِّي لَا حِجْبُكُمْ“ خدا کی قسم میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔

پھر اس کے بعد کہا:

”وَ اُحِبُّ مَنْ يُحِبُّكُمْ“ اور جو آپؐ کو دوست رکھتا ہے اس کو بھی دوست رکھتا

ہوں۔

پھر کہا:

خدا کی قسم! میں آپؐ کو اور آپؐ کے دوستداروں کو دنیا کے لالچ میں دوست نہیں رکھتا بلکہ میری دوستی خالص ہے۔ خدا کی قسم! میں آپؐ کے دشمنوں سے نفرت کرتا ہوں اور ان سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! میری نفرت اور بیزاری ذاتی کینہ و عداوت کی وجہ سے نہیں ہے۔ خدا کی قسم! میں آپؐ کی حلال کردہ چیزوں کو حلال اور حرام کردہ چیزوں کو حرام جانتا ہوں۔

میں آپؐ پر قربان! کیا میرے اس عقیدہ سے فلاح و نجات کی امید کی جاسکتی ہے؟  
امام باقرؑ نے فرمایا:

”إِلَىٰ آلِي حَتَّىٰ أَقْعَدَهُ إِلَىٰ جَنْبِهِ“ میرے نزدیک آؤ، میرے نزدیک آؤ، یہاں تک کہ آپؐ نے اس کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔

اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: اے میرے بزرگ! ایک شخص ہمارے والد بزرگوار حضرت علی بن الحسین علیہما السلام کے پاس آیا اور اس نے اسی سلسلہ میں دریافت کیا جو تم نے مجھ سے پوچھا ہے۔ ہمارے والد بزرگوار نے اس کو جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اگر تم اس دنیا سے جاؤ گے تو رسول خدا ﷺ، علی مرتضیٰ، حسن، حسین اور علی ابن الحسینؑ کی خدمت میں جاؤ گے تو تمہارا دل خوش و خرم ہو جائے گا اور تمہاری

آنکھیں منور ہو جائیں گی۔ جب تمہاری جان یہاں تک (امام علیہ السلام) نے اپنے گلے کی طرف اشارہ فرمایا) پہنچ جائے گی تو کراماتین کے ساتھ خوشی خوشی موت کا استقبال کرو گے اور اگر زندہ رہے تو ایسی چیز کا مشاہدہ کرو گے کہ جس کے ذریعہ خداوند عالم تمہاری آنکھوں کو منور کر دے گا اور تم ہمارے ساتھ بلند درجات پر فائز ہو گے۔

یہ بلند و با عظمت حقائق سننے کے بعد وہ بوڑھا شخص بلند آواز سے رونے لگا۔ جس کو دیکھ کر حاضرین نے بھی گریہ کیا۔ امام علیہ السلام نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس ضعیف شخص کی آنکھوں سے آنسو صاف کیے اور اس کے بعد اس شخص نے اپنا سر اٹھایا اور امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ میں آپؐ پر قربان! آپؐ اپنا ہاتھ مجھے دیں۔ امام علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اس کے ہاتھوں پر رکھا۔ اس شخص نے امام کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں اور سینہ پر ملا اور خدا حافظی کر کے چلا گیا۔

امام علیہ السلام نے مجمع کی طرف رخ کر کے فرمایا:

”مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا“

جو شخص دوست رکھتا ہے کہ جنتی شخص کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ اس شخص کو دیکھے۔ (۱)

۵۷۔ امام زمانہ (عج) کی عجیب توجہ

استاد حسین انصاریان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کے ۲۲ سال اہل بیت علیہم السلام

۱۔ اہل بیت فرشتہ نشین فرشتے، ص ۵۸۶۔ اصول کافی، ج ۸، ص ۷۶، حدیث الشیخ۔

کی تعلیمات حاصل کرنے کے لیے حوزہ علمیہ قم میں گزارے۔ تعطیلات میں صلہ رحم کے لیے تہران آتا تھا۔ انہیں تعطیلات کے دوران عالم بزرگوار مدافع ولایت اہل بیت علیہم السلام سلطان والواعظین شیرازی مشہور و معروف کتاب ”شہای پشاور“ کے مؤلف کی عیادت کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔

ایک اور صاحب موصوف کی عیادت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ سلطان الواعظین نے ان سے میزا تعارف کرایا کہ یہ قم کے طالب علم ہیں اور تعطیلات کے زمانہ میں میری عیادت کے لیے آتے ہیں اور مجھے بھی ان کا تعارف کرایا کہ موصوف برسوں سے میری مجلس میں آتے ہیں اور حسینی کے نام سے مشہور ہیں۔ اس کے بعد موصوف نے جناب حسینی صاحب سے کہا: اپنی زبان سے اپنے واقعہ کو بیان کریں۔ انہوں نے مجھ سے کہا: میری بیماری کی فائل ”پارس اسپتال“ میں موجود ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اپنی نظروں سے دیکھ لیتے اور ڈاکٹروں کی جواب دی ہوئی فائل سے باخبر ہو جاتے اس کے بعد موصوف نے خود مجھے سے اپنی داستان یوں بیان کی:

ایک روز صبح کے وقت نیند سے بیدار ہوا اور میں نے چاہا کہ وضو اور نماز کے لیے کھڑا ہوں میں نے احساس کیا کہ میں نہیں اٹھ سکتا۔ میں نے اپنی اہلیہ کو آواز دی کہ مجھے نماز کے لیے اٹھائے لیکن ان کی مدد بھی بے فائدہ رہی کیونکہ اٹھنے کی طاقت نہیں تھی۔ چنانچہ میں نے نماز لیٹے لیٹے پڑھی۔ جب سورج نکل گیا تو میں نے کہا:

ڈاکٹر کو بلالو، ڈاکٹر آیا اور مجھے دیکھ کر کہنے لگا: افسوس کہ آپ کو فالج کی بیماری ہوگئی ہے اور ریڑھ کی ہڈی کے خطرناک مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ جس کا علاج بھی

ممکن نہیں ہے اور آخر عمر تک اس بیماری کو برداشت کرنا پڑے گا۔

مجھے اسپتال لے گئے ایک مدت تک وہاں علاج، ٹیسٹ، ایکس رے وغیرہ ہوتے رہے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، طب اور طبیب سے ناامیدی کے بعد میں گھر واپس آ گیا۔

میں نے اپنی اہلیہ سے کہا: کیا دنیا میں صرف ایران، یورپ، امریکہ اور دیگر ملکوں میں ہی ڈاکٹر ہیں؟ اہلیہ نے جواب دیا: ظاہراً ایسا ہی ہے۔ میں نے کہا: نہیں، میں ان کے علاوہ بھی طبیب کو جانتا ہوں (مؤلف: میں ایسے طبیب کو جانتا ہوں جو دنیا والوں کو بھی شفا دیتے ہیں اور آسمان والوں کو بھی) اہلیہ نے سوال کیا: وہ کون ہے؟ میں نے کہا: حضرت امام حسین علیہ السلام اور پھر اپنی اہلیہ سے کہا: میرا پاسپورٹ تیار کر اور چنانچہ اس نے کچھ ہی مدت میں پاسپورٹ تیار کر لیا۔

سفر سے پہلے میں نے ان سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ ایک اعتقادی مسئلہ کو تمہارے سامنے بیان کروں کہ اس طریقہ سے ولایت الہیہ رکھنے والوں کی نسبت دوسروں کے عقیدوں کو صحیح کریں۔ اس نے کہا: فرمائیے۔ میں نے کہا: شاید خداوند عالم میرے شفا یاب ہونے میں مصلحت نہیں رکھتا اور تقدیر میں یہ ہے کہ آخر عمر تک اسی عالم میں باقی رہوں۔ اگرچہ ہمارا مقصد کر بلا اور سید الشہد الامام حسین علیہ السلام ہیں لیکن میں اپنے مقصد کو مخفی رکھنا چاہتا ہوں اور ہمارے احباب و رشتہ دار ہمارے کر بلا جانے سے باخبر نہ ہوں کیونکہ ان کے درمیان بعض ضعیف الایمان لوگ ہیں! اگر میں کر بلا گیا اور شفا نہ ملی تو کہیں میرا مذاق نہ اڑائیں کہ یہ ہے زیارت اور توسل! لہذا

جو بھی معلوم کرے تو اس سے کہنا کہ علاج کے لیے اسرائیل جا رہے ہیں۔

جب عراق کے سفر کے لیے مقدمات تیار ہو گئے میں نے استخارہ کیا کہ ہوائی جہاز کے ذریعہ یا خرمشہر تک ٹرین کے ذریعہ تو استخارہ بہت برا آیا، دوبارہ استخارہ کیا کہ گاڑی کے ذریعہ خسروی باڈر سے جاؤں تو بہت اچھا استخارہ آیا۔

سفر کے لیے روانہ ہو گئے۔ سب سے پہلے کربلا پہنچے اور حسن اتفاق سے رجب المرجب کا مہینہ تھا۔ میں پورے رجب کربلا میں رہا لیکن مجھے شفا نہیں ملی۔ میں نے اپنی اہلیہ سے کہا: دل میں خستگی اور سستی نہ آنے دینا کہیں طولانی مدت نا امید کر دے۔ اگر اہل بیتؑ تیزی کے ساتھ ہماری مشکل آسان نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ہم زیادہ سے زیادہ ان کی خدمت میں رہیں اور مزید ان سے راز و نیاز کریں۔

جب ماہ رجب ختم ہو گیا اور شعبان کے مہینہ کے دو تین دن گزر گئے اور نجف اشرف میں امیر المومنینؑ کی زیارت سے مشرف ہونے کے لیے اپنی اہلیہ کے مشورے سے حلہ، سامرا اور کاظمین کی زیارت کے بعد ایران واپسی کے لیے تیار ہوئے۔

میں نے اپنے دل میں کہا: جب ایران میں لوگ ہماری عیادت کے لیے آئیں گے تو ہم کہہ دیں گے کہ بیماری کا علاج طبیبوں سے نہیں ہو سکا اور آخر عمر تک اس درد کو برداشت کرنا ہوگا۔

چنانچہ ہم حلہ اور حضرت سید محمد کی زیارت کے بعد مینی بس میں کاظمین کے لیے روانہ ہوئے۔ مجھے ڈرائیور کے پیچھے ایک پوری سیٹ پر بیٹھا دیا اور میری اہلیہ مجھ

سے پیچھے والی سیٹ پر بیٹھی تھی۔ ایک لکڑی کا اسٹول ڈرائیور کے پاس رکھا ہوا تھا۔ جس پر کوئی نہیں بیٹھا تھا چنانچہ ڈرائیور بس لے کر روانہ ہوا۔ غروب کے قریب ایک بیابان میں کسی نے گاڑی میں سوار ہونے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔ ڈرائیور نے گویا بے اختیار بریک مارا۔ جب گاڑی رک گئی تو ایک عربی جوان جو بہت ہی باوقار، باادب اور بزرگوار و باکرامت تھا گاڑی میں آیا اور ڈرائیور کے پاس موجود اس اسٹول پر بیٹھ گیا اور قرآنی آیات کی تلاوت کرنا شروع کی لیکن کیا کہنا اس کے پڑھنے، اس کی آواز اور اس کی قرائت کا!

﴿وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾ (۱)

میں نے اپنے دل میں کہا کہ خدایا! یہ خوبصورت اور حسین جوان کون ہے جو اتنی اچھی آواز اور بہترین قرائت کے ساتھ قرآن کی تلاوت کر رہا ہے؟

قرآن کی تلاوت کے بعد اس نے ڈرائیور کی طرف رخ کر کے کہا: کیا اس سال خراسان امام رضا علیہ السلام کی زیارت کا ارادہ رکھتے ہو؟ ڈرائیور نے کہا: جی ہاں، برسوں سے میرے دل میں یہ تمنا ہے۔

اس جوان نے اپنی جیب سے کچھ رقم نکالی اور ڈرائیور کو دی اور کہا: اس سال جب وہاں جاؤ تو ایسے ایسے شخص سے ملاقات کرو گے یہ رقم اس کو دے دینا اور کہنا تم نے اس سے زیادہ طلب نہیں کیے تھے۔

اس کے بعد انہوں نے اپنا رخ میری طرف کیا اور محبت بھری آواز میں بہترین فارسی میں مجھ سے کہا: حسینی صاحب! کیا حال ہیں؟ میں نے کہا: ریڑھ کی ہڈی اور فالج کی بیماری میں مبتلا ہوں۔ اس کے علاج کے لیے اپنی پوری کوشش کر چکا ہوں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

وہ اسٹول سے تھوڑا سا اٹھے اور اپنے شفا بخش دست مبارک کو میری کمر پر رکھا اور تھوڑا ملا اور پھر بیٹھ گئے اور فرمایا: مجھے تو کوئی بیماری اور درد دکھائی نہیں دیتا۔ پھر انہوں نے اس بیابان میں کہ رات کی تاریکی بڑھ رہی تھی۔ ڈرائیور سے کہا: رک جاؤ، میں اترنا چاہتا ہوں۔ ڈرائیور نے کہا: یہاں تو کوئی آبادی بھی نہیں ہے، مکان یا کوئی سائبان بھی نہیں ہے۔ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہیں۔ چنانچہ ڈرائیور نے گاڑی روکی اور وہ اتر گئے۔ ڈرائیور بھی ان کے احترام میں نیچے اُترا۔ میں بھی بے اختیار اور بے توجہ ان کے پیچھے اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ڈرائیور اور مسافر مجھے تک رہے ہیں۔ فوراً ہی متوجہ ہوا کہ میں بالکل صحیح و سالم اپنے پیروں پر کھڑا ہوں۔

ہم سب نے چاروں طرف دیکھا لیکن اس عرب جوان کو نہیں دیکھا۔ اچانک ہم سب نے فریاد بلند کی: یا صاحب الزمان (عج)، یا صاحب الزمان (عج)! لیکن ہمارے محبوب کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ (۱)

## ۵۸۔ بت پرست قصاب

مؤرخین لکھتے ہیں کہ ایک شخص ہندوستان کے سفر پر گیا اس نے یہ واقعہ بیان کیا:

میں ایک روز بازار میں گھومتا ہوا ایک قصابی کی دکان پر پہنچا تو دیکھا کہ وہ اوپر کی جانب دیکھتا جاتا ہے اور گوشت تولتا جاتا ہے۔ میں نے غور کیا تو پتہ چلا کہ قصابی نے ایک بت دیوار پر نصب کیا ہوا ہے اور اسے دیکھ کر گوشت تولتا ہے۔ میں نے اس کی علت دریافت کی تو اس نے پہلے بتانے سے گریز کیا لیکن اصرار کرنے پر کہا کہ میں بت پرست ہوں اور گوشت تولتے ہوئے اپنے خدا کی طرف دیکھتا ہوں تاکہ اس کا خوف میرے دل میں رہے اور میں ایمان داری سے کام کرتا ہوں اور خیانت سے بچتا ہوں۔

تعب کا مقام ہے، حیف ہے اُس مسلمان پر جو خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے بھی بڑی دیدہ دلیری سے گناہ کرتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عقیدے میں کمزوری ہے۔ اگر انسان خدا سے غافل ہو جائے تو یقیناً ہر گناہ میں آلودہ ہو سکتا ہے اور اپنی آخرت خراب کر سکتا ہے۔ (۱)

## ۵۹۔ غربت پر پریشان مت ہو

ایک غریب آدمی اپنی غربت پر تنگ تھا۔ ہر وقت پریشان رہتا۔ ایک رات اسے خواب میں ایک فرشتہ نے کہا: اگر تمہاری آنکھوں کی بینائی ختم ہونے لگے تو تم اس پر کتنا خرچ کرو گے۔ اس نے جواب دیا: دس ہزار اشرفیاں بھی دینی پڑیں تو اپنی آنکھ کے علاج میں خرچ کر دوں گا۔

فرشتہ: اور اگر تمہاری کانوں کی قوت سماعت جانے لگے تو کیا کرو گے؟ غریب شخص: اس پر بھی دس ہزار اشرفیاں خرچ کر ڈالوں گا اور اپنے کانوں کی قوت سماعت کو بچاؤں گا۔ اسی طرح فرشتے نے اسے دس اعضاء گنوائے اور اس نے یہی جواب دیا۔

اس پر فرشتہ نے کہا: خدا کا شکر ادا کر کہ جس نے تجھے جسمانی طور پر بالکل صحیح و سالم باقی رکھا ہوا ہے اور تو ایک لاکھ اشرفیوں کی مالیت کا حامل ہے تو اتنا مالدار ہے اور غربت کا روناروتا ہے۔ فرض کر لے کہ تو نے انہیں ایک لاکھ اشرفیوں کے عوض حاصل کر لیا ہے بغیر کسی زحمت و پریشانی کے۔ لہذا تجھے حاضر چیزوں کا شکر ادا کرنا چاہیے اور کسی احساسِ کمتری میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ (۱)

## ۶۰۔ بندتالے کا کھلنا

سید جلیل علی نقی کشمیری کہتے ہیں: میں نے فاضل محترم سید عباس لاری سے سنا وہ کہہ رہے تھے جب میں نجف اشرف میں تھا تو ایک دن ماہ رمضان میں سہ پہر کے وقت میں نے افطار کے لیے کھانا تیار کیا۔ کمرے میں رکھا اور باہر آ کر کمرے کو تالا لگا دیا۔ نماز مغرب اور عشاء ادا کرنے اور ات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد میں واپس آیا جب کمرے کے دروازے پر پہنچ کر جیب میں ہاتھ ڈالا تو چابی موجود نہیں تھی میں نے ادھر ادھر دیکھا مدرسہ میں تلاش کیا۔ طالب علموں سے پوچھا لیکن چابی نہیں ملی۔ سخت بھوک اور چابی نہ ملنے کے باعث سخت پریشان ہو گیا۔

مدرسے سے باہر آیا اور پریشانی کے عالم میں حرم کی طرف چلنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ میں زمین پر بھی دیکھتا جاتا تھا اچانک مرحوم حاج سید مرتضیٰ کشمیری اعلیٰ اللہ مقامہ کو دیکھا۔ انہوں نے میری پریشانی کا سبب دریافت کیا۔ میں نے سارا ماجرا بیان کیا۔ وہ میرے ساتھ مدرسہ آئے اور میرے کمرے کے قریب پہنچ کر کہا لوگ کہتے ہیں کہ اگر کسی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام یاد ہو اور وہ بندتالے پر اسے پڑھے تو بندتالا کھل جاتا ہے۔ کیا ہماری جدہ حضرت فاطمہ علیہا السلام ان سے کمتر ہیں پس انہوں نے بندتالے پر ہاتھ رکھا اور کہا: یا فاطمہ! تالا فوراً کھل گیا۔ (۱)

## ۶۱۔ ازری کا واقعہ

ازری نام کا ایک کٹر شیعہ شاعر تھا ایک دن اس نے بغداد کے بازار میں سنا کہ ایک سنی شخص صدیقہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ وہ بہت ناراض ہوا اس نے سزا دینے کا سوچا لیکن اس نے اپنے آپ سے کہا کہ اس شخص کو اس کام سے روکنا چاہیے۔ بس وہ اس کے پیچھے روانہ ہو گیا، چلتے چلتے وہ شخص اپنی دکان پر پہنچ گیا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ ازری نے اس کے پاس جا کر کان میں کہا تیرے پیشوا پر لعنت۔ یہ سن کر اس شخص کو بہت غصہ آیا لیکن دیکھا ازری کے پاس تیز دھار کا خنجر ہے جس سے خون ٹپک رہا ہے یہ دیکھ کر وہ ڈر کے مارے خاموش رہا۔

ازری واپس چلا گیا اور وہ شخص اگلے دن صبح تک غصہ میں بیچ و تاب کھاتا رہا۔ اگلے دن صبح ازری پھر اس کی دکان پر آیا اور وہی بات دہرائی اور چالیس دن تک یہ سلسل چلتا رہا۔ آخر اس نے تنگ آ کر خلیفہ سے شکایت کی۔ خلیفہ نے اپنے دو بھروسہ مند آدمیوں سے کہا کہ وہ اس بارے میں تحقیق کریں۔ اس رات ازری نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا، بی بی نے اس سے فرمایا:

یا شیخ غیر کلامک؛ اے ازری تم اپنے بات بدل دو۔

ازری جب بیدار ہوا تو وہ اس خواب پر حیران ہوا لیکن ہر روز کی طرح وہ اس شخص کی دوکان پر گیا جب وہ دوکان پر پہنچا تو دیکھا کہ دوکان کے درمیان میں ایک پردہ پڑا ہوا ہے اچانک اسے رات والا خواب یاد آ گیا اس نے کہا میرے چار سو دینار واپس کرو۔ اس دوکاندار نے کہا: اپنی ہر روز والی بات کرو۔ ازری نے کہا: میں ایک

عرصے سے یہی بات کہہ رہا ہوں تجھے شرم نہیں آتی؟ خلیفہ کے دونوں آدمیوں نے پردے سے باہر نکل کر اس دوکاندار سے کہا: تم اس بہانے سے لوگوں کا مال کھانا چاہتے ہو اس کو اپنے ساتھ لے گئے اور اس سے رقم لے کر ازری کو دی۔

اگلے دن صبح ازری آیا اور کہا: تیرے فلاں پر لعنت۔ اس شخص نے کہا ہزاروں پر لعنت۔ ازری نے کہا: پہلی مرتبہ ہی یہ کیوں نہ کہا: اس نے کہا میں نے اس عرصے میں جو دفاع کیا اس کا مجھے صرف نقصان ہی ہوا ہے میں نے جان لیا کہ وہ ناحق پر ہیں اور یہ (ہستیاں بابرکت) حق پر ہیں۔ (۱)

## ۶۲۔ زیارت امام حسین علیہ السلام اوزرخ سے رہائی کا سبب

سلیمان اعمش نے کہا میں کوفہ میں گیا وہاں میرا دوست تھا جس کے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ شب جمعہ اس کے پاس گیا اور کہا: تم امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

اس نے کہا: ہی بدعة و کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار۔ یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی والا دوزخ میں ہے۔ یہ سن کر غصے میں اٹھا اور اپنے آپ سے کہا کہ میں سحر کے وقت آؤں گا اور اس کے سامنے امام حسین علیہ السلام کے کچھ فضائل بیان کروں گا اگر اس نے اپنی دشمنی اور عناد پر اصرار کیا تو

میں اسے قتل کر دوں گا۔

جب میں سحر کے وقت اس کے گھر گیا، دق الباب کیا اور اس کا نام لے کر آواز دی تو اس کی بیوی نے کہا: وہ حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے گیا ہوا ہے۔ سلیمان نے کہا کہ میں بھی امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے روانہ ہو گیا جب میں امام علیہ السلام کے روضہ اقدس میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ سجدے میں گرا ہوا ہے اور بخشش کی دعا کر رہا ہے۔ کافی دیر کے بعد اس نے سر سجدے سے اٹھایا تو مجھے اپنے قریب دیکھا میں نے کہا: اے شیخ تو کل کہہ رہا تھا کہ زیارت حسین علیہ السلام بدعت ہے اور آج خود زیارت کر رہا ہے؟ اس نے کہا: اے سلیمان مجھے ملامت کرو کیونکہ میں اہل بیت علیہم السلام کا قاتل نہیں تھا یہاں تک کہ میں نے گذشتہ رات ایک خواب دیکھا جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا۔ میں نے کہا: تو نے خواب میں کیا دیکھا؟

اس نے کہا: میں نے دیکھا ایک خوبصورت اور باوقار شخص جس کی عظمت و جلالت اور ہیبت و کمال کو میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ لوگوں کے ایک گروہ نے انہیں چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ ان کے قریب ایک سوار تھا جس کے سر پر تاج تھا۔ اس تاج کے چار رکن تھے اور ہر رکن پر ایک جوہر نصب تھا جو نور کی تین دور کی مسافت پر پھیلا ہوا تھا۔ میں نے ان کے بعض خادموں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے پوچھا یہ دوسرے شخص کون ہیں؟ کہا: یہ علی المرتضیٰ علیہ السلام رسول خدا کے وصی ہیں۔ پھر اچانک میں نے نور ایک ناقہ دیکھا جس کے اوپر نور کا ہودج تھا جس میں دو خواتین بیٹھی ہوئی تھیں اور ناقہ زمین اور آسمان

کے درمیان پرواز کر رہا تھا۔

میں نے پوچھا یہ ناقہ کس کا ہے؟ کہا: خدیجہ کبریٰ اور فاطمہ زہرا علیہما السلام کا ہے۔ میں نے پوچھا یہ جوان کون ہے؟ کہا کہ حسن بن علی ہیں۔ پوچھا کہاں جا رہے ہیں؟ کہا: شہید کر بلا امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے۔ اس کے بعد میں نے ہودج کا قصد کیا اچانک دیکھا کہ آسمان سے کاغذ گر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کاغذ کیسے ہیں؟ جواب ملا یہ سب جمعہ میں حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والے کے لیے دوزخ سے بچنے کا امان نامہ ہے پس میں نے وہ امان نامہ مانگا تو جواب ملا کہ تو تو کہتا ہے کہ زیارت بدعت ہے یہ تمہیں تب تک نہیں ملے گا جب تک تم حسین علیہ السلام کی زیارت نہیں کر لیتے اور ان کے فضل و شرف پر عقیدہ نہیں رکھتے۔ یہ خواب دیکھ کر میں بیدار ہوا اور اسی وقت اپنے آقا و مولا حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے چل پڑا اور خدا سے توبہ و استغفار کی ہے۔ خدا کی قسم! اے سلیمان میں قبر حسین علیہ السلام سے الگ نہیں ہوں گا یہاں تک کہ میری روح میرے جسم سے پرواز کر جائے۔

پس اے علی علیہ السلام کے دوستداروں شب جمعہ میں قبر حسین علیہ السلام کی زیارت کو ترک نہ کرو تا کہ آپ کو بھی امان نامہ مل جائے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: فاطمہ زہرا علیہا السلام کر بلا میں حاضر ہوتی ہیں اور حسین علیہ السلام

کے زوار کے لیے بخشش طلب کرتی ہیں۔ (۱)

## ۶۳۔ اوّل وقت نماز پڑھنے کا فائدہ (دلچسپ)

نماز جماعت کا ایک فائدہ یہ ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام کی برکت سے ہماری نمازیں بارگاہ الہی میں قبول ہو جاتی ہیں کیونکہ اول وقت امام زمانہ (عج) نماز پڑھتے ہیں، ہم نماز میں کہتے ہیں: ”ایاک نعبد“ طالب علم جانتے ہیں کہ ”نعبد“ صیغہ جمع مع الغیر ہے۔ میں ایک فرد ہوں جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہوں تو مجھے ”اعبُد“ کہنا چاہیے۔ کیوں ہم ”نعبُد“ کہتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ: دینی طالب علم جانتے ہیں کہ فقہ کی کتاب میں ایک مسئلہ پڑھتے ہیں کہ مجتہدین نے فتوا دیا ہے کہ ”اگر آپ نے کوئی جنس یا سامان خریدا، اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ اس سامان میں سے کچھ مقدار سامان صحیح و سالم ہے اور کچھ مقدار میں سامان خراب ہے (مثلاً ایک کلو سیب خریدے جس میں سے دو چار خراب ہیں باقی صحیح و سالم ہیں) اب آپ یا سارا سامان لیں یا سارا سامان واپس کر دیں۔ یہ نہیں ہو سکتا اچھا سامان کو آپ لے لیں اور خراب سامان واپس کر دیں۔

اب ہم بھی یہاں کہتے ہیں: خدایا! ہم سب تیرے بندے ہیں، ہم سب اپنے زمانے کے امام کے ساتھ، اچھے و نیک لوگوں کے ساتھ، تیرے اولیاء کے ساتھ تیری عبادت کر رہے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں پس تو بھی یا ہم سب کی نمازوں کو اپنی بارگاہ میں قبول کر لے یا ہم سب کی نماز کو رد کر دے۔ ہم سب کی نمازوں کو تو رد نہیں کر سکتا کیونکہ امام زمانہ (عج) کی نماز بھی ہماری نمازوں کے ساتھ ہے پس ہم سب کی نمازوں کو قبول کر لے۔

اگر پروردگار عالم کہے: میں نیک افراد کی نماز کو قبول کرتا ہوں اور برے افراد کی قبول نہیں کرتا۔ ہم خدا کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے: ”خدا یا! تو نے ہی تو کہا ہے جائز نہیں ہے کہ اچھے سامان کو اٹھا لو اور خراب سامان واپس کر دو۔ اب تو خود نیک افراد کی نماز قبول کر رہا ہے اور برے افراد کی نماز قبول نہیں کر رہا ہے۔“

پس اول وقت نماز پڑھنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ ہم اپنی نماز کو امام زمانہ ع (ج) اور اولیاء کے ساتھ اول وقت پڑھتے ہیں اور اسی لیے ”نعبد“ کہتے نہ کہ ”اعبد“، پس انشاء اللہ سب لوگوں کی نماز خدا کی بارگاہ میں قبول ہیں۔ (۱)

### ۶۴۔ یہ کیسی فاتحہ پڑھ کر مجھے بھیجی

آیت اللہ مجتہدی فرماتے ہیں کہ اپنے ماں باپ کو راضی رکھو۔ اگر اس دنیا سے چلے گئے ہیں تو سحر کے وقت نماز شب میں ان کے لیے دعا کرو۔ اگر مالی حالات صحیح ہیں تو ان کے لیے گوسفند وغیرہ ذبح کر کے غریبوں میں تقسیم کرو۔ جو چیز والدین زندگی میں دوست رکھتے تھے ان کے مرنے کے بعد وہی چیز ان کی طرف سے صدقہ و خیرات کرو۔

جو سورہ فاتحہ آپ لوگ اپنے والدین کے لیے پڑھتے ہیں، حمد اور سورہ توحید ان تک پہنچتی ہے۔ ہمارے ایک عزیز نے مجھ سے کہا: میں اپنے والد کی قبر پر کھڑے

ہوئے سورہ فاتحہ پڑھ رہا تھا ایک ہندوستان کا کاروان میرے سامنے سے گزرا۔ میرا دھیان بٹ گیا اور میں ان لوگوں کو دیکھنے لگا اور میں نے حمد و سورہ بغیر حضور قلب کے پڑھی۔ اسی رات میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے مجھ سے کہا: یہ کیسی حمد و سورہ تھی جو تم نے میرے لیے پڑھی تھی؟! (والدین کے لیے اگر کچھ بھی نہ کر سکیں تو کم از کم روزانہ ایک مرتبہ خلوص نیت، حضور قلب کے ساتھ صلوات پڑھ کر ان کو ہدیہ کر دیں)۔ (۱)

## ۶۵۔ مجرب عمل

دعا بہت مؤثر عمل ہے اکثر افراد کو کوئی نہ کوئی حاجت ضرور پیش آتی رہتی ہے یا کوئی نہ کوئی فعلاً حاجت ضرور رکھتے ہیں بجائے اس کے کہ آپ لوگ تعویذ گنڈوں والوں کے پاس جائیں اور ان کو پیسے وغیرہ دیں اور وہ لوگ کیڑے مکوڑے بنا کر آپ کو دے دیں اور آپ بھی خوشی خوشی گھر واپس آجائیں اور کچھ دنوں بعد معلوم ہو کہ پیسے بھی چلے گئے اور کام بھی نہیں ہوا۔ اس لیے اسی کتاب میں ہم آپ کو ایک مجرب عمل بتا رہے ہیں۔

آیت اللہ مجتہدی فرماتے ہیں: سات یا آٹھ سال پہلے کسی شخص نے مجھے کچھ رقم دی کہ مرجع تقلید کو تم لے جا کر دے دوں۔ میں راستے میں امام زادہ ابوالحسن شہرری گیا

تاکہ وہاں میں ناشتہ کر لوں۔ پیسوں کو میں نے ایک جگہ رکھ دیا اور طہارت کے لیے چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک پلاسٹک کونے میں پڑی ہوئی ہے میں اس خیال سے کہ یہ کوڑا ہے اس کو کوڑے کی ٹوکری میں ڈال دیا اور ناشتہ کے بعد تم چلا گیا۔

جب میں آیت اللہ تبریزی کے پاس پہنچا کہ ان کو وہ رقم دوں دیکھا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ میں گھر واپس آیا اور تمام جگہوں پر اس رقم کو تلاش کیا لیکن مجھے وہ رقم نہیں ملی۔ میں نے امام زمانہ (عج) کی والدہ گرامی کے لیے نذر کی کہ اگر رقم مل گئی تو ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر بی بی نر جس خاتون کو ہدیہ کروں گا۔

اسی رات ایک دس سالہ بچہ اپنے والد کے ہمراہ میرے پاس آیا۔ بچہ کے والد نے کہا: آغا جان کل میرا بچہ امام زادہ ابوالحسن کے یہاں کوڑے کی ٹوکری سے کھیل رہا تھا میں اس پر ناراض ہوا اور کہا: اے بیٹا! کویں کوڑے سے کھیل رہے ہو؟

بچے نے کہا: بابا ایسا لگتا ہے اس پلاسٹک میں کچھ ہے۔

میں نے پلاسٹک کا تھیلیا اٹھایا تو اس میں، میں نے ایک کاغذ کو دیکھا جس پر آپ کے دستخط ہوئے ہیں اسی وجہ سے یہ رقم آپ کے پاس لایا ہوں۔

دیکھا آپ نے درود شریف نے کیا کام کیا؟ خدا نے اس بچہ سے کہا کہ اس کوڑے کی ٹوکری سے کھیلو تاکہ چیک مل جائے۔ آیت اللہ مجتہدی فرماتے ہیں میں نے اس بچے کو پانچ ہزار تومان بطور انعام دیے اور اس کے والد سے کہا: ”تمہارا بیٹا روحانی بننے کے قابل کے ہے۔“

کافی افراد تھے جو بے اولاد تھے میں نے ان کو کہا: ایک پورا قرآن امام زمانہ

کی والدہ کے لیے نذر کرو تا کہ صاحب اولاد ہو جاؤ۔

”حاج آقا فصیح“ بازار میں آجیل (ایران کی سوغات) بیچا کرتا تھا اس کے دو بیٹے تھے، چھوٹے بیٹے کے اولاد تھی لیکن بڑا بیٹا بے اولاد تھا۔ بڑا بیٹا بہت ہی نیک اور اخلاق کا اچھا تھا۔ مجھے یہ رنج تھا کہ کیوں اس کے بڑے بیٹے کے اولاد نہیں ہے۔ بس نے اس سے کہا: ”اپنے بڑے بیٹے یا بہو سے کہو ایک پورا قرآن امام زمانہ (عج) بی والدہ کے لے پڑھے۔“

چند دنوں کے بعد مجھے بتایا گیا کہ ان کے یہاں خوشخبری ہے۔ جس وقت بچہ کی ادت ہوئی تو مجھے اپنے گھر سے کر گئے اور میں نے بچے کے مان میں اذان و نامت کہی۔ (۱)

گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹانے کا ثواب

امیر المؤمنین امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف آئے۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام دیکھی کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں اور میں دال کو صاف کرنے میں مصروف تھا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی بیٹی کے گھریلو کام کاج میں مصروف دیکھا تو خوش ہوئے اور فرمایا: یا ابوالحسن!

میں نے عرض کیا: بلیک یا رسول اللہ

۱۔ درمخضر مجتہدی، ص ۲۸۸۔

رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو کچھ بیان کر رہا ہوں غور سے سنو۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں میرے خدا کا امر ہے۔ کوئی مرد گھریلوں کام کاج میں اپنی زوجہ کا ہاتھ نہیں بٹائے گا مگر یہ کہ پروردگار عالم اس کے نامہ اعمال میں بدن کے ہر بال کے بدلے میں ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھے گا۔“

پیغمبر اکرم ﷺ نے ثواب بیان فرمایا: عبادت بھی ایک سال کی ایسی کہ جس کے دنوں میں روزہ ہو اور راتوں کو شب بیداری میں گزارا ہو۔ اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور پروردگار عالم صابریں کا ثواب اس شخص کو عطا کرے گا۔

صابریں کون لوگ ہیں؟ صابریں وہ افراد ہیں جیسے حضرت داؤد، حضرت یعقوب، حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ یہ ہیں صابریں ان ہستیوں کا ثواب اس شخص کو بھی دیا جائے گا۔

”اے علیؑ! زوجہ کے کام کاج میں مدد کرنے سے شرم نہ کرنا۔ جو شخص گھر میں جھاڑو دے، کپڑے وغیرہ دھوئے اس شخص کا نام شہداء کے ناموں کے ساتھ تحریر کیا جائے گا اور ہر دن و رات اس کے نامہ اعمال میں ہزار شہید کا ثواب لکھا جائے گا اور ہر قدم کے بدلے میں ایک حج و عمرہ کا ثواب اس کو دیا جائے گا اور بدن میں جتنی رگیں ہیں ہر ایک رگ کے بدلے جنت میں ایک شہر عطا کیا جائے گا۔ اے علیؑ! گھر میں ایک سال خدمت کرنا ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

اے علیؑ! ایک ساعت گھر میں کام کرنا بہتر ہے ہزار سال کی عبادت سے اور ہزار حج، ہزار عمرہ، ہزارے بندے کو آزاد کرنا اور ہزار مرتبہ جنگ میں جانا، ہزار

مریضوں کی عیادت کرنا، ہزار بار نماز جمعہ پہ جانا، ہزار تشیع جنازہ میں شریک ہونا، ہزار بھوکوں کو سیر کرنا، ہزار برہنہ کو لباس عطا کرنا، ہزار گھوڑوں کو جنگ میں بھیجنا، ہزار دینار صدقہ فقراء کو دینا، تورات، انجیل، زبور اور قرآن کو پڑھنے سے بہتر ہے اور ہزار اسیروں کو رہا کرنا، ہزار اونٹ ذبح کر کے مساکین میں دینے کا ثواب۔

اے علی! ایسا شخص دنیا سے نہیں جائے گا مگر یہ کہ جنت میں اپنا گھر دیکھ لے اے علی! اگر کسی شخص کو گھر کے کام کاج کرتے ہوئے برانہ لگے تو یہ اس کا عمل اس کے گناہانِ کبیرہ کا کفارہ ہوگا۔ اور اس کام کے ذریعہ خدا کے غضب کو خاموش کرتا ہے۔ یہ عمل حورالعین کا مہر ہے اور یہ عمل نیکیوں کی زیادتی اور درجات کی بلندی کا سبب بنے گا۔ اے علی! گھر والوں کی خدمت نہیں کرے گا مگر وہ انسان جو صدیق شہید ہے یا وہ شخص جس کے لیے خدا نے ارادہ کیا ہے کہ اس کو دنیا و آخرت کی خیر پہنچائے۔ خداوند عالم سے دعا ہے کہ ہمیں توفیق دے کہ گھر میں اس حدیث پر عمل کریں تاکہ اہل و عیال کے درمیان محبت قائم ہو۔ (۱)

۶۷۔ آخرت کے لیے بہترین توشہ

ایک بادیہ نشین پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور سوال کیا: ”مَتَى قِيَامُ السَّاعَةِ“ قیامت کب آئے گی؟

ظہر کا وقت تھا پیغمبر ﷺ نماز پڑھنا شروع کر رہے تھے اور یہ بادیہ نشین آیا اور سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟

نماز کا اول وقت تھا حضرت نے جواب نہیں دیا اور نماز شروع کر دی۔ نماز کے سلام کے بعد حضرت نے فرمایا: ”أَيُّنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ“ وہ شخص کہاں ہے جو قیامت کے بارے میں پوچھ رہا تھا؟

سائل نے عرض کیا: ”أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ“ میں ہوں اے اللہ کے رسول۔

حضرت نے فرمایا: ”فَمَا أَعَدَدْتُ لَهَا“ تم نے جو سوال کیا قیامت کب آئے گی تو تم نے قیامت کے لیے کیا توشہ تیار کیا ہے؟ کیا تم نے توشہ آخرت کو جمع کر لیا ہے؟ اس نے کہا: ”وَاللَّهِ مَا أَعَدَدْتُ مِنْ كَثِيرٍ عَمَلٍ مِنْ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ إِلَّا إِنِّي أَحَبُّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ“

اے اللہ کے رسول! خدا کی قسم میرے پاس نماز و روزہ میں سے کوئی زیادہ عمل نہیں ہے سوائے اس کے کہ میں خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا: ”الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ“ انسان اس کے ساتھ محشور ہوگا جس کو دوست رکھتا ہے۔ تو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اس بنا پر تو قیامت کے دن خدا اور رسول کے ساتھ ہوگا۔ غم کرنے کی ضرورت نہیں عمل زیادہ نہیں ہے۔ تیرے اعمال کو بند کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ تو محبت رکھتا ہے۔ (۱)

## ۶۸۔ سجدہ شکر

پیغمبر اکرم ﷺ ایک سفر کے دوران اپنی سواری سے اترے اور پانچ سجدے بجالائے۔ جب سواری پر سوار ہوئے تو آپ کے ایک صحابی نے سوال کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو ایسا کرتے ہوئے پہلی بار دیکھا ہے۔

آنحضرت نے فرمایا: بے شک، جبرائیل میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بشارت دی کہ علیؑ اہل بہشت ہیں چنانچہ میں نے اس کے شکرانے میں ایک سجدہ کیا۔ ابھی سجدہ سے سر اٹھا ہی تھا کہ انہوں نے کہا: فاطمہ بھی اہل بہشت سے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس پر بھی خدائے بزرگ کا سجدہ کیا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو انہوں نے کہا: حسن و حسینؑ جو انانِ جنت کے سردار ہیں۔ میں نے شکرانہ میں خدائے عظیم کا سجدہ کیا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو انہوں نے کہا: ان کے دوستدار اور محبت بھی اہل بہشت ہیں۔ میں نے اس پر بھی خدائے متعال کے سامنے سجدہ شکر کیا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو انہوں نے کہا: ان کے دوستداروں کے دوستدار بھی اہل بہشت سے ہیں چنانچہ میں نے پھر سجدہ شکر کیا۔ (۱)

پس ہمیں بھی ہر نعمت کے ملنے پر سجدہ شکر بجالا چاہیے تاکہ پروردگار عالم نعمتوں میں اضافہ کرے۔

۱۔ بحار الانوار، ج ۶۵، ص ۱۱۱۔ اہل بیتؑ فرشتہ نشین فرشتے ص ۵۸۸۔

## ۶۹۔ علم یا دینار

ایک روز رسول خدا ﷺ نے امیر المؤمنین علیؑ سے فرمایا: ”يَا عَلِيُّ! اَتَحِبُّ خَمْسَ مِنَ الْكَلَامِ اَمْ خَمْسَ اَلْفِ مِنَ الدِّينَارِ“  
 اے علی! کیا تم دوست رکھتے ہو کہ تمہیں علم کے پانچ کلمہ عطا کروں یا پانچ ہزار دینار؟ ان میں سے کس کو انتخاب کرتے ہو؟

اگر ہم ہوتے تو کہتے یا رسول اللہ! ہمیں پانچ ہزار دینار دے دیں لیکن امیر المؤمنین علیؑ نے فرمایا: ”خَمْسُ مِنَ الْكَلَامِ عِنْدِي خَيْرٌ مِنْ كُلِّ الْعَالَمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ“

اے اللہ کے رسول! مجھے پانچ علم کے کلمات یاد دیں یہ دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہیں۔

کتنا بہتر ہے کہ انسان اس طرح کا ہو، زاہد ہو، دنیا کی فکر میں نہ ہو، طالب علم ہو، طالب حدیث ہو۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: يَا عَلِيُّ لَا تَنْمُ حَتَّى تَخْتَمَ الْقُرْآنَ  
 اے علی! سونے سے پہلے قرآن کو ختم کرو۔ حضرت امیر علیؑ نے ان کلمات کے سننے کے بعد پیغمبر اکرم ﷺ سے فرمایا: یا رسول اللہ! کون شخص ایک رات میں قرآن ختم کر سکتا ہے؟

رسول خدا ﷺ نے اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے حضرت علی بن ابی طالب علیؑ سے فرمایا: دوسرا یہ کہ رات کو ہزار دینار صدقہ دے کر سویا کرو۔ تیسرا ایک

بندہ کو آزاد کر کے آرام کرو۔ چوتھا یہ کہ خود کو جہنم کی آگ سے آزاد کر کے سویا کرو اگر اہل جہنمی ہو تو ایسا کام کر کے آرام کرو کہ جہنم کی آگ سے آزاد ہو جاؤ۔ پانچواں یہ کہ ہزار رکعت نماز پڑھ کر سویا کرو۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: ”فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ يُمَكِّنُ هَذِهِ كَلِمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟“

اے اللہ کے حبیب! ایک رات میں اتنے سارے کام کس طرح ممکن ہیں؟ قرآن ختم، بندہ آزاد، خود کو جہنم سے آزاد، ہزار دینار صدقہ، ہزار رکعت نماز! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم سونے کا ارادہ کرو تو سورہ توحید ”قل هو اللہ احد“ اور سورہ معوذتین ”قل اعوذ برب الناس“ اور قل اعوذ برب الفلق“ اور سورہ حمد اور سورہ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیات ”الم ذالک سے لیکر ہم لمفلحون تک پڑھ کر آرام کرو“ فاذا قرأت هذه فكانت ما قرأت القرآن كله“ اگر ہر شب تم نے یہ کام کیا تو گیا تم نے پورا قرآن ختم کیا۔

دوسرا یہ کہ اگر مجھ پیغمبر پر اور میری اہل بیت اطہار علیہم السلام پر دس مرتبہ صلوات بھیجا اور کہا: ”اللهم صل علی محمد و اہل بیتہ“ تو گویا ہزار دینار صدقہ دیا۔ تیسرا یہ کہ سوتے وقت دس مرتبہ اس ذکر ”لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک و لہ الحمد، یحیی و یمیت و هو حی لا یموت“ کو پڑھا تو یہ اس کی مثل ہے کہ تم نے نبدہ خرید اور خدا کی راہ میں آزاد کر دیا۔

چوتھا یہ کہ آرام کرنے سے پہلے دس مرتبہ کہو ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ

العلیٰ العظیم“ گویا تم نے اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے آزاد کیا۔

پانچواں یہ کہ اگر اس ذکر کو دس مرتبہ پڑھا ”یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ بِقُدْرَتِهِ وَ بِحَكْمٍ مَا يَرِيدُ بَعْزَتَهُ“ اس کی مثل ہے کہ گویا تم نے ہزار رکعت نماز پڑھی۔

واقعاً یہ حدیث پر معنا ہے۔ اس عمل کو انجام دینے میں دس منٹ یا زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ لگیں گے۔ فقط توفیق الہی چاہیے اس عمل کو انجام دینے کے لیے۔ (۱)

## ۷۰۔ یا حسین علیہ السلام آپ بھی مجھے تلاش کرنا

آیت اللہ مجتہدی فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ”عرفہ کے دن میں کربلا میں تھا، صحن حرم امام حسین علیہ السلام میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عربی پیدل کافی دور دراز کے علاقہ سے کربلا آیا۔ پیر زخمی تھے، خون آلودہ پیر کو بلند کیا اور عربی زبان میں امام حسین علیہ السلام سے گفتگو کرنے لگا۔ میں نے اپنے ایک عربی دوست سے جس کو فارسی آتی تھی پوچھا: یہ عرب امام حسین علیہ السلام سے کیا کہہ رہا تھا؟

(توجہ کریں) میرے دوست نے کہا: وہ کہہ رہا تھا: ”مولا حسین میں کافی دور سے آپ کے پاس آیا ہوں اور میں نے آپ کو تلاش و ڈھونڈ لیا ہے۔ آپ بھی کل قیامت کے دن صحرائے محشر میں مجھے ضرور ڈھونڈ لیجئے گا۔

خوش قسمت ہیں ایسے افراد، سلام ہو ایسے عقیدے رکھنے والوں پر خدا کرے ہم

بھی ان افراد کی طرح عقیدہ رکھیں۔ امام علیؑ کے یہاں دور و قریب نہیں ہے (وہ فقط نیت خالص و عقیدہ دیکھتے ہیں)۔ (۱)

۱۔ حضرت فاطمہؑ سے توسل کی برکت

ایک ذاکر نے نقل کیا ہے کہ وہ آیت اللہ سید محمد ہادی میلانی کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک جرمن سے فیملی، میاں بیوی اپنی بیٹی کے ساتھ ان کے پاس آئے۔ سلام و دعا کے بعد انہوں نے کہا کہ ہم اسلام قبول کرنے آئے ہیں۔

آیت اللہ میلانی نے فرمایا: اس کی وجہ کیا ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ یہ میری بیٹی جو آپ کے سامنے بیٹھی ہے ایک حادثہ میں اس کی پسلیوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں تھیں ڈاکٹروں نے علاج سے جواب دے دیا اور کہا کہ آپریشن کرنا ہوگا جو خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ میری بیٹی راضی نہ ہوئی کہا کہ آپریشن ٹیبل پر مرنے سے بہتر ہے کہ میں اپنے بستر پر مرجاؤں۔ بہر حال ہم اسے گھر لے آئے ہماری ایک ایرانی ملازمہ ہے جسے ہم بی بی کہہ کر پکارتے ہیں۔ اس سے میری بیٹی نے کہا کہ میں اپنی سارت دولت دینے پر راضی ہوں تاکہ صحت یاب ہو جاؤں لیکن میرا خیال ہے کہ میں اسی حالت میں مرجاؤں گی۔ بی بی نے کہا مجھے ایسے طبیب کا پتہ ہے جو تمہیں شفا دے سکتا ہے۔ اس نے کہا: میں اپنی ساری دولت اسے دینے کے لیے تیار ہوں۔

بی بی نے کہا: تمہاری دولت تمہیں مبارک ہو۔ جان لو کہ میں سید زادی ہوں اور میری دادی جناب زہرا علیہا السلام ہیں جس کا پہلو ظلم سے شکستہ کر دیا گیا۔ تم بھی شکستہ دل اور جاری اشکوں کے ساتھ کہو: اے فاطمہ زہرا! مجھے شفا دیجئے۔ میری بیٹی نے شکستہ دل کے ساتھ پکارنا شروع کر دیا اور گھر کے ایک گوشے میں بی بی نے بھی جناب زہرا سے مدد مانگنا شروع کر دی اور روتے ہوئے کہنے لگی اے فاطمہ زہرا علیہا السلام اس جرمن بیمار کو لائی ہوں آپ سے شفا چاہتی ہوں میری مدد کیجئے اور میری عزت رکھ لیجئے۔ (اس شخص نے مزید کہا) مجھ پر بھی یہ منظر دیکھ کہ عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور میں نے بھی کہنا شروع کر دیا۔ اے پہلو شکستہ فاطمہ علیہا السلام۔ کچھ دیر کے بعد میں نے دیکھا میری بیٹی خاموش ہو گئی اچانک مجھے آواز دی۔ کہا: بابا آئیے میرا درد ختم ہو گیا ہے، میں اس کے پاس گیا دیکھا کہ وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو چکی ہے۔ اس نے کہا کہ میں ابھی ایک سمندر میں تھی۔ ایک باعظمت خاتون میرے پاس آئیں اور میرے شکستہ پہلو پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں وہی ہوں جسے تم پکار رہی تھیں۔ پھر میری بیٹی اٹھ گئی اور مکمل صحت یاب ہو گئی۔ میں نے جان لیا کہ اسلام حق ہے اور اب ہم ایران آئے ہیں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تاکہ مسلمان ہو جائیں۔ اس معجزے سے مرحوم میلانی قدس سرہ اور حاضرین مسرور ہوئے اور انہیں کلمہ پڑھایا اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا اور پھر وہ اسلام کی نورانیت کے ساتھ واپس چلے گئے۔ (۱)

۱۔ فضائل الزہراء و مناقب انبیاء المعواء، ص ۲۲۵۔ فضائل و کرامات فاطمہ الزہراء، ص ۳۵۲۔

## ۷۲۔ نماز کی اہمیت

رسول خدا ﷺ سے نماز کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: نماز دین کے شرائع و مقررات میں سے ہے اور یہ رضائے پروردگار کا باعث ہے اور یہ انبیاء کا راستہ ہے۔

نماز گزار کو فرشتے دوست رکھتے ہیں۔

ہدایت و ایمان اور معرفت کا نور نماز سے آتا ہے۔

نماز سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

نماز بدن کے لیے چین و سکون و اطمینان کا باعث ہے۔

نماز شیطان کے غصہ کا باعث ہے اور اسے ناپسند کرتا ہے۔

نماز کافر کے مقابلہ میں اسلحہ ہے۔

نماز قبولیت دعا کا باعث ہے۔

نماز اعمال کی قبولیت کا باعث ہے۔

نماز مؤمن کے لیے دنیا سے آخرت کی طرف جانے میں زادہ راہ ہے۔

نماز بندہ اور ملک الموت کے درمیان شفاعت کا باعث ہے۔

نماز قبر میں انس کا باعث ہے۔

نماز بندہ کی آرام گاہ میں بستر ہے۔

نماز منکر و نکیر کا جواب ہے۔

نماز محشر میں اس کے سر کا تاج قرار پائے گی۔

نماز اچہرہ پر نور کا باعث ہے۔

نماز بندہ اور جہنم کے درمیان حجاب و حائل ہے۔

نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان حجت و دلیل ہے۔

نماز آتشِ جہنم سے اس کے بدن کے لیے باعثِ نجات ہے۔

نماز پلِ صراط سے عبور کرنے کا پروانہ ہے۔

نماز جنت کی چابی ہے۔

نماز حوروں کے لیے مہر ہے۔

نماز جنت کی قیمت ہے

نماز کے ذریعہ بندہ بلند درجات تک پہنچتا ہے کیونکہ نماز تسبیح و تہلیل و تمجید و

تقدیس و سخن و دعا ہے۔ (۱)

### ۷۳۔ علمی مجلسِ افضل ہے یا تشبیحِ جنازہ

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ ہم مسجدِ نبوی ﷺ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ

ابو ذر مسجد میں داخل ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے نزدیک عابد کی تشبیح

جنازہ میں جانا بہتر ہے یا علمی مجلس میں حاضر ہونا؟

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اے ابو ذر! علمی مذاکرہ و مباحثہ میں ایک گھنٹہ بیٹھنا

۱۔ گنجینہٴ نور، پیغمبرؐ سے سوالات و جوابات، ص ۵۱۰۔

خدا کے نزدیک شہداء کے ہزاروں جنازوں کو تشییع کرنے سے بہتر ہے۔  
 اور علمی مذاکرہ و مباحثہ میں ایک گھنٹہ بیٹھنا خدا کے نزدیک ان ہزار راتوں سے  
 زیادہ محبوب ہے جس میں ہر رات ہزار رکعت نماز پڑھی جائے۔  
 اور علمی مجلس میں ایک گھنٹہ بیٹھنا خدا کی بارگاہ میں ہزار جہاد اور پورے قرآن کی  
 تلاوت سے افضل ہے۔

ابو ذر نے کہا: اے اللہ کے حبیب! علمی مذاکرہ و مباحثہ پورے قرآن کی تلاوت  
 سے بہتر ہے؟

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اے ابو ذر! علمی مذاکرہ و مباحثہ میں ایک گھنٹہ بیٹھنا خدا  
 کی بارگاہ میں پورے قرآن کی بارہ ہزار مرتبہ تلاوت کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔  
 تم پر علمی مذاکرہ و مباحثہ کرنا ضروری ہے کیونکہ تم علم کی روشنی کے ذریعہ خدا کے  
 حلال و حرام کو پہچان لو گے۔ (۱)

۷۴۔ کہاں فرار کروں؟

ابو دجانہ انصاری کہتے ہیں: رسول خدا ﷺ نے جنگ اُحد میں جب کاڈ  
 اصحاب فرار کر گئے تو ابویوب سے فرمایا: آپ کیوں نہیں بھاگے؟ ابویوب نے کہا:  
 اِلٰی اَیْنِ اَفْرِزُو جَةِ تَمُوْثٍ اَوْ وَلَدِ دَارِ تَخْرِبُ وَاَمَالٍ یَفْنٰی؟

۱۔ گنجیدہ نور، پنجم نمبر سے سوالات و جوابات، ص ۵۰۶۔

میں کہاں فرار کروں؟ زوجہ کی طرف جو مر جائے گی یا بیٹے کی طرف یا گھر کی طرف جو کہ خراب و نابود ہو جائے گا یا مال کی طرف جو فنا ہو جائے گا؟ (۱)

### ۷۵۔ شیخ کاشف الغطاء

مرحوم شیخ کاشف الغطاء ایک روز اذانِ صبح سے پہلے اپنے بیٹے کو بیدار کرنے کے لیے گئے اور کہا: بیٹا اٹھو تاکہ حرم مطہر امیر المومنین علیہ السلام میں جا کر نماز و زیارت کا شرف حاصل کریں۔

نوجوان بیٹے نے نیند کی حالت میں کہا: آپ چلیں میں آتا ہوں۔ شیخ کاشف الغطاء نے کہا: نہیں میں تمہارا انتظار کرتا ہوں ساتھ چلے گے۔ بیٹا اٹھا اور باب بیٹا دونوں حرم کی طرف چلے۔ حرم کے دروازے کے قریب ایک فقیر ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھا تھا۔

شیخ جعفر کاشف الغطاء نے اپنے فرزند سے پوچھا بیٹا یہ فقیر یہاں پر کیوں بیٹھا ہوا ہے؟ بیٹے نے کہا: فقیر ہے لوگوں سے بھیگ مانگنے کے لیے بیٹھا ہوا ہے۔ شیخ جعفر بیٹا تم فکر کر سکتے ہو یہ کتنا کمائے گا۔ بیٹا شاید کچھ درہم مل جائیں۔ کاشف الغطاء: کیا تم مطمئن ہو کہ اس کو کچھ درہم مل جائیں گے۔ فرزند نے جواب دیا: معلوم نہیں، میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔

باپ نے جب دیکھا کہ اب میری بات اثر کرے گی تو کہا: بیٹا یہ مرد کچھ مقدار درہم حاصل کرنے کی غرض سے لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے دنیاوی منفعت حاصل کرنے کی غرض سے اس رات کے اندھیرے میں یہاں پر بیٹھا ہوا ہے اور اسے یقین بھی نہیں ہے کہ اسے کچھ مل جائے گا۔ اے بیٹا! اگر تم کو واقعاً یقین ہو کہ جو پروردگار عالم نے سحر خیزی اور نماز شب کا ثواب معین کیا ہے اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اقوال پر یقین رکھتے تو ہرگز تم اس کام (نماز شب و سحر خیزی) میں سستی نہ کرتے۔ (۱)

### ۷۶۔ آگ میں نہ جلنے کا سبب

ایک پرہیزگار آدمی مصر گیا تو وہاں اس نے ایک لوہار کو دیکھا جو پتے ہوئے لوہے کو بھٹی سے نکالتا تھا لیکن اس کی حرمت کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا اس نے اپنے آپ سے کہا یہ کوئی ولی ہے۔ وہ شخص آگے بڑھا اور اسے سلام کیا اور کہا تجھے اس خدا کا واسطہ جس نے تیرے ہاتھ پر یہ کرامت جاری کی ہے میرے حق میں دعا کر۔ لوہار نے جب یہ بات سنی تو رونے لگا اور کہا میرے بارے میں جو تم سوچ رہے ہو وہ صحیح نہیں ہے میں متیقن و صالحین میں سے نہیں ہوں۔ اس شخص نے کہا ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ ایسا کام تو خدا کے نیک بندوں کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔

اس نے جواب دیا یہ بات صحیح لیکن اس کا سبب کچھ اور ہے۔ اس شخص نے اس

کا سبب جاننے پر اصرار کیا۔

لوہار نے کہا: ایک دن اپنی دوکان میں کام میں مشغول تھا کہ ایک انتہائی خوبصورت عورت میرے پاس آئی اور اپنی غربت و لاچارگی ظاہر کی۔ میرا اس پردل آگیا۔ میں نے کہا: ایک شرط پر میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں اگر تم میری خواہش پوری کر دو تو میں پھر تمہاری مدد کروں گا۔ اس نے انتہائی افسوس سے کہا کہ خدا سے ڈرو میں ایسی عورت نہیں ہوں۔ میں نے کہا کہ پھر اپنا راستہ لو وہ چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پلٹ کر آئی اور کہا کہ اتنا جان لو کہ انتہائی تنگدستی نے مجھے تیری خواہش پوری کرنے پر مجبور کیا ہے۔ میں نے دوکان بند کی اور اس کے ساتھ گھر چلا گیا۔ دروازے کو تالا لگایا تو اس نے کہا کہ تالا کیوں لگا رہے ہو۔ میں نے کہا کہ ڈرتا ہوں کسی کو اطلاع نہ ہو جائے اور میری رسوائی کا سبب بنے۔ یہ سن کر وہ کانپنے لگی اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس نے کہا: خدا سے کیوں نہیں ڈرتے ہو؟

میں نے کہا: تم کیوں لرزا اور کانپ رہی ہو؟

اس نے کہا: (تو لوگوں کے خوف کی وجہ سے تالا لگا رہا ہے لیکن) میرا خدا ہمیں دیکھ رہا ہے میں کیوں نہ ڈروں اس نے گڑگڑا کر کہا: اے شخص اگر تو مجھے چھوڑ دے تو میں خدا سے دعا کروں کہ وہ تیرے بدن کو دنیا و آخرت کی آگ میں نہ جلائے۔ اس کے آنسوؤں اور التجا نے مجھ پر اثر کیا۔ میں اپنے ارادے سے رک گیا اور اس کی ضرورت پوری کر دی۔ وہ خوشی خوشی اپنے گھر چلی گئی۔

اسی رات میں نے خواب میں ایک محترم خاتون کو دیکھا جن کے سر پر یاقوت کا

تاج تھا۔ انہوں نے کہا: اے شخص خدا تجھے جزائے خیر دے۔ میں نے کہا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں اس لڑکی کی ماں ہوں جو تیرے پاس آئی تھی اور تو نے خوفِ خدا کے باعث اسے چھوڑ دیا۔ خدا دنیا و آخرت میں تجھے آگ میں نہیں جلوائے گا۔

میں نے کہا: وہ عورت کس خاندان سے تھی؟ انہوں نے فرمایا: رسول خدا ﷺ کے خاندان سے۔ اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہوا اور انتہائی شکر الہی کیا۔ لہذا اس لیے آگ مجھ پر کوئی اثر نہیں کرتی۔ (۱)

### ۷۔ جنت کی چوکھٹ اور حورالعین کی پیشانی

ایک شخص پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اے اللہ کے حبیب میں نے قسم کھائی ہے کہ جنت کے دروازے کی چوکھٹ اور حورالعین کی پیشانی کا بوسہ لوں گا۔ اب میں کیا کروں؟

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: ماں کے قدموں اور باپ کی پیشانی کا بوسہ لو۔ یعنی اگر تم نے اس طرح کیا تو تم اپنے قسم پر عمل کر لو گے (اللہ اکبر)

اس شخص نے کہا: اگر ماں، باپ اس دنیا سے جا چکے ہوں تو کیا کروں؟

پیغمبر اکرم ﷺ: ان کی قبر کو جا کر چومو۔

جس وقت حضرت ابراہیم خلیل خدا ﷺ اپنے فرزند اسماعیل کے دیدار کے لیے

۱۔ فضائل الزہراء و مناقب انبیاء الحوراء، ص ۵۶۵۔

شام سے مکہ آئے۔ فرزند گھر میں نہ تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اشام واپس چلے گئے جس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام سفر سے واپس پلٹے ان کی زوجہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آنے کے بارے میں انہیں بتایا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد گرامی کے پیروں کے نشان کو تلاش کیا اور بعنوان پدر پیروں کے نشان کی جگہ کا بوسہ لیا۔ (۱)

#### ۷۸۔ ماں سے سخت کلامی

ابراہیم بن مہزیار کہتے ہیں: میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔ جب میں واپس اپنے گھر آیا میرے اور والدہ کے درمیان گفتگو ہوئی اور میں نے والدہ سے سخت کلامی کی یعنی سخت لہجے میں بات چیت کی۔ اگلے روز نماز صبح کے بعد میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا۔ ابھی میں نے کوئی بات نہیں کی تھی کہ امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

”يَا مِهْرَمُ مَا لَكَ وَالْخَالِدَةَ؟ أَغَلَطْتُ فِي كَلَامِهَا الْبَارِحَةَ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ بَطْنَهَا مَنْزِلٌ قَدْ سَكَنَتْهُ وَأَنَّ حُجْرَهَا مَهْدٌ قَدْ غَمَزَتْهُ وَتُدِيهَا وَ عَاءٌ قَدْ شَرِبَتْهُ“

اے مہزیار! آپ کو اپنی والدہ خالدہ سے کیا مطلب؟ جو تم نے کل رات ان

سے سخت لہجہ میں گفتگو کی کیا تم نہیں جانتے کہ اس کا شکم تیرے سکونت کی جگہ تھی اور اس کی گود تیری پرورش گاہ تھی اور اس کی چھاتی سے تم دودھ پیا کرتے تھے؟ (۱)

## ۷۹۔ فقر کیا ہے؟

رسول خدا ﷺ سے سوال کیا گیا: فقر کیا ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: خدا کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

دوسرے نے دریافت کیا: اے اللہ کے حبیبؐ فقر کیا ہے؟

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا کی طرف سے کرامت و بزرگی ہے۔

تیسرے نے پوچھا: فقر کیا ہے؟

مرسل اعظم ﷺ نے فرمایا: ایک ایسی شی (نعمت) ہے جو خدا کسی کو نہیں دیتا

سوائے نبی مرسل اور اس کے مومن کے جو خدا کے نزدیک باکرامت ہو۔ (۲)

## ۸۰۔ جو تم سے جفا کرے اس سے صلہ رُحمی کرو

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول خدا ﷺ کے

پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے گھر والے مجھ سے لڑتے جھگڑتے ہیں اور

میرے ساتھ ترکِ تعلق کیے ہوئے ہیں، ناسزا کہتے ہیں۔ کیا میں انہیں چھوڑ دوں؟

۱۔ امامانِ شیعہ، ص ۹۲۔

۲۔ کنزِ دین، نور، پیغمبرؐ سے سوالات و جوابات، ص ۳۸۰۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: (اگر تم نے اس طرح کیا تو) خدا تم سب کو چھوڑ دے گا۔  
 اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ! تو پھر میں کیا کروں؟  
 حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے تم سے ترک تعلق کیا ہے اس سے صلہ  
 رحمی کرو اور جس نے تم کو کچھ دینے سے ہاتھ روکا ہو اس کی مدد کرو اور جس نے  
 تمہارے حق میں ظلم کیا ہے اس سے درگزر کرو اگر تم نے ایسا کیا تو خدا تمہیں ان پر  
 غالب کر دے گا۔ (۱)

### ۸۱۔ سفر آخرت کے تحائف و ہدایا (توجہ کریں)

ایک شخص رسول خدا ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: آپ مجھے اجازت دیتے  
 ہیں کہ موت کی تمنا کروں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: یہ تو حتمی ہے لیکن سفر طولانی ہے۔ مناسب ہے کہ جو آدمی  
 اس سفر کو طے کرنا چاہتا ہے دس ہدیہ پیش کرے۔

اس شخص نے کہا: وہ دس تحائف کیا ہیں؟

حضورؐ نے فرمایا: ایک ہدیہ جناب عزرائیل کے لیے، ایک ہدیہ قبر کے لیے،  
 ایک ہدیہ منکر و نکیر کے لیے، ایک ہدیہ نامہ اعمال کے ترازو کے لیے، ایک ہدیہ پل  
 صراط کے لیے، ایک ہدیہ جہنم کے نگہبان کے لیے، ایک ہدیہ رضوانِ جنت کے لیے،

۱۔ تفسیر نور، پیغمبر کے سوالات و جوابات، ص ۲۸۲۔

ایک ہدیہ نبیؐ کے لیے، ایک ہدیہ جبرائیل کے لیے اور ایک ہدیہ خدا کے لیے۔

۱۔ جناب عزرائیل (ملک الموت) کا ہدیہ چار چیزیں ہیں:  
ناراض لوگوں کو راضی کرنا، عبادتوں کی قضا، بحالانا، خدا سے ملاقات کا شوق،  
موت کی تمنا۔

۲۔ قبر کا تحفہ چار چیزیں ہیں:  
سخن چینی ترک کرنا، استنجاء (پیشاب) کے بعد استبراء کرنا، قرآن مجید کی  
تلاوت اور نماز شب پڑھنا۔

۳۔ منکر و نکیر کا ہدیہ چار چیزیں ہیں:  
سچ بولنا، غیبت نہ کرنا، حق بیانی اور ہر ایک کے لیے تواضع کرنا۔  
۴۔ میزان کا ہدیہ یہ چار چیزیں ہیں:  
غصہ کو پی جانا، سچا تقویٰ، نماز جماعت کے لیے جانا اور مغفرت کی دعا کرنا۔  
۵۔ پل صراط کا تحفہ یہ چار چیزیں ہیں:  
عمل میں خلوص، اچھا اخلاق، ذکر خدا زیادہ کرنا اور دوسروں کی تکلیف پر صبر  
کرنا۔

۶۔ جہنم کے نگہبان کا ہدیہ چار چیزیں ہیں:  
خوف خدا سے گریہ کرنا، چھپ کر صدقہ دینا، گناہوں کو ترک کرنا اور والدین  
کے ساتھ نیکی کرنا۔

۷۔ رضوانِ جنت کا تحفہ چار چیزیں ہیں:

سختی و صعوبت پر صبر، خدا کی نعمتوں پر شکر، خدا کی اطاعت میں مال انفاق کرنا، وقف میں امانت کی حفاظت کرنا۔

۸۔ نبی کا ہدیہ چار چیزیں ہیں:

نبی اکرم ﷺ کو دوست رکھنا، سنت و سیرت نبی کی پیروی کرنا، اہل بیت پیغمبرؑ سے محبت کرنا اور برائیوں سے زبان کو محفوظ رکھنا۔

۹۔ جبرائیل کا تحفہ چار چیزیں ہیں:

کم کھانا، کم سونا، ہمیشہ خدا کی حمد اور ثنا کرنا۔

۱۰۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا تحفہ چار چیزیں ہیں:

نیکوں کا حکم دینا، برائیوں سے روکنا، لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا اور ہر ایک کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا۔ (۱)

۸۲۔ پانچ لوگوں کی ہم نشینی سے بچو

امام صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے میرے والد علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا: اے بیٹا پانچ قسم کے لوگوں کی ہم نشینی سے بچو اور نہ ان سے بات کرو اور نہ راستہ میں ان کے ساتھ چلو۔

میں نے کہا: بابا جان وہ کون لوگ ہیں؟

۱۔ گنجینہ نور، پیغمبر سے سوالات و جوابات، ص ۳۲۸۔ تحریر الموعظ العمدیہ، ص ۵۰۸۔

فرمایا: جھوٹے کی ہم نشینی سے بچو وہ بمنزلہ سراب ہے۔ بعید کو تجھ سے قریب کرے گا اور قریب کو بعید۔

اور فاسق کی صحبت سے بچو وہ تمہیں مال دنیا کے بدلے بیچ ڈالے گا بلکہ اس سے بھی کم میں۔

اور بخیل کی ہم نشینی سے بچو وہ وقت ضرورت اپنا مال تمہیں نہ دے کر ذلیل کر دے گا۔

اور احمق کی ہم نشینی سے بچو وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا اور تمہیں اس کی جگہ نقصان پہنچا دے گا۔

اور قاطع رحم کی مصاحبت سے بچو۔ میں نے تین جگہ کتاب الہی میں اس پر لعنت کو پایا ہے۔

پہلی جگہ سورہ محمد، آیت ۲۲، ۲۳ میں ارشاد رب العزت ہے:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقْطَعُوا

أَرْحَامَكُمْ ☆ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ﴾

تو کیا تم سے بعید ہے کہ تم صاحب اقتدر بن جاؤ تو زمین میں فساد برپا کرو اور

قرابت داروں سے قطع تعلقات کر لو یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی لعنت ہے اور ان کے کانوں کو نہرا کر دیا ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا بنا دیا ہے۔

دوسری جگہ سورہ رعد، آیت ۲۵ میں ارشاد الہی ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ

أَنْ يُوَصَّلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿﴾  
 اور جو لوگ عہد خدا کو توڑ دیتے ہیں اور جن سے تعلقات کا حکم دیا گیا ہے ان  
 سے قطع تعلقات کر لیتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں ان کے لیے لعنت اور  
 بدترین گھر ہے۔

تیسری جگہ سورہ بقرہ، آیت ۲۷ میں ارشاد قدرت ہے:

﴿الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ  
 أَنْ يُوَصَّلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾  
 جو خدا کے ساتھ مضبوط عہد کرنے کے بعد بھی اسے توڑ دیتے ہیں اور جسے خدا  
 نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اس کاٹ دیتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہی  
 وہ لوگ ہیں جو حقیقتاً خسارے والے ہیں۔ (۱)

### ۸۳۔ ذکر سرلیج الاجلۃ

مرحوم آیت اللہ شیخ محمد تقی معروف بہ آقا نجفی اصفہانی اپنے حالات تحریر کرتے  
 ہوئے فرماتے ہیں:

میں نے نجف میں اقامت کے دوران بہت ریاضتیں انجام دی تھی اور میرے  
 لیے بہت سے اسرار و رموز کشف ہوئے تھے انہیں اسرار میں سے ایک راز یہ بھی ہے

۱۔ کتاب الشانی، ج ۵، ص ۳۶۵۔ اختصار کے ساتھ تحف العقول، ص ۲۷۹۔

کہ میں ایک رات صبح تک مسجد سہلہ میں بیٹھا عبادت کرتا رہا۔ سحر کے وقت میری ملاقات صاحب اسرار رجال الغیب میں سے ایک شخص سے ہوئی۔ میں نے اس سے بہت سے سوالات کیے اور اس نے ہر ایک کا جواب امام عصر اور حنا فداہ کی طرف سے مکمل دیا اور میں نے بھی ان تمام سوالات کے جوابات کو لکھ لیا۔

انہیں سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ مجھے کسی ایسے ذکر کی تعلیم دیں جس کے ذریعہ میں اپنی مشکلوں کو حل کر سکوں اور اپنی حاجت کو پورا کر سکوں۔

صاحب اسرار نے فرمایا:

خدا کے نزدیک محمد وآل محمد ﷺ پر صلوات بھیجنے س بہتر کوئی اور ذکر نہیں ہے اس لیے کہ یہ ذکر بہت جلد بندے کو خدا سے نزدیک کر دیتا ہے لہذا زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجا کرو۔ (۱)

### ۸۴۔ شہد کی شیرینی کا راز

ایک روز پیغمبر اکرم ﷺ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ہمراہ مدینہ کے ایک نخلستان میں تشریف فرما تھے کہ ایک شہد کی مکھی حاضر ہوئی اور آپ کے مقدس وجود کا طواف کرنے لگی۔

آنحضرت نے فرمایا: اے علی! کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ شہد کی مکھی کیا کہہ رہی ہے؟

۱۔ مردان جاوید کی داستانیں، ص ۱۱۲، نقل از فوائد صلوات، ص ۳۹۔

امام علیؑ نے عرض کیا: نہیں اے اللہ کے رسولؐ۔

فرمایا: یہ شہد کی مکھی ہمیں اپنا مہمان بنانا چاہتی ہے اور کہہ رہی ہے کہ فلاں مقام پر تھوڑا سا شہد جمع کر رکھا ہے۔ امیر المومنینؑ سے کہیں کہ وہ جا کر اسے لے آئیں۔ امیر المومنین علیؑ گئے اور وہ شہد لے کر حاضر ہوئے۔

آنحضرتؐ نے اس شہد کی مکھی کو مخاطب کر کے فرمایا: اے شہد کی مکھی! اس راز سے ہمیں باخبر کرو کہ تم پھولوں کے تلخ اور ناگوار رس کو چوستی ہو تو وہ کیسے پیٹھے ہو جاتے ہیں اور شہد بن جاتے ہیں؟

اس شہد کی مکھی نے کہا: یا رسول اللہ! یہ شیرینی آپؐ اور آپؐ کی اولادؑ کے ذکر کی برکت سے ہے اس لیے کہ ہم جب بھی رس چوستے ہیں تو ہم پر الہام ہوتا ہے کہ ہم تین مرتبہ آپؐ اور آپؐ کی اولادؑ پر صلوات بھیجیں اور جیسے ہم صلوات (اللہم صل علی محمد و آل محمد) بھیجتے ہیں یہ رس شیریں ہو جاتے ہیں۔ (۱)

## ۸۵۔ نعلین در بغلین (بغل میں چپل)

علامہ حلی ساتویں صدی کے علماء میں سے ایک تھے۔ ان کے زمانے میں شاہ خدا بندہ بادشاہ زندگی کرتا تھا۔ شاہ خدا بندہ کی ایک زوجہ تھی جس سے وہ بہت ہی زیادہ محبت کرتا تھا۔ کسی وجہ سے اس نے ایک دن غصہ میں آ کر ایک ہی مجلس میں تین دفعہ

۱۔ مردان جاویدن کی داستاںیں، ص ۱۱۳، نقل از صلوات بر محمد و آل محمد، ص ۲۱۔

طلاق (طلاق، طلاق، طلاق کہا) دے دی۔

سنی مذہب کے مفتیوں سے سوال کیا کہ کوئی اس سے بچنے کا راستہ بتائے؟ (کہ زوجہ کو طلاق نہ ہوئی ہو)

اہل سنت کے مفتیوں نے کہا: صرف ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ حلالہ ہو (یعنی آپ کی بیوی کسی سے شادی کرے اور وہ حق زوجیت ادا کرے اس کے بعد وہ طلاق دے یا مرجائے پھر آپ اس سے شادی کریں) بغیر حلالہ کے آپ رجوع نہیں کر سکتے۔

بادشاہ نے کہا: کیا اسلام میں کوئی اور مذہب بھی ہے جو اس مسئلہ کو جائز سمجھتا ہو؟ بادشاہ کو بتایا گیا ہاں ایک مذہب کے نزدیک ہی مجلس و محفل میں تین طلاقیں باطل ہیں اور وہ مذہب شیعہ ہے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ علامہ حلی کو میرے پاس لایا جائے۔

علامہ حلی نہایت جلالت و عظمت کے ساتھ بادشاہ کے دربار میں اپنی نعلین کو بغل میں دبائے ہوئے حاضر ہوئے۔ اس عمل سے حاضرین بڑے تعجب میں پڑ گئے۔ بعض علماء اہل سنت نے ان کو شرمندہ کرنے کی غرض سے کہا:

بادشاہ کو سجدہ نہ کرنا اور نعلین کو مجلس و محفل میں لے کر آنا آداب و رسوم کے خلاف ہے۔

علامہ حلی: ہمارے اور تمہارے درمیان اجماع ہے کہ خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے اور خداوند متعال فرماتا ہے: ﴿فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا﴾ (۱)

جب تم گھر میں داخل ہو تو پہلے سلام کرو۔

علامہ حلی نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: میں نے سنا ہے کہ ایک روز پیغمبر اکرم ﷺ کہیں دعوت پر مدعو تھے اور ”مالک“ (جو کہ مذہب مالکی کے سربراہ ہیں) نے نعلین مبارک کو چرایا اور اس محفل میں کیونکہ مالکی مذہب کے افراد ہیں اس ڈر کی وجہ سے میں نے نعلین کو بغل میں لیا ہوا ہے۔

علماء عامہ: آپ کو اتنا بھی علم نہیں کہ مالک رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھے بلکہ پیغمبر اکرم ﷺ کے سو سال بعد آئے ہیں۔

علامہ حلی: مجھ سے غلطی ہوگئی شاید ”ابوحنیفہ“ نے یہ چوری کی تھی۔

علماء عامہ: ابوحنیفہ تو مالک کے بعد تھے۔

علامہ حلی نے چوری کی نسبت ”شافعی“ کی طرف دی اور اس کے بعد ”حنبلی“

کی طرف دی یہاں تک کہ تمام حاضرین سے اقرار لیا کہ یہ چاروں رسول خدا ﷺ کے زمانے میں نہیں تھے۔ اقرار لینے کے بعد علامہ حلی نے فرمایا:

پس یہ چاروں مذاہب کب وجود میں آئے درحالانکہ پیغمبر اکرم ﷺ کے زمانے میں نہیں تھے؟ حق مذہب شیعہ کے ساتھ ہے اور حلالہ کی ضرورت نہیں ہے (فقط طلاق کہنے سے طلاق نہیں ہوتی بلکہ صیغہ پڑھے جائیں تفصیل طلاق کے لیے توضیح المسائل کی طرف رجوع کریں)۔ (۱)

۱۔ حکایات و مناظرات، ص ۱۹۲، نقل از ارشاد الازحان علامہ حلی، ج ۱، ص ۱۳۰۔ مختلف الشیعہ علامہ حلی، ج ۱، ص ۱۰۹۔

## ۸۶۔ آگ کا تازیانہ

ایک پرہیزگار اور نیک و صالح شخص اس دنیا سے رخصت ہوا۔ جب اس کو قبر میں لٹا دیا تو عالم برزخ میں منکر و نکیر اس کے پاس آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ تم کو سوتازیانہ عذاب الہی کے ماریں۔ اس صالح مرد نے کہا: مجھ میں ان تازیانوں کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

کہا: اچھا ۹۹ تازیانے لگاتے ہیں۔

صالح مرد: اس کی بھی طاقت نہیں۔

فرشتوں نے کہا کہ یہ نیک و صالح مرد ہے اس لئے ہم کم کرتے ہیں۔ فرشتے کم کرتے گئے اور وہ کہتا رہا طاقت نہیں ہے۔ آخر میں انہوں نے کہا: ایک تازیانہ عذاب الہی کا تجھے لگائیں گے اس کے علاوہ کوئی بخشش کا چارہ نہیں ہے۔

اس شخص نے کہا: کس گناہ کے بدلے میں یہ ایک تازیانہ لگا رہے ہو؟

منکر و نکیر نے جواب دیتے ہوئے کہا: تم نے ایک روز بغیر وضو کے نماز پڑھی تھی۔ ایک ہی تازیانہ لگایا تھا کہ اس کی قبر آگ سے بھڑک گئی۔

(جو لوگ بالکل نماز نہیں پڑھتے ان کا نہ جانے کیا ہوگا۔ خدا ہمیں عبادات الہی

انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین)۔ (۱)

۱۔ بہترین قصہ ہای نماز، ص ۷۲، محمد کریمی۔ نقل از ثواب الاعمال، ج ۲، حدیث امام صادق علیہ السلام۔

## ۸۷۔ برزخ کا سفر

مرحوم آیت اللہ صوفی محمد مہدی زراتی (متوفی ۱۲۰۹ھ ق) علوم عقلیہ اور نقلیہ کے مالک اور میدان علم و عمل کے شہسوار اور جہان اسلام میں اخلاق و عرفان کے اعتبار سے بے نظیر تھے، نجف میں ساکن تھے اور وہیں وفات پائی۔

نجف میں اقامت کے دوران ایک دن ماہ مبارک رمضان میں افطار کے لیے آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ آپ کی زوجہ نے کہا کہ افطار کے لیے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے۔ جائیں باہر سے کچھ کھانے کا انتظام کریں۔

مرحوم زراتی گھر سے باہر آئے اور زیارت کی غرض سے وادی السلام کی طرف چلے گئے کیونکہ آپ کی جیب میں کچھ خریدنے کے لیے ایک ریال بھی نہ تھا غروب آفتاب تک وہیں رہے۔ اسی وقت آپ نے دیکھا کہ کچھ عرب ایک جنازے کو لے کر وادی السلام پہنچے ہیں اور قبر کھود کر میت کو قبر میں رکھا اور آپ سے کہا کہ اس میت کے بقیہ مراسم خود انجام دیں ہمیں کچھ کام ہے۔ ہم جارہے ہیں لہذا میں آگے بڑھا اس کی صورت کو خاک پر رکھنے کے لیے اس کا کفن کو صورت سے ہٹانا چاہتا تو دیکھا کہ وہاں ایک دریچہ ہے اسے دیکھ کر میں اس میں داخل ہو گیا۔ دیکھا کہ ایک بہت بڑا باغ ہے، ہر طرف سرسبز درخت ہیں اور ایک راستہ ہے جو محل کی طرف جا رہا ہے یہ پورا راستہ قیمتی جواہرات سے سجا ہوا تھا۔

میں بے اختیار محل کی طرف بڑھا، محل نہایت خوبصورت اور جواہرات سے مرصع و آراستہ تھا۔ محل کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک شخص صدر مجلس میں بیٹھا ہوا ہے اور

اس کے اطراف میں مختلف لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے انہیں سلام کیا اور ایک طرف بیٹھ گیا۔ اطراف میں بیٹھنے والے مرتب صدر مجلس میں بیٹھنے والے سے مختلف سوالات کر رہے ہیں اور وہ ہر ایک کا جواب دے رہا تھا۔

اس اثنا میں دیکھا کہ ایک سانپ دروازے سے داخل ہوا اور سیدھا صدر مجلس میں بیٹھنے والے شخص کی طرف، اسے ڈسا اور دوبارہ جس دروازے سے داخل ہوا تھا اس سے باہر نکل گیا۔

اس سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے اس شخص کی حالت متغیر ہو گئی لیکن تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی پہلی والی حالت میں آ گیا اور خوش و خرم ہو گیا لہذا لوگوں نے دوبارہ اپنے سوالات کرنے شروع کر دیے اور دنیا کے حالات معلوم کرنے لگے۔ اسی اثنا میں دوبارہ سانپ دروازے سے داخل ہوا اور اسے ڈس کر چلا گیا وہ شخص تھوڑی دیر تک مضطرب رہا لیکن پھر اس کی حالت بدل گئی اور وہ خوشحال نظر آنے لگا یہ ماجرا دیکھ کر میں نے سوال کیا! آپ کون ہیں؟ یہ کس کا محل ہے؟ اور یہ سانپ کیا ہے؟ کیوں آپ کو اذیت کر رہا ہے؟

اس شخص نے کہا: میں وہی شخص ہوں کہ جسے تم نے ابھی قبر میں اتارا تھا اور یہ باغ میری برزخی جنت ہے جسے خدا نے مجھے عنایت کیا ہے۔

یہ محل میرا ہے، یہ سارے درخت اور آراستہ و مرصع درود یوار سب کچھ میری برزخی جنت ہے کہ اس میں مجھے رہنا ہے اور یہ سارے لوگ میرے رشتہ دار ہیں جو مجھ سے پہلے وفات پا گئے تھے لہذا یہ سب میری ملاقات کے لیے آئے ہوئے

ہیں اور اپنے رشتہ داروں کے متعلق سوال کر رہے ہیں اور میں ہر ایک کے سوال کا جواب دے رہا ہوں۔

میں نے کہا: پس یہ سانپ کیوں آپ کو ڈس رہا ہے؟  
اس شخص نے جواب دیا کہ اصل داستان وقصہ یہ ہے کہ میں ایک مومن، نماز روزے والا اور خمس و زکات دینے کا پابند تھا اور اس وقت میرے ذہن میں کوئی ایسا فعل نظر نہیں آ رہا ہے کہ جو اس عقوبت کا باعث بنے۔ یہ باغ اور یہ محل میرے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ ہاں ایک دن گرمیوں کے زمانے میں ایک گلی سے گزر رہا تھا کہ دیکھا ایک دکاندار اور خریدار آپس میں لڑ رہے ہیں لہذا اصلاح کی غرض سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ دکاندار کہہ رہا ہے کہ میں نے تمہیں چھ سو دینار دے رکھے ہیں لیکن خریدار کہہ رہا ہے کہ میں صرف پانچ سو دینار کا مقروض ہوں۔

میں نے دکاندار سے کہا: تم پچاس دینار سے درگزر کرو اور خریدار سے کہا کہ تم بھی پچاس دینار سے درگزر کرو اور ساڑھے پانچ سو دینار دکاندار کو دیدو۔ یہ سن کر دکاندار خاموش ہو گیا اور کچھ بھی نہ کہا لیکن چونکہ حق دکاندار کے ساتھ اور میری وجہ سے پچاس دینار کا نقصان اٹھا رہا تھا چونکہ تہہ دل سے راضی نہ تھا خدا نے مجھے اس عقوبت میں مبتلا کر دیا ہے جو ہر ایک گھنٹہ پر سانپ آتا ہے اور اس طرح اذیت کرتا ہے اور یہ عذاب اسرافیل کے صور پھونکنے اور بارگاہ الہی میں حساب و کتاب کے ہونے تک جاری رہے گا اور میں اس وقت محمد و آل محمد علیہم السلام کی شفاعت سے نجات پاؤں گا۔

یہ سن کر میں اٹھا اور کہا کہ میری زوجہ میری منتظر ہے۔ ان کے لیے افطار کا

انتظام بھی کرنا ہے۔ وہ شخص میرے ساتھ دروازے تک آیا اور مجھے چاول کی ایک تھیلی دی اور کہا اسے لے جاؤ کہ یہ تمہارے بال بچوں کے لیے بابرکت رہے گا۔ میں نے چاول لیے اور اس کو خدا حافظ کہا اور جس دروازے سے داخل ہوا تھا اسی سے باہر آ گیا وہاں سے باہر آتے ہی دیکھا کہ میں اسی قبر میں ہوں اور وہ میت بھی وہیں پڑی ہوئی ہے اور وہاں کو ایسا درپچہ بھی نہیں ہے کہ جس سے خارج ہوا تھا۔ قبر سے باہر آیا، اس پر اینٹیں رکھ کر قبر بنائی اور وہاں سے چاول کی تھیلی لے کر گھر آ گیا اس کو پکایا، وہ تھیلی مدت تک رہی اور اس کا چاول کم نہ ہوتا تھا اور اسے جب بھی پکاتے تھے تو اس کی خوشبو سے پورا محلہ مہک جاتا تھا اور ہر ایک یہی سوال کرتا تھا کہ یہ چاول کہاں سے خرید کر لائے ہو؟

یہاں تک کہ ایک دن گھر پر ایک مہمان آیا، میں اس وقت گھر میں موجود نہ تھا میری زوجہ نے جب اس چاول کو دم رکھا تو پورا گھر مہک اٹھا۔ اس کی خوشبو سونگھ کر مہمان نے سوال کر لیا کہ یہ چاول کہاں سے آئے ہیں کہ اس جیسی خوشبو آج تک میں نے نہیں سونگھی ہے!

میری زوجہ داستان کو چھپانہ سکی اور پورا ماجرا بیان کر دیا اس کے فوراً بعد وہ چاول ختم ہو گئے۔

بے شک یہ ایک بہشتی چاول تھے جسے خداوند متعال اپنے مقرب بندوں کو عطا

کرتا ہے۔ (۱)

۱۔ مردان جاوید کی داستانیں ص ۴۲، نقل از معاد شناسی، ج ۲، ص ۲۳۶۔

## ۸۸۔ بال سے زیادہ باریک

مرحوم شیخ رجب علی خیاط کہتے ہیں: ایک دن کسی کام سے بازار کے لیے گھر سے نکلا، اچانک ذہن میں کسی گناہ کا خیال آیا لیکن فوراً میں نے استغفار کی اور اس گناہ کو انجام نہیں دیا۔ راستہ چلتے ہوئے میں نے دیکھا کہ شہر کے باہر سے اونٹوں کی قطار آرہی ہے ان پر لکڑیاں رکھی ہوئی ہیں۔ میرے قریب سے اونٹ گزرے اچانک ایک اونٹ نے ایک لات میری طرف اٹھا کر ماری لیکن میں پیچھے ہٹ گیا اور مجھے نہیں لگی میں مسجد گیا اور میں اس سوال کے جواب کی فکر میں پڑھ گیا کہ کیوں میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ عالم رویا میں مجھ سے کہا گیا: گناہ کی فکر کرنے کی وجہ سے ایسا واقعہ تمہارے ساتھ پیش آیا ہے!

شیخ رجب علی خیاط نے کہا: میں نے وہ گناہ تو انجام نہیں دیا۔

جواب میں کہا: تمہیں اونٹ کی لات بھی تو نہیں لگی۔

(مؤلف: فکر گناہ کی یہ سزا اور جو گناہ کرتے ہیں اور استغفار تک نہیں کرتے نہ

جانے ان کا کیا حال ہوگا خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہوں ہمیشہ استغفار کریں،

خصوصاً اگر کوئی غلطی سے گناہ سرزد ہو جائے تو استغفار پڑھیں)۔ (۱)

## ۸۹۔ عدالت اور لطف خدا

کہتے ہیں: ایک عورت حضرت داؤد علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کے پاس آئی اور کہا: اے پیغمبر خدا! آپ کا رب ظالم ہے یا عادل؟

داؤد علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عادل ہے وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اس کے بعد فرمایا: کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے تم یہ سوال کر رہی ہو؟

عورت نے کہا: میں ایک بیوہ خاتون ہوں اور میری تین بیٹیاں ہیں، میں اپنے ہاتھوں سے شال وغیرہ بناتی ہوں۔ کل میں نے ایک شال بنائی تھی اور اس کو کپڑے میں لپیٹ کر بازار بیچنے کی غرض سے جا رہی تھی تاکہ اس کو بیچ کر بچیوں کے لیے کھانے کا انتظام کروں۔ اچانک ایک پرندہ آیا اور میرے ہاتھوں سے وہ شال لے کر چلا گیا۔ اس طرح میں تنگدست اور غمگین رہ گئی۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں جس سے بچیوں کا پیٹ بھروں۔

ابھی عورت کی گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دروازے پر کسی نے دق الباب کیا۔ حضرت نے اندر آنے کی اجازت دی۔ دس تاجر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے اور ہر ایک نے سو سو دینار (کل ہزار دینار) آنحضرتؐ کے پاس رکھے اور عرض کیا: اے پیغمبر خدا! اس رقم کو کسی مستحق کو دے دیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے ان تاجروں سے پوچھا: اس کی کیا وجہ ہے کہ تم سب مل کر اس مبلغ کو یہاں پر لے کر آئے ہو؟

تاجروں نے عرض کیا: ہم ایک کشتی پر سوار تھے کہ اچانک ایک طوفان اٹھا اور

کشتی میں سوراخ ہو گیا اور نزدیک تھا کہ ہم غرق ہو جائیں اور ہم ہلاک ہو جائیں۔ اس وقت ہم نے ایک پرندہ کو دیکھا کہ اس نے ہماری طرف ایک سرخ کپڑا پھینکا جب ہم نے اس کپڑے کو دیکھا تو اس میں ایک شال تھی۔ اس شال کے ذریعہ سے ہم نے کشتی کے سوراخ کو بند کیا اور اس طرح ہم نجات پا گئے اور طوفان کو بھی آرام آ گیا اور ہم ساحل پر پہنچے۔ خطرے کے وقت ہم سب نے نذر کی تھی کہ اگر ہماری جان بچ گئی تو ہم میں سے ہر ایک سو دینار صدقہ دے گا۔ اس وقت یہ ہزار دینار آپ کی خدمت میں لے کر آئے ہیں آپ کی مرضی جس کو بھی چاہیں صدقہ دیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عورت کی طرف رخ کیا اور فرمایا: تیرے رب نے تیرے لیے دریا سے ہدیہ بھجوایا ہے لیکن تو اس کو ظالم اور ستمگر جانتی ہے؟ اس کے بعد ہزار دینار اس عورت کو دیے اور فرمایا: اس پیسوں کے ذریعہ بچیوں کے کھانے پینے کا انتظام کر۔ پروردگار عالم تیرے حالات اور روزگار سے دوسروں کی نسبت زیادہ جاننے والا ہے۔ (۱)

## ۹۰۔ ابلیس کا تکبر اور اس کی نصیحتیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک دن ابلیس آنحضرت کے پاس آیا اور کہا: چاہتا ہوں کہ آپ کو ایک ہزار تین نصیحتیں کروں۔ حضرت موسیٰ ابلیس کو پہچان گئے اور

۱۔ ہزار ویک حکایت عبرت انگیز، ص ۶۰۱۔

فرمایا: جتنا تم جانتے ہو اس سے کہیں زیادہ میں جانتا ہوں۔ مجھے تیری نصیحت کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت جبرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی لے کر نازل ہوئے اور عرض کی: اے موسیٰ! پروردگار عالم فرماتا ہے: اس کہ ہزار نصح غریب ہیں لیکن اس کی تین نصیحتیں کام آنے والی ہیں اس کو سنو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے فرمایا: (ہزار کو چھوڑو) تین نصیحتیں بیان کرو۔  
ابلیس نے کہا:

۱۔ جب بھی کسی نیک کام کو انجام دینے کا ارادہ کرو تو فوراً اس کو انجام دو ورنہ تم کو پشیمان کر دوں گا۔

۲۔ اگر کسی نامحرم کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے تو مجھ سے غافل نہ رہنا ورنہ تم کو برے کام کرنے پر بھاروں گا۔

۳۔ جب بھی تم کو غصہ آئے تو اپنی جگہ کو تبدیل کر لو ورنہ تم کو لڑائی جھگڑے کے لیے تیار کر دوں گا۔

ابلیس نے کہا اب جب کہ میں نے تم کو تین نصیحتیں کی ہیں (تو میرا تم پر حق بنتا ہے) اس کے بدلے میں تم خدا سے میرے لیے بخشش طلب کرو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ابلیس کی چاہت کو پروردگار عالم سے عرض کیا۔

رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! ابلیس کو جا کر کہو اس شرط پر تم کو معاف کروں گا

جب تم آدم کی قبر پر جا کر اس کو سجدہ کرو گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کا پیغام ابلیس تک پہنچایا۔

ابلیس جو کہ غرور و تکبر میں غوطہ ور تھا، کہا: اے موسیٰ! جب آدم زندہ تھے اس وقت میں نے ان کو سجدہ نہیں کیا تو اب ان کے مرنے کے بعد کسی طرح ان کو سجدہ کر سکتا ہوں؟ (۱)

### ۹۱۔ نا اہل دوستوں سے دوری

مامون کے نوکروں میں سے ایک نے اس کو بتایا کہ ہمارے ہمسایہ میں ایک دین دار مرد رہتا تھا۔ اس نے آخری عمر میں اپنے جوان بیٹے کو جس کا تجربہ کم تھا وصیت کی اور کہا: اے بیٹا! پروردگار عالم نے مجھے مال اور نعمتیں عطا کی ہیں جن کو میں نے کافی زحمتوں سے حاصل کیا ہے اور یہ سارا مال و نعمتیں تجھے بہت آسانی سے (میراث) میں مل رہی ہیں لہذا ان کی قدر جاننا اور اسراف نہ کرنا۔ نا اہل دوستوں سے پرہیز کرنا لیکن میں جانتا ہوں نا اہل تیرے ارد گرد آئیں گے اور تیرا مال ختم ہو جائے گا اور کبھی بھی اس گھر کو نہ پہنچنا۔

جس وقت مال و دولت ختم ہو جائے اور تیرے دوست دشمن بن جائیں اور جب تم ارادہ کر لو کہ اپنے آپ کو خودکشی کے لیے تیار کر لو تو تم اپنے آپ کو اس رسی کے ذریعہ جس کو میں نے باندھی ہوئی اس میں پھندہ لگا لینا۔

بیٹے نے باپ کے مرنے کے بعد مال کو خرچ کیا اور اسراف کیا، نا اہل دوستوں

۱۔ ہزارویک حکایت عبرت انگیز، ص ۶۸۴، نقل از قصہ های قرآن بہ قلم روان، ص ۱۸۔

پر اپنا مال لٹا دیا اور جب مال ختم ہو گیا تو وہی دوست اس کے دشمن بن گئے لیکن اس نے اپنے باپ کی اس وصیت پر عمل کیا کہ گھر نہیں بیچا اور اس نے خودکشی کا ارادہ کیا اور اس رسی میں لٹکنے کے لیے گیا جس کو باپ نے چھت سے باندھی ہوئی تھی۔ رسی میں گردن کو ڈالاتا کہ خودکشی کرے۔ وزن ہونے کی وجہ سے اچانک رسی چھٹ کے ٹوٹنے کی وجہ سے نیچے گری اور وہاں سے دس ہزار دینار نیچے گرے۔

جس وقت جوان نے ان دینار کو دیکھا تو خوشحال ہوا اور اپنے باپ کی وصیت کا مطلب سمجھا کہ کیوں باپ نے کہا تھا کہ گھر نہ بیچنا اس کے بعد وہ خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اسراف و فضول خرچی سے دوری اختیار کی اور میانہ روی کے ذریعہ زندگی کا آغاز کیا۔ (۱)

## ۹۲۔ خدا اور انسان کا فضل و کرم

کہتے ہیں: دو نابینا فقیر اس راستہ میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں سے زبیدہ گزرتی تھی۔ زبیدہ کی سخاوت اور بخشش ان دونوں نے کافی سنی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک فقیر نے کہا: خدا تو مجھے اپنے فضل و کرم سے روزی عطا فرما۔

دوسرے نے کہا: خدایا! مجھے ام جعفر (زبیدہ) کے فضل و کرم سے روزی عطا

فرما۔

زبیدہ ان فقیروں کی دعا سے باخبر ہوئی اور روزانہ دو درہم پہلے والے کے لیے اور دوسرے فقیر کے لیے ایک مرغ اور اس کے شکم میں دس دینار سونے کے رکھ کر بھیجتی تھی۔

جس فقیر کے پاس مرغ بھیجتی تھی وہ بغیر اس کے شکم میں جستجو کیے ہوئے اس مرغ کو دو درہم میں اپنے ساتھی کو بیچ دیتا۔ دس دن تک اسی طرح ہوتا رہا۔

ایک دن زبیدہ نے اس فقیر کو اپنے پاس بلوایا جو اس کے فضل و کرم کا طالب تھا۔ جب فقیر زبیدہ کے پاس آیا تو کہا: کیا ہمارے فضل و کرم نے تم کو غنی بنا دیا یا نہیں؟ فقیر نے کہا: کون سا آپ کا فضل و کرم؟

زبیدہ نے کہا: دس دن تک مرغی کے پیٹ میں سو دینار رکھ کر جو تم کو بھیجتے تھے۔ ناپینا فقیر نے کہا: میں نے دینار تو نہیں دیکھے۔ روزانہ ایک مرغ بریان تمہارا ملتا تھا وہ میں اپنے برابر والے فقیر کو دو درہم میں بیچ دیا کرتا تھا اور وہ مجھ سے خرید لیتا تھا۔

زبیدہ نے کہا: بے شک! یہ فقیر میرے فضل و کرم پر اعتماد کرتا تھا خدا نے اس کو محروم کر دیا اور وہ دوسرا خدا کے فضل و کرم پر یقین رکھتا تھا خدا نے اس کو اس کی ضرورت سے زیادہ عطا کیا اور اس کو بے نیاز بنا دیا۔ (۱)

۱۔ ہزارویک حکایت اخلاقی، ص ۵۶۵۔ ہزارویک حکایت عبرت انگیز، ص ۳۳۸۔

## ۹۳۔ کریم کا ہاتھ

کہتے ہیں: جس وقت حاتم طائی اس دنیا سے گیا تو اس کو دفن کرنے کے چند سال بعد اتنی بارش ہوئی کہ قبر خراب ہو گئی اور قریب تھا کہ اس کی قبر کا نام و نشان مٹ جائے۔

اس کے بیٹے نے چاہا کہ اس کی لاش نکال کر دوسری جگہ منتقل کر دے تاکہ بارش و سیلاب سے محفوظ رہ سکے۔ جس وقت اس کی قبر کو کھولا تو اس کے تمام اعضاء بکھر اور پراگندہ ہو چکے تھے لیکن اس کا سیدھا ہاتھ صحیح و سالم تھا۔ لوگ جمع ہوئے اور تعجب میں پڑ گئے کہ کیوں اس کا سیدھا ہاتھ صحیح و سالم رہا۔

ایک بوڑھے شخص جو صاحب دل تھا اس کا وہاں سے گزر ہوا تو اس نے کہا: تعجب نہ کرو، حاتم طائی اس سیدھے ہاتھ سے بہت زیادہ بخشش و عطا کرتا تھا اس وجہ سے اس کا سیدھا ہاتھ صحیح و سالم رہا ہے۔ (۱)

## ۹۴۔ مکھی کی خلقت کا مقصد

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ منصور دو انتہی اپنے منبر پر بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا تھا۔ ایک مکھی بار بار اس کی ناک پر آ کر بیٹھ جاتی تھی، منصور مکھی کو اپنے ہاتھ سے دور ہٹاتا تو مکھی اڑ کر اس کی آنکھ پر آ کر دوبارہ بیٹھ جاتی۔ وہ بار بار دور ہٹاتا اور مکھی ہر بار آ کر

۱۔ ہزارویک حکایت اخلاقی، ص ۵۶۵۔ ہزارویک حکایت عبرت انگیز، ص ۳۳۹۔

بیٹھ جاتی یہاں تک کہ منصور کو غصہ آ گیا اور مکھی کو آخر کار جان سے مار دیا۔ جب منبر سے اتر کر نیچے آیا تو عمرو بن عبید سے پوچھا: خدا نے مکھی کو کیوں خلق کیا ہے؟ عمرو بن عبید نے کہا: تاکہ اس کے ذریعہ ظالم و ستمگر کو رسوا کرے۔

منصور نے پوچھا: یہ تم کہاں سے کہہ رہے ہو؟

عمرو نے کہا: پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَإِنْ يَسْأَلْهُمْ الذُّبَابُ شَيْئًا لَیَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبِ

وَالْمَطْلُوبِ﴾ (۱)

اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو یہ اس سے چھڑا بھی نہیں سکتے ہیں کیونکہ

طالب و مطلوب دونوں ہی کمزور ہیں۔ (۲)

یہی واقعہ بحار الانوار ج ۴۷، صفحہ ۱۶۶ میں امام صادق علیہ السلام سے منصور نے پوچھا

نقل ہوا ہے کہ: ”یا ابا عبد اللہ لاتی شی خلق اللہ عزوجل الذباب؟“

اے ابا عبد اللہ (امام صادق علیہ السلام) پروردگار عالم نے مکھی کو کیوں خلق کیا ہے؟

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”لیذل به الجبارین“ تاکہ اس کے ذریعہ جابرو

ظالم بادشاہوں کو ذلیل و خوار کرے۔

۱۔ سورہ حج، آیت ۷۳۔

۲۔ ہزارویک حکایت اخلاقی، ص ۵۹۲۔

## ۹۵۔ مردوں کے لیے دعا

ایک عبادت گزار خاتون جس کا نامہ ”باہیہ“ تھا جس وقت اس کے مرنے کا وقت قریب ہوا تو آسمان کی طرف رخ کیا اور کہا: خدایا! تو میرا خزانہ ہے، میں تجھ پر اعتماد کرتی ہوں، مرنے کے وقت مجھے ذلیل و رسوا نہ کرنا اور مجھے وحشتناک قبر سے نجات عطا فرما۔

جب دنیا سے گئی تو اس کا ایک بیٹا تھا جو ہر شب جمعہ اور جمعہ کے دن ماں کی قبر پر آتا اور قرآن و دعا کی تلاوت کرتا ماں اور قبرستان والوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتا۔

ایک رات اس نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا۔ سلام کیا اور عرض کیا: اے مادر گرامی! آپ کیسی ہیں؟  
ماں نے کہا: اے بیٹا! موت کا فی سخت ہے اور الحمد للہ برزخ میں میری بہت اچھی جگہ ہے۔

بیٹے نے عرض کیا: ماں کسی چیز کی ضرورت ہے؟

ماں نے کہا: بیٹا! ہمیشہ دعا، زیارت اور قرآن کی تلاوت میرے لیے کرتے رہا کرو۔ تمہارے قبرستان آنے سے شب جمعہ اور جمعہ کے دن میں خوش ہوتی ہوں اور جس وقت تم آتے ہو تو قبرستان کے مردے مجھ سے کہتے ہیں: اے باہیہ! تمہارا بیٹا آیا ہے۔ میں اور میرے برابر والے مردے اس خوشخبری کو سن کر خوش ہوتے ہیں۔

یہ جوان ماں اور دیگر مردوں کے دعا اور قرآن کی تلاوت میں مشغول رہا۔ ایک

رات پھر اس نے خواب میں دیکھا کہ کافی افراد اس کے پاس آئے ہیں۔

جوان نے پوچھا: آپ لوگ کون ہیں؟

انہوں نے کہا: ہم قبرستان والے ہیں اور تیرا شکر یہ ادا کرنے کے لیے تیرے پاس آئے ہیں تو ہمارے لیے دعا اور قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ اس عمل کو ترک مت کرنا (قارئین محترم خدا سے دعا کریں بحق محمد وآل محمد ﷺ ہم سب کو اپنے اپنے مرحومین کو یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ان کے لیے اعمال صالحہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے)۔ (۱)

۹۶۔ گناہوں کو یکدم چھوڑ دینا

ایک شخص جو ظالم بادشاہ کا ملازم تھا۔ مال حرام کمانا، شراب و کباب کی لذتوں میں مست اور ہمسایوں کو تکلیف پہنچانا اس کا شیوہ تھا۔

ایک دفعہ ابو بصیر سے گفتگو میں کہا کہ جب مدینہ جانا تو امام صادق علیہ السلام سے کہنا کہ میرے لیے دعا کریں۔

ابو بصیر جب کوفہ سے مدینہ آئے اور ساری باتیں امام علیہ السلام کو بتائی تو امام نے فرمایا: جب تم کوفہ جاؤ تو میرا سلام اسے پہنچانا اور اسے کہنا کہ اگر تو اس حالت (یعنی گناہوں کو) ترک کر دے تو میں تیری جنت کا ضامن ہوں۔

۱۔ ہزارویک حکایت عبرت انگیز، ص ۶۳۳۔

جب اسے امام علیؑ کا یہ پیغام ملا تو اتنا اثر ہوا کہ وہیں پر رونے لگا اور ابو بصیر سے قسم کھلوائی کہ واقعی امام علیؑ نے یہی فرمایا ہے اور پھر کہا کہ بس میرے لیے یہی کافی ہے۔ کافی دن بعد ابو بصیر کو اپنے گھر بلوایا اور دروازے ہی کے پیچھے سے آواز دی کہ اے ابو بصیر! سارا مال حرام لوگوں کو واپس کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ اپنا لباس بھی دے دیا ہے اور بے لباس اس دروازے کے پیچھے کھڑا ہوں۔ میں نے امام علیؑ کے حکم پر فوراً عمل کیا ہے اور یکدم گناہوں کو ترک کر دیا ہے۔

ابو بصیر بہت خوش ہوئے۔ کافی عرصے بعد جب اس کا آخری وقت قریب آیا تو ابو بصیر اس کے پاس عیادت کے لیے گئے تو حالت احتضار میں اس نے کہا: ”اے ابو بصیر! امام صادق علیہ السلام نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، یہ کہتے ہی مر گیا۔

ابو بصیر اسی سال حج پر گئے جب امام علیؑ سے ملنے امام کے گھر گئے تو ان کا ایک پیر دروازے کے باہر اور ایک پیر اندر تھا کہ امام صادق علیہ السلام کی آواز آئی: ”اے ابو بصیر! ہم نے تیرے ہمسایے سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دیا۔ ہم نے جو جنت کی ضمانت لی تھی وہ اسے دلوا دی ہے۔“ (۱)

## ۹۷۔ زیادہ نہ کھائیں

روایات میں ملتا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ شیطان سے پوچھا کہ

۱۔ ترک گناہ کے چالیس طریقے، ص ۷۵۔

تیرے پھندوں میں سے میرے لئے کوئی پھندا ہے؟

شیطان نے کہا: ہاں! جب آپ کھانا کھاتے ہیں تو آپ کے سامنے آتا ہوں تاکہ آپ زیادہ کھائیں اور زیادہ کھا کر سوئیں تاکہ رات کو عبادت کے لیے نہ اٹھ سکیں۔ یہ وہ مباح کام ہے جو کہ عبادت کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے عہد کیا کہ جب تک زندہ ہیں رات کو سیر ہو کر نہ کھائیں گے اور شیطان نے بھی عہد کر لیا کہ آئندہ کبھی بنی آدم کے سامنے اپنے راز کو فاش نہ کرے گا۔ (۱)

## ۹۸۔ مومن، مومن کا آئینہ

قال رسول الله: الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ (۲) مومن، مومن کا آئینہ ہے۔

استاد آقائے محسن قرآنی دام عزه فرماتے ہیں کہ اگر اس چھوٹی سی حدیث پر غور کریں تو ہمیں مندرجہ ذیل نکات ملتے ہیں:

۱۔ آئینہ صاف اور پاک جذبہ سے عیب کو بیان کرتا ہے۔ انتقام یا کسی اور غرض کی وجہ سے نہیں۔ (مؤلف: پس ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے برادر مومن کو بغیر کسی انتقام کی غرض سے اس کے عیب کو بیان کریں تاکہ وہ اپنے عیب کو دور کر لے)۔

۲۔ آئینہ اس وقت عیب کی نشاندہی کرتا ہے جب خود گرد و غبار سے پاک ہو

۱۔ ترک گناہ کے چالیس طریقے، ص ۸۸۔

۲۔ بحار الانوار، ج ۷۱، ص ۲۶۸۔ امریہ معروف و نہی از منکر، ص ۱۹۰۔

(مؤلف: اسی انسان کو عیب بیان کرنے کا حق ہے جو پہلے خود اس عیب سے پاک ہو۔ میں خود تو نماز نہیں پڑھتا اور دوسروں کو کہتا پھرتا ہوں کہ بھی تم نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ پہلے خود عمل کروں بعد میں دوسروں کو کہوں۔ پہلے خود عیب سے بچوں بعد میں دوسروں کو عیب سے بچاؤں۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: تمہیں دوسروں کی آنکھ کا شہتیر تک دکھائی دیتا ہے لیکن اپنا ایک عیب بھی دکھائی نہیں دیتا۔ پہلے اپنے گرد وغبار کو دور کر دو پھر دوسروں کے عیب کی نشاندہی کرنا)۔

۳۔ آئینہ سامنے کھڑے شخص کے مقام و منزلت کا لحاظ نہیں کرتا۔ (مؤلف:

چاہے امیر ہو یا بادشاہ، غریب ہو یا فقیر جیسا ہے اس کو ویسا ہی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ غریب و فقیر ہے تو اس کے عیب کو بیان کرے اور امیر و بادشاہ ہے تو اس کے عیب کو بیان نہ کرے۔ ہمیں بھی اگر اس کے عیب کو بیان کرنا ہے تو یہ نہ دیکھیں کہ بھی یہ تو امیر شخص ہے ہم کیوں کہے اور غریب ہے تو فوراً ٹوک دیں)۔

۴۔ آئینہ ویسا ہی دکھاتا ہے جیسا سامنے والا ہے، اسے بڑھا چڑھا کر بیان نہیں

کرتا۔ (مؤلف: انسان بھی دوسرے کے عیب اگر بیان کرے تو اتنا ہی بیان کرے جتنا اس میں ہے بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر میرے جھوٹ کو مجھ سے بیان کرنا ہے تو اتنا ہی مجھے بتائیں بھائی آپ جھوٹ بہت بولتے ہیں بس۔ بڑھا چڑھا کر مجھے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے)۔

۵۔ آئینہ عیب دکھانے کے ساتھ ساتھ خوبصورتی اور مثبت نکات بھی دکھاتا

ہے۔ (مؤلف: کسی کے عیب بیان کرنے سے پہلے اس کی اچھی خوبیاں بیان کی

جائیں جب اس کے مثبت نکات آپ بیان کریں گے تو وہ آپ کا گرویدہ اور فریفتہ ہو جائے گا۔ جب وہ آپ کا گرویدہ ہو گیا تو اب آپ اس کے عیب کو بیان کریں۔ اب آپ کی بات کا اس پر اثر ہوگا کہ واقعاً یہ عیب تو مجھ میں پایا جاتا ہے جہاں انہوں نے اتنی خوبیاں میری بیان کی ہیں اگر ایک دو عیب بیان کر دیے ہیں تو کوئی بات نہیں میں اسے ضرور دور کروں گا۔

۶۔ آئینہ عیب کو آمنے سامنے بیان کرتا ہے نہ کہ پیٹھ پیچھے۔ (مؤلف: شریعت نے غیبت کو گناہان کبیرہ میں قرار دیا ہے۔ ارشاد الہی ہے سورہ حجرات، آیت بارہ میں خبردار! ایک دوسرے کے عیب تلاش نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے یقیناً تم اسے برا سمجھو گے۔ پیٹھ پیچھے کسی کے عیب کو بیان کرنا بہت ہی برا فعل ہے۔ انسان فقط اتنا سوچ لے کہ جس خدا نے ہمارے اتنے عیب چھپائے ہیں اگر ہم اپنے برادرِ مومن کا عیب چھپالیں گے تو کیا ہو جائے گا۔ اگر عیب بیان کرنا ہی ہے تو خود اسی سے کہے دوسروں کو بیان کرنے کی کیا آفت آرہی ہے۔)

۷۔ آئینہ خاموشی کے ساتھ عیب کی نشاندہی کرتا ہے، چیخ کر عیب دوسروں کو نہیں بتاتا۔ (مؤلف: جس طرح اوپر بیان کیا واقعاً اگر ہم اپنے برادرِ مومن کا عیب خاموشی کے ساتھ اس کو بیان کر دیں تو معاشرے میں فسادات ختم ہو سکتے ہیں جب ہم ایک شخص کا عیب دوسرے کو نہیں بتائیں گے تو آپس میں لڑائی جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔ اگر ہم نے کسی کی برائی کی اور آپ نے سن لی تو آپ نے جا کر اس

فلاں شخص کو بتا دیا کہ فلاں صاحب آپ کی برائی کر رہے تھے۔ اب آپ کی غیرت کرنے سے معاشرے میں جو فساد برپا ہوگا اس کا جواب کون دے گا؟ اگر ہم نے برائی کی تھی تو آپ خاموشی سے ہمیں کہہ دیتے بھائی دوسرے انسان کی برائی دوسروں کے سامنے بیان نہیں کرنی چاہیے آپ خود ان کو جا کر کہہ دیں۔

۸۔ آئینہ اگر توڑ دیا جائے اور اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بھی اٹھا کر دیکھے جائیں تو وہ ٹکڑے بھی عیب اور خوبی بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر مومن کی بے احترامی بھی کی جائے تب بھی وہ اپنے ارادے سے منحرف نہیں ہوتا۔

(مؤلف: اگر آپ کسی کے عیب کو بیان کر رہے ہیں اور آپ کو برا بھلا بھی کہا جا رہا ہے تو آپ پر فقط اتنا ہی وظیفہ ہے کہ بیان کریں اب چاہے وہ عمل کرے یا نہ کرے۔ آپ اپنا وظیفہ انجام دے کر پیچھے ہٹ جائیں بہر حال حق تو کڑوا ہوتا ہی ہے۔ بہت ہی کم افراد آپ کو معاشرے میں ایسے ملے گے جو یہ کہیں بھائی آپ کا شکریہ کہ آپ نے ہماری خامی بیان کی اور بہترین دوست وہی ہے جو اپنے دوست کے عیب کو اس سے بیان کرے اور اپنے دوست کی اصلاح کرے)۔

۹۔ آئینہ سامنے والے عیبوں کو اپنے دل میں نہیں چھپاتا بلکہ جوں ہی سامنے والا اس کے سامنے سے ہٹتا ہے اس کا عیب بھی آئینہ سے زائل ہو جاتا ہے۔ (مؤلف: ہمیں بھی دل میں کسی کے بارے میں حسد نہیں رکھنا چاہیے، اس کا عیب دیکھ کر ہم اس سے بغض و کینہ رکھنے لگیں اور اس کے زوال کو سوچنے لگیں یہ غلط ہے بلکہ اس کے عیب کو بیان کریں تاکہ وہ اپنے اندر اس عیب کو زائل کر دے دل میں

رکھنے کی ضرورت نہیں ہے)۔

۱۰۔ اگر آئینہ نے میرے عیب کو بتایا ہے تو مجھے اپنی اصلاح کرنی چاہیے نہ کہ میں اُسے توڑ دوں۔ (مؤلف: اگر کوئی ہمارا عیب ہم سے بیان کر رہا ہے تو ہمیشہ اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ آپ نے ہمارے عیب کو بیان کیا اگر آپ بیان نہ کرتے تو ہم تو اس کو اچھا ہی سمجھتے رہتے اور نہ جانے کتنی مرتبہ ہم سے وہ غلطی سرزد ہو جاتی۔ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہم اس حدیث پر عمل کریں اور اس طرح اپنی اور دوسروں کی اصلاح کر سکیں لیکن اصلاح کے لیے یاد رہے کہ بعض افراد کی اصلاح احترام و اکرام کے ذریعہ ہی ممکن ہے جبکہ بعض دوسروں کی اصلاح تنبیہ کے ذریعہ ممکن ہے)۔

۹۹۔ تم المقدس کی زیارت مشہد مقدس کی زیارت کے مساوی ہے

آج بتاریخ دس ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ ق۔ ایک قول کے مطابق حضرت فاطمہ معصومہ قم کی شہادت یا وفات کا دن ہے۔ سرزمین قم پر ہوتے ہوئے سوچا کہ اس کتاب میں آج شہادت کی دن اس بی بی کے متعلق ایک واقعہ اور چند احادیث بیان کر دی جائیں۔ ویسے تو کافی کتابیں اس موضوع پر لکھی جا چکی ہیں اور یہ آخرت ساز واقعات کتاب میں فقط اس بی بی کی مختصر سی عظمت بیان کرنا مقصود ہے۔ اس کتاب میں طول و تفصیل بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ اس مختصر سے بیانات کو اگر معصومہ قم چاہیں تو بندہ حقیر سے قبول کر لیں اور یہی میری شفاعت کے لیے کافی ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: من زار المعصومة کمن زارنی (۱)

جس نے معصومہ کی زیارت کی اس نے گویا میری زیارت کی۔

ایک خاندان مشہد سے قم ہجرت کر کے آیا۔ اس خاندان کی خاتون بہت ہی مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ کہتی ہیں کہ میں ہر وقت امام علی رضا علیہ السلام کے حرم کے لیے گریہ کرتی تھی اور بہت غمگین رہتی تھی۔

ایک دن روتے روتے آنکھ لگ گئی اور خواب میں دو نقاب پوش نورانی خواتین کو دیکھا۔ وہ مجھے تسلی دینے لگیں اور مجھ سے پوچھا کہ کیوں غمگین ہو؟ میں نے جواب دیا کہ امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے دل ادا ہے۔

ان میں سے ایک خاتون نے فرمایا: کہ تم اب قم میں رہتی ہو تم کو چاہیے کہ روزانہ حرم جایا کرو یہ اسی طرح ہے جیسے مشہد مقدس ہے۔ یہاں اور وہاں میں کوئی فرق نہیں۔

اس عورت نے کہا کہ ”بی بی آپ کون ہیں؟“

انہوں نے فرمایا: ”میں حضرت معصومہ (قم) ہوں۔“

اس وقت انہوں نے چہرہ سے نقاب اٹھائی جس سے میرا گھر روشن ہو گیا۔ میں

نے پوچھا یہ دوسری خاتون کون ہیں؟

آپ نے فرمایا: یہ حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام ہیں۔ (۲)

۱۔ تاریخ التواریخ، ج ۳، ص ۴۸۔

۲۔ کریمہ اہل بیت علیہم السلام، ص ۷۸۔

اس بی بی کی عظمت اور مقام و منزلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ زیارت نامہ امام رضا علیہ السلام نے نقل کیا ہے۔ اور زیارت کا جملہ: یا فاطمة اشفعی لی فی الجنة (۱) اے فاطمہ معصومہ! میری جنت میں جانے کی شفاعت کریں۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے تمام شیعہ حضرت فاطمہ دختر موسیٰ بن جعفرؑ کی شفاعت کے ذریعہ جنت میں جائیں گے۔

امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا: من زار عمّتی بقم فله الجنة (۲) جس نے میری پھوپھی کی قم میں زیارت کی بس اس کے لیے جنت ہے۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ان زیارتھا تعادل الجنة؛ بے شک اس (معصومہ) کی زیارت جنت کے برابر ہے۔ (۳)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ان لله حرما و هو مكة و لرسوله حرما و هو المدينة و لامیر المومنین حرما و هو الكوفة و لنا حرما و هو قم و ستدفن فیہ امرأة من ولدی تسمى فاطمة من زارها و جبت له الجنة۔ (۴)

خدا کا ایک حرم ہے، وہ مکہ ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حرم ہے وہ مدینہ ہے، اور حضرت علی علیہ السلام کا ایک حرم ہے وہ کوفہ ہے اور ہم اہل بیت علیہم السلام کا حرم ہے وہ

۱۔ زیارت نامہ حضرت فاطمہ معصومہ علیہا السلام۔

۲۔ کامل الزیارات، ص ۳۲۳۔

۳۔ مستدرک الوسائل، ج ۱۰، ص ۳۶۸۔ بحار الانوار، ج ۵۷، ص ۲۱۹۔

۴۔ مستدرک الوسائل، ج ۱۰، ص ۳۶۸۔ بحار الانوار، ج ۵۷، ص ۲۱۹۔

شہر قم ہے۔ عنقریب اس شہر میں میری اولاد میں سے ایک خاتون جس کا نام فاطمہ ہوگا  
 ذہن ہوگی جو شخص بھی ان کی زیارت کرے گا اس پر جنت واجب ہے۔

قارئین محترم عجیب بات یہ ہے کہ جب یہ حدیث امام علیؑ نے بیان کی ہے اس  
 وقت امام کاظمؑ بھی اس دنیا میں تشریف لے کر نہیں آئے تھے۔ یعنی امام صادق  
 علیہ السلام آئندہ کی خبر دے رہے ہیں۔

### ۱۰۰۔ کسنی میں عروج فکر

آل محمدؑ جو تدریجاً برقرآنی اور عروج فکر میں خاص مقام رکھتے ہیں ان میں سے  
 ایک بلند مقام امام حسن عسکریؑ ہیں۔ علماء فریقین نے لکھا ہے ایک دن آپ ایک  
 ایسی جگہ کھڑے تھے جس جگہ بچے کھیل کود میں مصروف تھے اتفاقاً ادھر سے عارف  
 آل محمدؑ جناب بہلول دانا کا گزر ہوا۔ انہوں نے یہ دیکھ کر کہ سب بچے کھیل رہے  
 ہیں اور ایک خوبصورت سرخ و سفید بچہ کھڑا رہا ہے۔ ادھر متوجہ ہوئے اور کہا کہ  
 اے نونہال مجھے بڑا افسوس ہے کہ تم اس لیے رو رہے ہو کہ تمہارے پاس وہ کھلونے  
 نہیں جو ان بچوں کے پاس ہیں۔ سنو! میں ابھی ابھی تمہارے لیے کھلونے لے کر آتا  
 ہوں۔ یہ کہنا تھا کہ آپ کسنی کے باوجود بولے۔

ہم کھیلنے کے لیے پیدا نہیں کئے گئے ہیں۔ ہم علم و عبادت کے لیے خلق ہوئے ہیں۔

انہوں نے پوچھا کہ تمہیں یہ کیونکر معلوم ہوا کہ غرض خلقت علم و عبادت ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس کی طرف قرآن مجید میں ارشاد الہی ہے کیا تم نے نہیں

پڑھا کہ خدا فرماتا ہے:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾ (۱) کیا تم نے یہ گمان کیا ہے ہم نے تم

کو عبث (کھیل کود) کے لیے پیدا کیا ہے۔

یہ سن کر بہلول حیران رہ گئے اور یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اے فرزند! تمہیں کیا ہو گیا تھا کہ تم رورہے تھے، گناہ کا تصور تو ہو نہیں سکتا کیونکہ تم بہت کم سن ہو۔

آپؐ نے فرمایا: کسنی سے کیا ہوتا ہے میں نے اپنی والدہ کو دیکھا ہے کہ بڑی لکڑیوں کو جلانے کے لیے چھوٹی لکڑیاں استعمال کرتی ہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں جہنم کے بڑے ایندھن کے لیے ہم چھوٹے اور کسن لوگ استعمال نہ کیے جائیں۔ (۲)

تمت بالخیر

ولادت باسعادت امام حسن عسکری علیہ السلام ۱۲۳۳ھ ہجری قمری

اور بہ روایت دیگر شہادت حضرت معصومہ قائمہ علیہا السلام

اور حسن اتفاق آخری صبح اور کمپوزنگ کے مراحل کے بعد

آخری نظر کا اختتام امام رضا علیہ السلام کے حرم مبارک میں شب

جمعہ ہوا۔ خدا سے دعا ہے ہم سب شیعیاں علی بن ابی طالبؑ

کو بار بار ائمہ طاہرین کی زیارت کا شرف نصیب فرما۔

آمین یا رب العالمین

۱۔ سورہ مومنون، آیت ۱۱۵۔

۲۔ چودہ ستارے، ص ۵۳۳۔

## منابع و مأخذ

- |   |                                     |
|---|-------------------------------------|
| ۱- قرآن کریم  | ترجمہ: علامہ ذیشان حیدر جوادی       |
| ۲- اصول کافی  | مرحوم کلینی                         |
| ۳- ارتباط معنوی با حضرت مہدی <small>علیہ السلام</small> | استاد حسین نجفی                     |
| ۴- اعیان الشیعہ   | سید محسن الامین                     |
| ۵- احسن المقال ترجمہ شہی الامال                         | علامہ صفدر حسین نجفی                |
| ۶- احادیث الطلاب  | شاگرد برخوردار فرید                 |
| ۷- اہل بیت <small>علیہم السلام</small> فرش نشین فرشتے   | استاد انصاریان                      |
| ۸- امامی  | شیخ طوسی                            |
| ۹- امامان شیعہ <small>علیہم السلام</small>              | محمد تقی عبدوس و محمد مہدی اشتہاردی |
| ۱۰- امر بہ معروف و نہی از منکر                          | آقای حسن قرآتی                      |
| ۱۱- ایمان   | آیت اللہ دستغیب                     |
| ۱۲- الخصال  | شیخ صدوق                            |
| ۱۳- القطرہ  | احمد مستبط                          |
| ۱۴- بحار الانوار  | علامہ مجلسی                         |
| ۱۵- بہترین قصہ ہای نماز                                 | محمد کریبی                          |
| ۱۶- تحف العقول  | حسن بن علی حراہی                    |

- ۱۷۔ تاریخ یعقوبی ابن واضح یعقوبی
- ۱۸۔ تاریخ طبری ابن جریر طبری
- ۱۹۔ ترک گناہ کے چالیس طریقے سید عابد حسین زیدی
- ۲۰۔ چودہ ستارے نجم الحسن کراروی
- ۲۱۔ حکایات و مناظرات محمد رضا منصوروی
- ۲۲۔ داستانہای از نماز اول وقت علی میرحلف زادہ
- ۲۳۔ در محضر مجتہدی محمودی گلپایگانی
- ۲۴۔ ذکر و فکر علامہ ذیشان حیدر جوادی
- ۲۵۔ رمز و راز کربلا استاد حسین گنجی
- ۲۶۔ ریاض الاحزان محمد حسن قزوینی
- ۲۷۔ زیارت عاشورا اور اُس کے فوائد اے ایچ رضوی
- ۲۸۔ صواعق محرقة ابن حجر
- ۲۹۔ فضائل و کرامات فاطمۃ الزہراء علیہا السلام عباس عزیزی
- ۳۰۔ فضائل الزہرا و مناقب انیسہ حوراء محمد تقی مقدم
- ۳۱۔ فرہنگ سخنان امام حسین علیہ السلام آقای دشتی
- ۳۲۔ قصص الصلوٰۃ قاسم میرحلف زادہ
- ۳۳۔ قصہ ہای نماز عباس عزیزی
- ۳۴۔ قصص العماء مرزا محمد تکانبی

- ۳۵۔ کریمہ اہل بیت علیہم السلام  
 سیدہ صالحہ نقوی
- ۳۶۔ کتاب الشافی  
 سید ظفر حسن صاحب
- ۳۷۔ کامل الزیارات  
 جعفر بن محمد بن قولویہ
- ۳۸۔ کشف الغمہ  
 علی بن عیسیٰ اربلی
- ۳۹۔ گنجینہ علم، پیغمبر سے سوالات و جوابات  
 آیت اللہ احمد قاضی زاہدی
- ۴۰۔ گفتار رفیعی  
 دکتر ناصر رفیعی محمدی
- ۴۱۔ مردان جاوید کی داستانیں  
 منہال حسین خیر آبادی
- ۴۲۔ مناقب آل ابی طالب علیہم السلام  
 ابن شہر آشوب
- ۴۳۔ مواعظہ العدیہ  
 آیت اللہ مشکینی
- ۴۴۔ محافل و مجالس  
 علامہ ذیشان حیدر جوادی
- ۴۵۔ مفاتیح الجنان  
 شیخ عباس قمی
- ۴۶۔ مستدرک الوسائل  
 مرزا حسین نوری طبری
- ۴۷۔ نعیم الابرار  
 غلام حسین
- ۴۸۔ ناخ التوارخ  
 مرزا محمد تقی سپہر
- ۴۹۔ نجات من سیرت اہل البیت علیہم السلام  
 باقر شریف قرشی
- ۵۰۔ وسائل الشیعہ  
 شیخ حر عاملی
- ۵۱۔ ہزارویک حکایت اخلاقی  
 محمد حسین محمدی
- ۵۲۔ ہزارویک حکایت عبرت انگیز  
 محمد حسین محمدی

# واقعات

سن موسوی آل اعتماد دام عزہ

ترجمہ:

حجۃ الاسلام والمسلمین

مولانا سید علی افضل زیدی قتی

# انسان ساز



مؤلف: حجۃ الاسلام والمسلمین  
مولانا سید علی افضل زیدی مہتمم

محمد علی بک ڈپو

# اسرار ولایت

صاحب التعمیر، علامہ امینیؒ

کی ولایت کے دفاع میں

سات تقاریر

مجموع آوری:

عبد العلی حسین پور

مکتبہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

ترجمہ:

حجۃ الاسلام والمسلمین

مولانا سید علی افضل زبیدی قادیانی

مکتبہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

